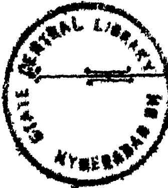
سلطانِ سخن



الموسوم

بہ دیوان طوفانِ رحمت

(باہتمام)

مجلس اشاعت اسلام مسلم نوجوانان حیدرآباد دکن

سید احمد شاہ چشتی القادری خلف صاحب دیوان

در مطبع اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن طبع شد

(کاتب سید سردار علی غفر اللہ ذنوبہ)

۷۸۶

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا

قطعہ

سرور یہ ہے جسے مری عشق رسول اللہ نے
ہاتھ پر بارونی سے منظور شفاعت ہو گیا
مٹ گیا رحمت کا نقطہ نامۂ اعمال سے
تیرا طوفان تو طوفان رحمت بن گیا

سلطانِ سخن

(الموسوم)

بہ دیوانِ طوفانِ رحمت

(باہتمام)

سید احمد شاہ چشتی القادری خلفِ صاحبِ دیوان

از نتائج افکار حضرت سید افضل شاہ خانصاحب چشتی القادری المتخلص طوفان رحمت مداح بارگاہ رسالت
قدس سرہ العزیز خلیفہ حضرت شاہ فیض الدین صاحب چشتی القادری نبیرہ حضرت حمید الدین صاحب ناگوری رحمۃ اللہ علیہ

در مطبع اعظم اسٹیم پریس حیدرآباد دکن طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

حمد و ثنا کے لایق وہی ذات وحدہٗ لاشریک ہے جس کا کوئی مثل اور ثانی نہیں جسکی توحید میں وقت رقم اپنی بیاضِ جبین کو سرِ لوح پر رکھدیا۔ اُس تپن وحدت کے گُل یکتا کی توصیف کے شب اندیشہ میں جب کوئی سر اوٹھاتا ہے تو اوس کا نور حیرت اپنی تجلی سے اوس کے ہمایون مرغ عقل کو آشیان سے گرا دیتا ہے ہم اوس معبود یکتا کا کس طرح شکر ادا کرسکتے ہیں کہ جس نے ہماری مُشت خاک کو پاک کرکے ہم کو اشرف المخلوقات کے لقب سے تمام مخلوق پر شرف بخشا۔ درود نا معدود اُس مبعوث کے اُمّی لقب دُر یتیم پر جو جگ میں یکتا ہے اوّل اوس کے آل و اصحاب پر سلام جن کو خدا نے مومنین کے لقب سے مخاطب کرکے باعث زینت ارض و سمان کیا۔

ہزار ہزار شکر کہ آج اقطاع عالم میں کوئی ایسا درمند مصیبت زدہ نہیں ہے جو حضرت ظل سبحانی کے [illegible] مستفید نہو رہا ہو۔ چہ جائے کہ نمک پروردگان و جان نثاران سلطنت ابد مدت حضرت [illegible] خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ کے فیض عام سے بہرہ اندوز نہوں ناممکن ہے ہم نمک پروردگان ابد مدت کا عین الیقین ہے کہ ایسے شاہ دکن جو حامی دین [illegible] اور ظل خدا خلق پناہ میں [illegible] پایا یہ بڑی خوشی [illegible] صحت و عافیت کے ساتھ [illegible] اور اون کے ملک کو معمور اور آباد رکھے جب تک کہ آسمان پر مہر و ماہ طلوع ہوتے رہیں اور جب تک دریا پانی سے بھرا رہے۔ آمین [illegible]۔

وارد ہے کہ [illegible] رحمت نازل ہوتی ہے لیجئے ذکر [illegible] [illegible] علیہ وسلم [illegible] رحمت

نازل ہوتی ہے طوفان کے لغوی معنی غرق کرنے والے اور ہوائے تیز اور بہت غالب ہونے
والے کے ہیں۔ چونکہ یہ سلطان الانبیا کی مدح ہے اسلئے دریائے عشق رسالت کی محبت کے جوش نے
اس قدر عبور کیا کہ طالب مطلوب کو اپنے دریائے رحمت میں غرق کر دیا۔ لہذا اسکا نام سلطان سخن
الموسوم بہ دیوانِ طوفانِ رحمت رکھا گیا۔ جو نہایت مستحسن ہے۔ امّا بعد سید افضل شاہ خانصاحب
چشتی القادری قدس سرہٗ العزیز المتخلص بہ طوفانؔ رحمت خلیفہ حضرت سید شاہ فیض الدین صاحب
چشتی القادری قدس سرہٗ العزیز کے چہار پشت ضلع بیڑ و اورنگ آباد میں گذرے اور حضرت کی
پیدائش ضلع بیڑ کی ہے اور بتلاشِ روزگار ضلع کریم نگر پہونچکر بعد ملازمت (۲۸) سال وظیفہ حسن خدمت
حاصل کرکے سنہ ۱۳۳۴ ف میں بلدہ حیدرآباد محلہ باغ مسلم جنگ میں قیام پذیر رہے۔ اور سنہ ۱۳۳۹ ف
میں دنیائے فانی سے رحلت فرمائے۔

حضرت قبلہ کو بزمانہ شباب حضرت آغا داؤد صاحب قبلہ قدس سرہٗ العزیز خلیفہ حضرت محمد حسن صاحب قبلہ قدس سرہٗ
العزیز سے بیعت تھی اور آخری عمر میں حضرت سید شاہ فیض الدین صاحب قبلہ چشتی القادری قدس سرہٗ العزیز خلیفہ حضرت
محمد غوث صاحب قبلہ چشتی القادری قدس سرہٗ العزیز نبیرہ حضرت حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ جو موضع بیارام
ضلع آصف آباد میں قیام پذیر تھے طالب ہوئے حضرت سید شاہ فیض الدین صاحب چشتی القادری کی صحبت نے حضرت
قبلہ طوفان صاحب کا ایک ذوق بڑھا کہ چودہ ماہ میں دیوان نعتیہ تکمیل پایا۔ جملہ دیوانِ نعتیہ عشق
و محبت جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم و اصحاب و اہلبیت سے معمور ہے جس سے صاحب دیوان کے
سوزشِ دل کا پتہ چلتا ہے کہ کس درجہ عشق رسول مقبول صلعم تھا۔ چونکہ حضرت نے اپنی زندگی میں دیوان
کی طباعت کی کوشش فرمائے لیکن زندگی نے وفا نہ کی۔

ناظرین دیوان سے التماس ہے کہ [illegible] دیوان [illegible] وقت طبع کیا گیا ہے شاید
کہیں کتابت میں غلطی ملاحظہ فرمائیں امید کہ درگذر و چشم پوشی فرمائیں فقط

راقم سید احمد شاہ چشتی القادری خلف خورد صاحب دیوان

۸۶

از نتیجۂ فکر سلطان الشعراء تاج سخن بلبل ہندوستان استاد السلطان عالیجناب جلیل القدر

حافظ جلیل حسن المخاطب نواب فصاحت جنگ جلیل مدظلہ

قطعۂ تاریخ

از

فصاحت جنگ جلیل

مژدہ اے عشاق شاہِ انبیاؑ　　نعتیہ دیوان طوفان چھپ گیا

نام ہو کیونکر نہ سلطانِ سخن　　ہے یہ سلطانِ دوعالم کی ثنا

اِسکے اک اک شعر پر پڑھیے درود　　اِسکے ہر مضموں پہ کہیے مرحبا

وجد میں قدسی بھی ہیں سُنکر کلام　　کہتے ہیں صل علےٰ صل علےٰ

طبع کی تاریخ تم لکھو جلیل

بے بہا بے مثل نعتِ مصطفےٰ

۱۳۵۱ھ

تقریظ

یہ ایک خاص قابلِ قدر بات ہے کہ حیدرآباد دکن کے نامی گرامی نازک خیال روشن دماغ۔ بزم افروز شعرائیں مولانا سید افضل شاہ خاں صاحب مرحوم المتخلص بہ طوفان رحمت شبستانِ سخن کے گوہر شب چراغ [illegible] کی بیداری اور پرہیزگاری کا عکس [illegible] تھا۔ آپکی گراں بار زندگی کا علمی و عملی متاعِ عشقِ نبی تھا آپ کے دلی جذبات کے اثرات آپ کے دلِ پُر درد کی سوزش کے ثبوت میں آپ کے دیوان کے ہر ایک شعر کے [illegible] ہیں اور معنوی تنویر کی زبانِ حال سے [illegible] کی صدا آرہی ہے قدرت نے آپ کی شب زندہ داری کے اصلاحی تصوف کے ساتھ آپ کے زیبا فرق [illegible] اخلاق کے خلعت فاخرہ سے مزین فرمایا تھا اگرچہ کہ آپ کے اوصاف حمیدہ آپ کے باخدا ہونیکے سوا سوا تھے۔

قطعہ

[illegible] مقدرِ حق نے کیا طوفانِ رحمت کا ۔ سوا اور وہ بیا حصہ احسان اوسکی قدرت کا
ہوا مقبولِ خاص و عام سلطانِ سخن اے میر ۔ ملا طوفان کو خلعت شہ دین کی مدحت کا

میر اکرام علی میر حیدرآباد دکن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات مشعر بہ اطیعوا اللہ

واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

یا الٰہی تو ہے رب العالمین — میں ہوں فانی تو ہے باقی بالیقین

کیا کرے فانی تری مدح و ثنا — ہے تری ہستی سے ہر شے کو بقا

خاک کے پتلے کو دی تو نے حیات — علم سے روشن ہوئی عالم کی رات

پھر ارادے سے کیا ہے مستفید — ملتے ہی قدرت ہوئی عاجز کو عید

تھا جو میں بہرا سماعت کی عطا — بے بصارت کو بصارت کی عطا

اور زباں پر کر دیا جاری کلام — ہے یہ سب احساں ترا اعالی مقام

سب ترا ہے مجھ میں میرا کچھ نہیں — صاحبِ نعمت نہیں تجھسا کہیں

کر دیا عاجز کو تو نے سرفراز — سب میرے کاموں کا تو ہے کارساز

نیکیوں سے اب نہ مجھکو دور کر — منحصر ہے سب تری توفیق پر

زندگی غفلت میں گذری ہے تمام — در پہ حاضر ہے ترا باغی غلام

چھوڑ کر در تیرا جائیگا کہاں — شش جہت پر جبکہ تو ہے حکمراں

ہر طرف پھر کر غلام بیوفا — پھر در دولت پہ تیرے آگیا

تیرے احسان و کرم کو بھول کر — آجتک پھرتا رہا میں دربدر

کوئی تجھ سا مہرباں پایا نہیں — تو رہا ہر وقت شہ رگ سے قریں

میں جدا تجھ سے رہا لیل و نہار — ہر مصیبت میں رہا تو غمگسار

کون ہے تیرے سوا میرے لئے — تو ہے بس اک آسرا میرے لئے

اب اسی کی ہے مجھے شرمندگی
کی ادا اک دم نہ تیری بندگی

کس تغافل میں کٹے ستر برس
یا الٰہ العالمین فریاد رس

رحم کر اب مجھ پہ اے نکتہ نواز
بندۂ عاجز کو کر دے سرفراز

ہاں بحق مژدۂ لا تقنتوا
زرد رو کو جلد کر دے سرخرو

پھر جگا دے نیند سے ہادیٔ حق
پھر اولٹ دے میرے سونیکا ورق

عشق کی دولت سے پھر کر دے نہال
حال دکھلانے لگے پھر قیل و قال

عشق کا پھر قلب سے اوٹھے بخار
ہر گھڑی روتا رہوں میں زار زار

عشق سے ہو جائے دل بھنکر کباب
عشق پھر دکھلائے پیری میں شباب

عشق سے ہر دل ہوا ہے باغ باغ
عشق کا ہر گھر میں ہے روشن چراغ

عشق سے ہر دل میں ہے فکر معاش
عشق ہی سے مال و زر کی ہے تلاش

ہر چمن میں عشق پیچاں کی ہے بیل
بلبل نالاں کو ہے پھولوں سے میل

عشق ہی سے ہے برہمن بت پرست
ہو گیا مورت پہ وہ پتھر کی مست

عشق سے دیر و حرم آباد ہیں
اپنے اپنے عشق سے سب شاد ہیں

ڈالدی ہے عشق نے سب پر کمند
پھنس گئے دونوں جہاں کے جوڑ بند

یا الٰہی ہے یہ **طوفان** کی دعا
زال دنیا کی محبت سے بچا

عشق دے مجھکو رسول پاک کا
عشق دے مجھکو شہ لولاک کا

عشق دے مجھکو رسول اللہ کا
ہے یہی زینت تری درگاہ کا

عشق کے موتی کو زیب تاج کر
مبتلائے صاحب معراج کر

ساقیا اوٹھی مدینے سے گھٹا
رکھ نہ پیمانے کو شیشے سے جدا

پھر عطا کر مجھکو صہبائے الست
جھومنے لگ جائے پھر یہ فاقہ مست

میکدے سے اب نہ مجھکو دور کر
شیشۂ دل کو نہ میرے چور کر

آگیا ہے عشق کی بھٹی میں جوش
ہاتھ میں خالی نہ پیمانہ رہے

خاندانِ چشت کی انمول دے
تیرے خمخانے میں ہے وہ خم کہاں

یا عطا کر مجھکو وہ مئی ساقیا
اور علاء الدین صابر کا وہ جام

شاہ فیض الدین سا مدہوش کر
کیوں عطا کرنے میں ساقی دیر کی

ہے مجھے درکار صہبائے حلال
پارسائی پر نہ میری کر نظر

رنگ دے گودڑ کو میری بیدرنگ
تھا سلف کے جیسے مستوں کا چلن

دے وہ ساغر جس سے مستانہ رہوں
ہے ازل سے مجھکو اوس مئی سے نیاز

ہوش کو اپنے کہوں صد مرحبا
غائبانہ کیف سے کر دے مگن

دل کو مل جائے اویسی اضطراب
جھومتا رہ جاؤں میں صبح مسا

بیخودی کے بعد پھر کچھ ہوش ہو
دے مئی وحدت کا ساغر دمبدم

ہوش میں آکر کروں حمد و درود

دور میں کیا دیر ہے ای مئی فروش
ساقیا آبادِ میخانہ رہے

بوالعلائی کا کوئی کشکول دے
جس کی مستی میں رہے آغا میاں

جس کو پیتے تھے فرید الاولیا
لب سے ملجائے تو ہو سونا حرام

کچھ تو پاس خاطرِ مینوش کر
سب میں خوشبو ہے گلِ اجمیر کی

ملحدوں کو دے شرابِ پرتگال
جبّہ و دستار رکھدے طاق پر

ہے مجھے مرغوب نارنگی کا رنگ
سادگی پر جن کی شیدا بانکپن

غیر کیا اپنے سے بیگانہ رہوں
جس کی مستی میں پڑھوں ہردم نماز

اے فدا اے نورِ پاکِ مصطفےٰ
آنکھ میں پھر جائے صحرائے قرن

کر عطا مجھکو محبت کی شراب
دل کو لگ جائے مدینہ کی ہوا

واقفِ اسرار پھر مئی نوش ہو
رکھ شریعت پر مجھے ثابت قدم

بھیجتا جاؤں محمدؐ پر درود

ساغرِ گل میں دے الفت کی شراب
بھیجے ایسی خوشبو یہ مائلِ مصطفےؐ
زور سے اُوٹھے جگر سے پھر بخار
آنکھ سے برسے وہ ساون کی جھڑی
نعت سے ہر وقت مستانہ رہوں
نعت کا دل میں وہ بڑھ جائے سرور
عرش سے آئیں مضامیں بیشمار
ہاتھ میں لوں پھر وضو کرکے قلم
حسرت و ارماں میں ڈوبا ہو کلام
درد کا دکھڑا اسی میں روتا رہوں
درد ہی ایمان ہے طوفان کا
درد ہی ملکِ عرب لیجائیگا
ایک دن بلوائیں گے مجھکو حضورؐ
ہے یہی حسرت یہی ہے آرزو
یاد آئے مجھکو جامی کا کلام
یا رسول اللہ انظر حالنا
یا شفیع المذنبیں بہر خدا
رحمت اللعالمین ہو اک نظر
کر دیا ہے ضعفِ پیری نے نڈھال
ہو کرم مجھ پر حبیبِ کبریا
آپ کے در کے سوا جائے کہاں

ذہن میں بس جائے خوشبوی گلاب
نعت کی لگ جائے پھر دل کو ہوا
جھوم کر آجائے پھر ابرِ بہار
دامنِ تر کو نچوڑوں ہر گھڑی
نعت ہی کے دھن میں دیوانہ رہوں
جوش دکھلانے لگے دریائے نور
ذہن پر میں اپنے ہو جاؤں نثار
پھر کروں میں حالِ دردِ دل رقم
جس کو سُن سُن کر تڑپ جائیں تمام
اور قلم کی آنکھ سے جاری ہو خون
درد ہی دیوان ہے طوفان کا
اور دیارِ مصطفےؐ دکھلائیگا
رنگ لائیگی یہہ بیتابی ضرور
روضۂ خیر البشر کے روبرو
جس کو سُنکر لوٹ جائیں خاص و عام
یا نبی اللہ اسمع قالنا
شربتِ دیدار ہو جائے عطا
بندۂ عاصی کے حالِ زار پر
سوزِ فرقت سے ہوں میں آشفتہ حال
کیجیئے زندانِ پُر غم سے رہا
غمزدہ بیکس ضعیف و ناتواں

ای شہ جن و بشر فریاد رس — چھوڑ کر بیٹھا کہاں جائے مگس
جب یہ حسرت دل کی پوری ہو وہاں — پھر کہوں ای بادشاہ دو جہاں
اوس کے حق میں بھی ہے میری التجا — جسکے سایہ میں ہوں میں صبح و مسا
جس کی ہر دل میں محبت فرض ہے — جس کی مومن پر اطاعت فرض ہے
جس کے عہد پاک میں سلطانِ دین — زور پر ہے آپ کی شرع مبین
ہر گھڑی کرتا ہے وہ ایثارِ نفس — ہے غریبوں کا وہی غمخوار نفس
کیمپ طاعونی کو دیکھا صبح و شام — کس طرح آرام کا ہے انتظام
کی مریضوں کی عیادت بے ریا — جس سے دی اللہ نے سب کو شفا
ہر صفت سے اوسکی ہوتا ہے عیاں — کیا عجب ہے ہو وہی قطب الزماں
زیب و زینت اور لباسِ کر و فر — رکھدیا نوشیرواں کے طاق پر
اوس کے پرتو سے ہے ہر دل باغ باغ — ہے وہ آصفجاہ کا روشن چراغ
علم کی ہے ہر گلی کوچہ میں دھوم — ہے یہ سب فیضانِ سلطان العلوم
یعنے وہ ملکِ دکن کا شہریار — **میر عثمانِ علیخان نامدار**
یارسول اللہ مدد فرمایئے — جو مقاصد اوسکے ہیں برلایئے
آپ ہیں محبوب رب العالمین — آپ کے دربان جبریلِ امین
آپ جو چاہیں وہ ہو جائے حضور — آپ ہی کا ذرہ ذرہ میں ہے نور
ای شہ لولاک فخرِ دو جہاں — اوس کا ہر فرزند ہو صاحبقران
قبلۂ حاجات نور کردگار — شیفتہ ہو اوس کے گلشن پر بہار
تا صد و سی سال وہ قایم رہے — اوس کے سکہ کا چلن دایم رہے
تاجداروں کا ہو طرہ تاجور — ہو ہما سایہ فگن دربار پر
اور تمنا ہے یہ افضل شاہ کی — آرزو ہے اس شفاعت خواہ کی

رنگ دکھلائے وہ نعت مصطفٰےؐ
عشق کے دریا میں ہو طوفاں بپا

ردیف (الف)

جب حجلۂ الفت سے وہ پردہ نشیں جھانکا
تھا جلوۂ اول ہی مطلع مرے دیوان کا

خوشبو یہ جو مائل تھا دل اوس شہ خوباں کا
تلتا رہا کانٹوں میں ہر پھول گلستاں کا

اللہ کا پیارا ہے اور انجمن آرا ہے
ہے نور محمدؐ ہی ایمان مری جان کا

میزانِ شفاعت نے جب تول لیا مجھکو
تنکے سے بھی ہلکا تھا پلہ مرے عصیاں کا

رحمت نے ازل ہی میں تاکا مرے عصیاں کو
مجرم یہ پڑا پنجہ کس فتنۂ دوراں کا

جو طور پہ جلوہ تھا وہ اصل میں پردہ تھا
دیدار کا سودا تھا جھگڑا تھا نہیں ہاں کا

اے وحشتِ دل تو ہی لیچل تن لاغر کو
دامن ہے بہت چوڑا طیبہ کے بیاباں کا

خدمت سے ملی عظمت کیا دائی حلیمہ کو
پیغمبر برحق نے القاب دیا ماں کا

چرواہے نے چل پھر کر اسلام کے میداں میں
سب گلۂ امت کو جنت کیطرف ہانکا

ملبوسِ مبارک کو تھا فخر محمدؐ سے
ہنستا تھا دو شالوں پر پیوند کا ہر ٹانکا

جھکتا تھا پیمبر سے ٹیڑا رہا اکفر سے
سید ہار رہا داور سے اسلام کا ہر بانکا

جب عرصہ محشر میں ہونے لگی رسوائی
دامانِ شفاعت نے عصیاں کو مرے ڈھانکا

کیا دبدبہ و شوکت تھی شانِ رسالت میں
خرمہ کی چٹائی پر تھا نقش سلیماں کا

اونکا تو خیال آیا پر وہ نہ کبھی آئے
تارا نہ کبھی چمکا میری شب ہجراں کا

للہ کوئی کہہ دو اوس شافع محشر سے
پنجہ میں ہے درباں کے گوشہ مرے داماں کا

دربارِ محمدؐ میں بے کھٹکے پہونچنے کا ⁂ اک غم ہی وسیلہ ہے اوس شاہِ شہیداں کا

ہر لفظ کی گھونگٹ میں جلوہ ہے محمدؐ کا
تفسیر مدثر کی دیوان ہے طوفاں کا

کھنچا نقشہ جو آنکھوں میں میرے روئے پیمبر کا ⁂ گمان ہر موئے مژگاں پر ہوا جبریل کے پر کا

نکالو یا نبی ارمان میرے قلبِ مضطر کا ⁂ سنگھا دو وقتِ آخر لخلخہ زلفِ معنبر کا

درِ محبوبِ حق سے تو نہ ای درباں مجھے سرکا ⁂ ملا ہے مدتوں میں آستانہ بندہ پرور کا

جو ہو مرغوبِ محبوبِ خدا کے وہ مقدر ہے ⁂ نظر کے سامنے رہتا تھا آئینہ سکندر کا

مدینہ کی زیارت کرکے پھر ہم کعبہ جائینگے ⁂ ملا ہے آپ کے در سے پتہ اللہ کے گھر کا

بشارت دوستو سن ہی چکے من زار قبری کی ⁂ جو منکر ہے زیارت کا وہ دشمن ہے پیمبر کا

پلا دو شربتِ دیدار اُس دم یا رسول اللہ ⁂ ہوا ہے نزع میں لب خشک میرے دیدۂ تر کا

شفاعت کو جو محشر میں شفیع المذنبیں آئے ⁂ تو چہرہ ہو گیا روشن غلامانِ خوش اختر کا

کس الفت سے خدا نے شاہ ہا زعرش کی خاطر ⁂ بنایا آشیاں مکڑی کے جالے میں کبوتر کا

ہمیں کیا خوف ای نورِ خدا طوفانِ محشر سے ⁂ سہارا آپ کا ہے جسطرح کشتی کو لنگر کا

مدینہ کے چمن میں ہمصفیرانِ چمن پہونچے ⁂ تڑپتا ہی رہا دل طائرِ بے بال و بے پر کا

رہِ حق میں کسی رہزن کی ہرگز چل نہیں سکتی ⁂ ملے جب خیر سے احمد تو کیا کھٹکا رہا شر کا

شجاعوں کے دلوں پر تیغِ ہیبت کیوں نہ چل جاتی ⁂ کہ سر پر تاج تھا خالد کے گیسوئے پیمبر کا

دلِ پُر داغ ہے عشقِ نبی سے گلشنِ جنت ⁂ برنگ چشمہ کوثر ہے چشمہ دیدۂ تر کا

لب و دندانِ حضرت سے بھلا تشبیہ دوں کیونکر ⁂ گہر اک قطرۂ نیساں ہے اور ہے لعل پتھر کا

کلیدِ قفلِ جنت الفتِ شبیر و شبر ہے ⁂ شفاعت بھی تو منہ تکتی ہے فرزندانِ حیدر کا

امیدِ مغفرت دل سے لگی رہتی ہے اے طوفاں
ہوا جس روز سے میں شیفتہ محبوبِ داور کا

کھاں ہیں اور کھاں رتبہ دروالا کی چوکھٹ کا
خیال جبہ سائی کیا ٹھکانہ ہے تری ہٹ کا

رہینگے ہم بھی کل یوں مصطفےؐ کے ساتھ کوثر پر
کہ جیسے آج عالم چاہِ زمزم پر ہے پنگھٹ کا

ہوئی نازل مدثر شاہ کملی پوش کی خاطر
رخ یوسف سے رتبہ بڑھ گیا احمدؐ کے گھونگٹ کا

مخالف آئیگا کیا محفل میلاد اقدس میں
چمن سے دور ہی رہتا ہے ہر دم جغد مرگھٹ کا

بتا دے تو ہی اے شوق نبی رستہ مدینہ کا
کہ میرا طائر دل دشت عصیاں میں بہت بھٹکا

خدا کی یاد میں تار نفس یوں جسم سے نکلے
نکل آیا قلم سے آپ کی جس شان سے سیٹ کا

الٰہی جاں کنی میں وہ رخ انور نظر آئے
کہ تا ول سے نکل جائے عذاب گور کا کھٹکا

لیئے پھرتے تھے نیزوں پر چڑھا کر سر شہیدوں کے
کہ یہ بھی شام کے بازاریوں میں کھیل تھا نٹ کا

ثنائے مصطفےؐ سے ملگئی معراج طوفان کو
خیال زلف جا کر عرش کی زنجیر سے لٹکا

حسن نمکین آپ کا لاکھوں خریداروں میں تھا
مصر کا بازار بھی طیبہ کے بازاروں میں تھا

بخشوا کر ہی مجھے چھوڑا رسول اللہ نے
ورنہ میں اک بندۂ غمگین گنہگاروں میں تھا

غازیو نکے حرم میں ہر شمشیر عریاں حور تھی
باغ جنت مثل جوہر اونکی تلواروں میں تھا

کھل گیا حکم خدا سے جب در خلد بریں
بلبل باغ نبی جنت کے گلزاروں میں تھا

اللہ اللہ کیا رسول اللہ کے اصحاب تھے
نور ماہ مصطفےؐ روشن انہیں تاروں میں تھا

دیکھکر مجھکو مدینہ میں ملائک نے کہا
آج وہ ہے جنتی کل جو سیہ کاروں میں تھا

یا محمد مجھ سے بیکس کی عیادت تھی ضرور
مدتوں سے آپکے میں بھی تو بیماروں میں تھا

کیا عجب ہے اک اشارہ سے ہوا ٹکڑے قمر
وہ بھی نور مصطفےؐ کے ناز برداروں میں تھا

تھا وہ جنگ بدر میں جلوہ رسول اللہ کا
مرحبا کا شور و غل تیغونکی جھنکاروں میں تھا

دیکھکر فاروق اعظمؓ کی مظفر فوج کو
شور ماتم جا بجا کسریٰ کے غمخواروں میں تھا

یا نبی یا نبی ہو گئے سنکر فصیحان عرب
کیا اثر امی لقب کی نرم گفتاروں میں تھا

داخلِ جنت ہوئے پیرو رسول اللہ کے
راستہ خلدِ بریں کا اونکی رفتاروں میں تھا

اے زلیخا حسن احمد کی ازل سے دہوم ہے
حضرت یوسف کا چرچا صرف بازاروں میں تھا

سر دیا لیکن امیرِ شام سے بیعت نہ کی
کیا نواسہ آپ کا حق کے طرفداروں میں تھا

دھار پر تلوار کی چلتے رہے آلِ رسول
کیا اثر سیدانیونکے دودھ کی دھاروں میں تھا

اہلِ محشر سے کہا حضرت نے طوفان ہے کہاں
وہ تو میری نعت خوانکے کفش برداروں میں تھا

نامہ لیکر جو میرا سوئے پیمبر نکلا
سب پرندوں میں شہنشاہ کبوتر نکلا

غور سے عقدِ ثریا کو جو دیکھا میں نے
ہو بہو گنبدِ خضرا کا وہ جھومر نکلا

شان اللہ کی ہے ایک غلامِ حبشی
کلمہ پڑھتے ہی سرتاجِ سکندر نکلا

قطرۂ نور ہے آنسو مرا دریائے عدن
تیرے دامن میں نہ ایسا کوئی گوہر نکلا

غل ہوا شور ہوا حشر کے بازاروں میں
لو وہ محبوب خدا شافع محشر نکلا

جام کوثر بھی ملا شربتِ دیدار کے ساتھ
آج ارمان میرا ساقیِ کوثر نکلا

مٹ گئے موئے مبارک کی زیارت سے گناہ
پھر نہ اک جرم میرا بال برابر نکلا

سیر ہوکر نہ کبھی آپ نے کھانا کھایا
شکمِ پاک سے اکدن بھی نہ پتھر نکلا

عطر اخلاق محمد کی وہ خوشبو پھیلی
گلشنِ دہر کا ہر پھول معطر نکلا

جلدے گود میں اللہ کا پیارا آیا
اے حلیمہ تیرا کیا خوب مقدر نکلا

آتشِ ہجر میں جل جل کے نہ رو اے طوفان
سب یہ کہتے ہیں سمندر سے سمندر نکلا

وہ جوانِ ہاشمی سے جو کبھی دوچار ہوتا
تو ہزار جان سے اوس پر میرا دل نثار ہوتا

کوئی نامہ بر نہوتا نہ یہ انتظار ہوتا
جو دیارِ مصطفیٰ تک میرے دم کا تار ہوتا

یہ اوسی کی ہے کریمی کہ جو بےحساب بخشا
میرے جرم لاتعد کا نہ کبھی شمار ہوتا

گلِ گلشنِ مدینہ کی خبر صبا جو لاتی
تو خوشی سے غنچۂ دل گلِ نو بہار ہوتا

بسِ مرگ اڑ کے جاتا درِ پاکِ مصطفےٰ تک
میری خاک سے نمایاں جو کبھی غبار ہوتا

مجھے کیا جو لاکھ تارے سرِ چرخ ہو جو روشن
جو چراغ ہے حرم میں وہ سرِ مزار ہوتا

او نہیں تیر افگنی کا جو کبھی خیال آتا
تو نشانہ اون کی خاطر دل و غدار ہوتا

بسِ مرگ یا الٰہی میری آرزو نکلتی
سرِ کوئے مصطفےٰ پر جو میرا مزار ہوتا

مجھے اسکی کیا خبر تھی شبِ ہجر یا الٰہی
کہ خیال روئے حضرت میرا غمگسار ہوتا

دمِ فاتحہ حرم میں وہ کہیں سے جھانک لیتے
جو نظر کا تیر آتا وہ جگر کے پار ہوتا

نہ بگڑ کے ٹوٹ پڑتا سرِ سبطِ مصطفےٰ پر
جو گروہ شامیوں کا کبھی دیندار ہوتا

نہ ٹپکتے اشکِ حسرت جو فراقِ مصطفےٰ میں
نہ کبھی صدف میں **طوفان** دُرِ آبدار ہوتا

دل کو بسِ مردن بھی اک دم نہ قرار آیا
جبتک نہ مدینہ سے وہ ناقہ سوار آیا

سب صلِّ علیٰ کہکر اونٹوں سے اوتر جاؤ
اللہ کے پیارے کا نزدیک دیار آیا

پھر یاد ہوئی اونکی پھر دل سے بخار اوٹھا
آنکھوں سے برسنے کو پھر ابرِ بہار آیا

وہ بھی کوئی دن آئے غل ہو یہ مدینہ میں
حضرت کی زیارت کو وہ سینہ فگار آیا

موقوف گناہوں پر تھی شانِ شفاعت کی
توقیر بڑی میری جب روزِ شمار آیا

ہاں عشق نے حضرت کے کندن مجھے کر ڈالا
عصیاں کے جلانے کو رگ رگ میں بخار آیا

دشمن کی بھی احمد کو منظور عیادت تھی
آئینۂ خاطر میں اک دم نہ غبار آیا

جن پھولوں میں جنت کے خوشبوی محمد تھی
بالکل او نہیں پھولونکا میرے لئے ہار آیا

ممدوح سے ملنے کا مل جائیگا اب رستہ
پیغام مدینہ سے یہ زیرِ مزار آیا

لاکھوں میں سرِ محشر رحمت میرے پاس آئی
رسوائی کے باعث ہی مجرم کو وقار آیا

طوفان وہ دیوانہ آتا ہے زیارت کو

طفلانِ مدینہ کے قابو میں شکار آیا

عاشق ہے خدا خود بھی محمد کے نام کا
سوغات بھیجتا ہے درود و سلام کا

دانا کبھی نہ ہو گا علیحدہ قطار سے
مارا کبھی نہ جائے مقلد امام کا

گر ہوشمند ہے تو شریعت پہ کر عمل
ہو امتیاز تجھکو حلال و حرام کا

رتبہ بڑا بلال کا خدمت سے آپکی
ہے ذکر عرشیوں کی زباں پر غلام کا

سایہ نہ جس کے قد کا نظر میں سما سکا
ہے لامکاں مقام اوس عالی مقام کا

جس گھر میں ذکر پاک ہو اوس گھر پہ رات دن
پہرا ہے جبرئیل علیہ السلام کا

کیونکر نہ ہم کو اپنے مقدر پہ ہو گھمنڈ
روشن ہے نام امتِ خیر الانام کا

آنکھوں میں ڈبڈباتے ہیں آنسو اسی لئے
طالب ہوں میں بھی ساقیِ کوثر کے جام کا

خواہش ہے دید کی رہے ہمیشہ درود پڑھ
آیا یہی جواب ہمارے پیام کا

روتا رہا فراقِ محمد میں صبح تک
سچ ہے کہ ابر خوب برستا ہے شام کا

بیکار کوئی شئے نہیں عالم میں بالیقین
نکلا گنہگار بھی رحمت کے کام کا

صدقہ سے نعتِ پاکِ رسولِ کریم کے
طوفاں دلوں پہ نقش ہے میرے کلام کا

نام پیارا ہے کیا محمد کا
دل پہ نقشہ جما محمد کا

تھا ازل ہی میں عرشِ اعظم پر
نام لکھا ہوا محمد کا

قاصدا دل بہت تڑپتا ہے
حال مجھکو سنا محمد کا

بندگی دیکھ پھر میری یارب
پہلے خادم بنا محمد کا

روح ہر دم درود پڑھتی ہے
دل کو ہے لخلخہ محمد کا

باغ عالم میں ایک ہی دیکھا
گلشن پُر فضا محمد کا

دیکھنے کو ترستی ہیں آنکھیں
جلوہ حق نما محمد کا

زہد پر ہے گھمنڈ زاہد کو — مجھکو ہے آسرا محمد کا
دونوں عالم میں نور ہے اونکا — کیا بتاؤں پتہ محمد کا
جنتی ہے وہ بالیقین دیکھو — جسنے کلمہ پڑھا محمد کا
سارے عالم کے خاندانوں میں — ہے گھرانہ بڑا محمد کا

پھر نہ سوجھا مجھے کوئی طوفان
جب خیال آگیا محمد کا

خط میرا لیکے جانا تو سر پر ہما — ہے مدینہ میں محبوب داور ہما
کوئی قاصد نہیں تجھ سے بہتر ہما — ہوگیا اب تو عنقا و کبوتر ہما

ق

وہ مدینہ ہے دلکش خدا کی قسم — قصر جنت وہاں کا ہے گھر گھر ہما
باب جبریل ہے جسطرف جلوہ گر — کھٹکھٹانا تو پہلے وہی در ہما
عرض کرنا ادب سے میرا حال دل — بال و پر جوڑ کر سر جھکا کر ہما
اب زبانی سنا جا کے سب حال دل — ہوگیا نامہ اشکوں سے سب تر ہما
اس لئے پاؤں پڑتا ہوں میں دمبدم — تیرا احسان ہے میرے سر پر ہما
جس کو پالا تھا نامہ بری کے لئے — وہ کبوتر ہوا آج بے پر ہما
بارگاہ رسالت میں جاتا ہے تو — مجھ سے بہتر ہے تیرا مقدر ہما
میری جانب سے گنبد کے چاروں طرف — مست ہو کر لگانا تو چکر ہما
پھر شہ کربلا کے طرف جائیو — قبلہ عاشقاں ہے جو بے سر ہما

جان طوفان کہاں تک سناؤں تجھے
اب تو جان آگئی ہے لبوں پر ہما

سن رہا ہے گل فسانہ آپ کا — گاتی ہے بلبل ترانہ آپ کا
کہتے ہیں جبریل ای شہباز عرش — لامکاں ہے آشیانہ آپ کا

آپ ہیں سارے زمانہ کے لئے / در حقیقت ہے زمانہ آپ کا
خرمن عصیاں جلانا یاد ہے / ہنس کے وہ بجلی گرانا آپ کا
کون سرتابی کرے گا حکم سے / عرش پر ہے تازیانہ آپ کا
شرم سے وہ عرض کرنا اپنا حال / سُن کے پھر وہ مسکرانا آپ کا
دیکھکر شق القمر کا معجزہ / ہو گیا مفتوں زمانہ آپ کا
علم اول اوس پہ پھر امی لقب / ہے تجاہل عارفانہ آپ کا
بالیقین محشر بھی ہے بازار حسن / قد قیامت ہے میانہ آپ کا
ہے میرے دل میں اویسی اضطراب / عشق ہے گو غائبانہ آپ کا

سُن کے حسان نے کہا طوفان سے / ہے قصیدہ عاشقانہ آپ کا

قاصد ہو گیا شیدا تیرا / حال ہو روشن کیسا تیرا
کون کرے بیمار مداوا / تجھ سے جدا ہے عیسیٰ تیرا
کالی کملی تجھ پر صدقہ / دم بھرتی ہے لیلیٰ تیرا
نعت کی ہر جا دھوم مچی ہے / ہر گھر میں ہے چرچا تیرا
رخ کی تجلی دیکھ رہا ہے / زلفوں میں ہے سایہ تیرا
جلد پلا دیدار کا شربت / بھر دے کاسہ صدقہ تیرا
بارش میں بجلی کا چمکنا / رونا میرا ہنسنا تیرا
زاہد ہوگا زہد پہ نازاں / میرے دل کو بھروسہ تیرا
اے گلِ احمر جانِ عروساں / عطر بنا ہے پسینہ تیرا
کعبہ دل میں نور خدا ہے / مکے میں ہے مدینہ تیرا
رنگ بلالی پتلی میں ہے / آنکھوں میں ہے جلوہ تیرا

نعت کی نہریں جاری ہوئی ہیں
بہہ گیا طوفان دریا تیرا

خواب میں طالع بیدار نے دل چھین لیا
یا نبی آپ کے دیدار نے دل چھین لیا

دیکھکر حال میرا کہتے ہیں رو رو کے طبیب
اضطراب دلِ بیمار نے دل چھین لیا

غم عقبیٰ تو کہیں اپنا ٹھکانا نہ کرے
الفتِ احمد مختار نے دل چھین لیا

جنسِ عصیاں کو شفاعت نے جو لوٹا آکر
حشر میں رحمت غفار نے دل چھین لیا

میرے محسن میرے آقا میرے مختار نبیؐ
آپ کے ناز بھرے پیار نے دل چھین لیا

آبلہ پاؤں کا رو رو کے یہی کہتا تھا
دشت طیبہ کے ہر اک خار نے دل چھین لیا

گوہر اشک پہ مائل ہوئی رحمت نہ فقط
حوریوں کا بھی گنہگار نے دل چھین لیا

کلمہ سن کے یہ کعبہ میں صنم کہتے تھے
آپ کی نرمی گفتار نے دل چھین لیا

شرم تھی جس سے وہ پونجی نہ رہی اور حق
بندہ پرور میرے سرکار نے دل چھین لیا

صدقہ ہو ہو کے یہ کہتی تھی حلیمہ دائی
آمنہ بی بی کے دلدار نے دل چھین لیا

مشک میں بھر لیا پانی جو سکینہ کیلئے
پاسبانوں کا علمدار نے دل چھین لیا

رعد کہتا ہے یہ چلا کے نہ روئے طوفان
ابر کا دیدۂ خونبار نے دل چھین لیا

اے دل شب فرقت میں رو رو کے سحر کرنا
عشق دُرِ دندان میں اشکوں کو گہر کرنا

بیتابی دل اپنی یوں اون کو خبر کرنا
سرکار کے فرقت میں دیوار کو در کرنا

گھر چھوڑ کے آیا ہوں دربار رسالت میں
غربت پہ میری حضرت رحمت کی نظر کرنا

دو دل کو ملاتے ہیں روٹھوں کو مناتے ہیں
عادت ہے محمد کی یوں شیر و شکر کرنا

کچھ دوسری جانب سے اوس نور الٰہی کو
قطرہ کو گہر کرنا ذرہ کو قمر کرنا

تم نے ہی میرے دل میں بویا ہے نبی اللہ
اس تخم محبت کو پھلدار شجر کرنا

راحت ہے مدینہ میں جنت ہے مدینہ میں
سب کچھ ہے مدینہ میں واں جا کے بسر کرنا

صدقہ رخ احمد کا دیدے مجھے یا اللہ
کمھلائے ہوئے دل کو رشک گل تر کرنا

صورت ہو امیرانہ سیرت ہو فقیرانہ
کوچہ میں محمدؐ کے اسطرح گذر کرنا

بیتاب سمجھکر ہی حضرت مجھے بلوائیں
اے نالۂ درد دل اتنا تو اثر کرنا

ہاں تار نظر سے بھی بڑھ کر ہے لطافت میں
پٹکا نکل آیا ہے کیا وصف کمر کرنا

کرتے ہیں کبوتر جب روضہ کی ملکس رانی
حوروں کی تمنا ہے زلفوں سے چنور کرنا

کافی ہے مجھے توشہ حضرت کی محبت کا
آساں ہے مدینہ کا طوفان سفر کرنا

جہاں کے دوشالوں سے عالی کملیا
انوکھے نبی کی نرالی کملیا

نہ گرنے دیا اپنا سایہ زمیں پر
محمدؐ نے اپنی اوڑھالی کملیا

وہ نور مجسم قد پاک والا
وہ صل علیٰ کالی کالی کملیا

فراق محمدؐ میں بن من کے کویل
پھرا کرتی ہے ڈالی ڈالی کملیا

شب قدر حضرت پہ شیدا ہوئی ہے
نہیں جسم اطہر پہ کالی کملیا

شفاعت کے ہیں پھول دامن میں تیرے
دکھا باغ عالم کے مالی کملیا

ہمیشہ رہا نور چھن چھن کے باہر
بنی جسم والا پہ جالی کملیا

حسینؑ و حسنؑ فاطمہؑ و علیؑ سے
نہیں تھی محمدؐ کی خالی کملیا

سر حشر اعمال سب کھل رہے ہیں
اوڑا سر پہ امت کے ڈالی کملیا

کبھی دوشش حضرت پہ تھی سر پہ گاہے
تیری دیکھ لی لااوبالی کملیا

بنے چار یاروں کے ہیں چار گوشہ
سراپا ہے رنگ بلالی کملیا

یہ لیلیٰ لبھاتی ہے دل عاشقوں کا
دکھاتی ہے شان جمالی کملیا

محمدؐ کا وہ بکریوں کا چرانا
وہ چھوٹے سے قد پر وہ بالی کملیا

گٹھا سر پہ رحمت کی چھائی ہے طوفان
یہی خواب میں ہے خیالی کملیا

ملاؤ لہنون کو پسینہ کسی کا
بنا عطر گل روح افزا کسی کا
عجب شان عین عرب میں ہے رب کی
کسی نے بھی دیکھا نہ سایہ کسی کا
جگر میں پھر اب درد پیدا ہوا ہے
ہوا چھیکے چپکے اشارہ کسی کا
ہزاروں کھنڈر بن گئے آج گلشن
بہار گلستان ہے جلوہ کسی کا
سر حشر نیکوں کو حوروں کی ورن ہے
گنہگار تکتے ہیں چہرہ کسی کا
یہی شان ہے رحمت العالمین کی
نہیں دیکھ سکتے وہ رونا کسی کا
در خلد پر کیوں جھگڑتا ہے رضواں
کہ میں بھی ہوں اک نام لیوا کسی کا
میری جان شان بلالی پہ صدقہ
کہ وہ خاص بندہ ہے شیدا کسی کا
کن آنکھوں سے میں حور جنت کو دیکھوں
کھنچا میری آنکھوں میں نقشہ کسی کا

نظر جاکے واپس نہ آئیگی طوفان
مدینہ میں دلکش ہے روضہ کسی کا

نہ منتر نے مارا نہ جادو نے مارا
میرے دل کو عشق نبیؐ تو نے مارا
ہوا پست حکم رسول خدا سے
حرم میں شکاری کو آہو نے مارا
شب ہجر او نکلے ہی جلوہ کی ورن ہے
چمک کر مجھے اور جگنو نے مارا
بڑا مجرموں پر جو رحمت کا بخیہ
ہوا غل کہ حوروں کو ساہو نے مارا
کروں کیا صفت رحمت العالمین کی
مجھے اون کے اخلاق و لجو نے مارا
خوشی سے زیارت کی بیہوش ہوں میں
غلاف مبارک کی خوشبو نے مارا
ہزاروں گناہ جھڑ گئے میرے تن سے
جو اک تازیانہ وہ خوشرو نے مارا
جدائی محمد کی نشتر کا پار ہی ہے
پھر اک تیر کوئل کی کوکو نے مارا

چبھا ہے میرے دل میں ہیرے کا کنکر — کیا ضبط گریہ تو آنسو نے مارا
بتا دے یزید لعین کربلا میں — محمدؐ کے کنبہ کو کیوں تو نے مارا
کیا خون سید کا شمر لعین نے — حرم کے کبوتر کو الو نے مارا

کہوں کیا جو دل پر گذرتی ہے طوفان
پھر اوس پر مجھے ذکر ہو ہو نے مارا

آ گیا جس دم خیال مصطفےٰ — ہو گیا دل کو وصال مصطفےٰ
ہو گیا شیدا خداوند جہاں — مرحبا حسن و جمال مصطفےٰ
رہ گئے طوبیٰ پہ جبریل امیں — دیکھکر شان کمال مصطفےٰ
وہ بھی نقاش ازل نے رکھ لیا — تھا جو کچھ سایہ مثال مصطفےٰ
چھپ گیا خورشید محشر ابر میں — دیکھکر رنگ جلال مصطفےٰ
واعظا سینہ میں ہے بیتاب دل — پھر سنا دے ہمکو حال مصطفےٰ
ہو گیا غار حرا سے جلوہ گر — آفتاب لازوال مصطفےٰ
کافروں کے خون میں تلوار تھی — یا شفق میں تھا ہلال مصطفےٰ
چھین لیتے ہیں شہنشاہوں کے تاج — کفش برداران آل مصطفےٰ
چلکے بیٹھو جلد ٹھنڈی چھاوں میں — سبز گنبد ہے نہال مصطفےٰ

کہتی ہے طوفان سیاہی آنکھ کی
میں ہوں حسن عکس خال مصطفےٰ

حشر میں یوں ہو میسر مجھے درشن اونکا — مسکراتے وہ رہیں ہاتھ میں دامن اونکا
ٹوٹ پڑتے ہیں میری جان پہ لاکھوں جلوے — یاد آتا ہے جو مجھکو رخ روشن اونکا
اسی امید میں سو جاتا ہوں میں تا بہ سحر — تا کہ ہو جائے کبھی خواب میں درشن اونکا
ہائے چھوٹے سے وہ قد پر وہ عبائے عربی — بکریوں کا وہ چرانا وہ لڑکپن اونکا

کیا کبوتر ہیں مدینہ کے ہمایوں قسمت
در محبوب پہ رہتا ہے نشیمن اونکا

تاج خالد کو جو گیسوئے پیمبر کا ملا
پھر مقابل ہوا کوئی تہمتن اونکا

سب کی آنکھوں میں وہ رہتے ہیں نظر کی صورت
پر کسی نے بھی نہ دیکھا رخِ روشن اونکا

یوں تو مشہور وہ مکی مدنی ہیں لیکن
لامکاں سے بھی کہیں دور ہے مسکن اونکا

دل کا دل میں رہا ارمانِ زیارت طوفان
میں دکن میں ہوں مدینہ میں ہے مدفن اونکا

ہر گلِ رعنا کی خوشبو سے چمن کچھ اور تھا
رنگ فیضانِ بزرگانِ دکن کچھ اور تھا

جلوہ گر تھا ہر جگہ اللہ والوں کا ہجوم
پر میرے آغا میاں کا بانکپن کچھ اور تھا

لامکاں کی سیر ہاتوں ہاتھ ہوتی تھی نصیب
پر تو نورِ چراغِ انجمن کچھ اور تھا

سنتے ہی آنکھوں سے خونیں اشک ہوتے تھے رواں
سرخ لب والے کا اندازِ سخن کچھ اور تھا

ہر قدم پر لوٹتے تھے کج کلاہانِ جہاں
لٹپٹی دستار والے کا چلن کچھ اور تھا

عشق کے پھولوں کی کیسی کچھ مہکتی تھی شمیم
بلبلیں کچھ اور تھیں باغِ حسن کچھ اور تھا

یوں تو کہنے کو دکن کے رہنے والے تھے حضور
پر جوانِ بوالعلائی کا وطن کچھ اور تھا

دل کے کھوٹے عشق کے سانچہ میں آکر ڈھل گئے
اکبرآبادی کے سکہ کا چلن کچھ اور تھا

کہتے تھے شیخ الحرم بھی آپ کو شیخ کبیر
باغِ طیبہ میں بھی وہ غنچہ دہن کچھ اور تھا

تو نے اک پتھر کو توڑا اوسنے مارا نفس کو
اے شہِ محمود میرا بت شکن کچھ اور تھا

زاہدانِ شہر طوفان جسپہ تو تھے فدا
وہ ہمارا ساقی توبہ شکن کچھ اور تھا

یا رب یہی صدقہ ہے رسولِ مدنی کا
دے درد میرے دل کو اویسِ قرنی کا

ہو جائے اگر دولت دیدار میسر
بھولے سے خیال آئے نہ مفلس کو غنی کا

کچھ آپ کی ایسی متواضع تھی طبیعت
مہمان نے نہ موقع دیا فاقہ شکنی کا

اکدم نہ ملی آپ کو کفار سے راحت
کانٹو نیہ بچھونا رہا نازک بدنی کا

حضرت کے اشارہ پہ ہماری ہے رہائی
منہ تکتی ہے رحمت بھی شفاعت کے دہنی کا

اونکے لبِ جاں بخش کی سرخی ہے نرالی
اب ذکر نہ چھیڑے کوئی لعلِ یمنی کا

اے دستِ جنوں وادیِ طیبہ کا ادب کر
ٹکڑا کوئی رہنے دے گلے میں کفنی کا

ہے منہ میں مرے نعتِ محمدؐ کی مٹھائی
کیونکر نہ ہو شہرہ میری شیریں سخنی کا

وہ ذہن میں ہیں زلفِ معنبر کے مضامین
اب نام نہ لونگا کبھی مشکِ ختنی کا

اک روز مدینہ کو چلے جاونگا طوفان
گر دل میں میرے جذبہ ہے حب الوطنی کا

تونے دنیا میں بھلا مردِ خدا کیا دیکھا
کچھ نہ دیکھا جو محمدؐ کا نہ روضہ دیکھا

حیف صد حیف مدینہ میں بھی آیا نہ قرار
تجھکو بے چین یہاں بھی دلِ شیدا دیکھا

آبِ زمزم کی نہ پھر موج پہاڑوں سے رکی
ہر جگہ دین کا بہتا ہوا دریا دیکھا

آگیا غش مجھے کھاتے ہی مدینہ کی ہوا
تونے اے دیدۂ دیدار طلب کیا دیکھا

اے وہ امی لقبی ہاشمی و مطلبی
خواب میں بھی ترا جی بھر کے نہ جلوہ دیکھا

ہے میرا گوہرِ دل طرزِ یتیمی پہ نثار
زینت التاج نہ تجھسا دُرِ یکتا دیکھا

بزمِ میثاق میں اے نورِ محمدؐ سب نے
شمع کیطرح تجھے انجمن آرا دیکھا

حاجیوں نے ہمیں رستہ میں تڑپتا چھوڑا
آپکے چاہنے والونکا تماشہ دیکھا

کیوں نہ وابستۂ دامن ہوں گنہگار ترے
تجھکو کانٹوں میں شگفتہ گلِ رعنا دیکھا

دل میں گھر کرتی ہے مومن کے بتوں کی الفت
کیا قیامت ہے کہ کعبہ میں کلیسا دیکھا

اوسکو محشر میں کشش و پیچ نہ ہوگا ہرگز
جس نے اون پنجتن پاک کا جلوہ دیکھا

قطعہ

اے مسافر میرا دل ہے ترے قدموں پہ نثار
ہو مبارک تجھے تونے جو مدینہ دیکھا

حالِ مجمل سے تو ہوتی نہیں تسکین دلکو | اور کہدے مجھے للہ کہ کیا کیا دیکھا

بحرِ عصیاں کے طلاطم یہ نہ جائے طوفان
ہمنے حضرت کی شفاعت کا سفینہ دیکھا

باغِ عالم ہیں کیا نہیں ملتا | پر گلِ مصطفےٰ نہیں ملتا
دل نہ جبتک کباب ہو جلکر | عاشقی کا مزا نہیں ملتا
پھر گیا جو درِ محمد سے | اوس کو پھر آسرا نہیں ملتا
حشر میں منکرِ زیارت کو | اشرف الانبیا نہیں ملتا
درد سے دل لگی نہ ہو جبتک | دل لگی کا مزا نہیں ملتا
مغفرت مفت کی نہیں واعظ | یہہ صلہ بے خطا نہیں ملتا
روز و شب ڈہونڈتے ہیں شمس و قمر | سایۂ مصطفےٰ نہیں ملتا
شمع کی طرح بزمِ عالم میں | ایک بھی دل جلا نہیں ملتا

قطعہ

قول صادق ہو جس کا اکل حلال | ایسا نور الہدا نہیں ملتا
عالمِ بے عمل سے کیا امید | اوس سے کچھ مدعا نہیں ملتا
جس کو دیکھو غرض کا پتلا ہے | آدمی بے ریا نہیں ملتا
کربلا سے کدہر گیا دیکھو | نور کا قافلہ نہیں ملتا

اوسکا کیونکر پتہ چلے طوفان
مجھکو اپنا پتہ نہیں ملتا

چھوٹا ہے تڑپ سے دلِ محرور کا چھالا | اے عشقِ نبی صلعم اللہ تعالیٰ
اے بدرِ محمد ہو تیرا نور دوبالا | دکھلا دیا خوابِ شبِ فرقت میں اوجالا
اک دل پہ غمِ ہجر کے ہیں داغ ہزاروں | ہوگا نہ کسی باغ میں ایسا گلِ لالا

اے شوق تو لیکر مجھے پیدل ہی چلے چل
جاتا ہے مدینہ کو رسالے پہ رسالا

کویل تیری اس کوک سے ہوک اوٹھتی ہے دل میں
بیمار محبت کو تو لینے دے سنبھالا

کٹ جائے نہ سونے میں شب ہجر محمدؐ
عاشق کے لئے زہر ہے حلوے کا نوالا

گھیرے ہوے رہتے تھے جو یاران وفادار
اوس ماہ مدینہ پہ یہی رہتا تھا ہالہ

دلبر ہے میرے مہر نبوت کا جو نقشہ
دیدیجیئے حضرت مجھے جنت کا قبالا

اللہ کا شاہین رہا غار حرا میں
مکڑی کا نہ ٹوٹا کسی شہ زور سے جالا

پھر خانہ دل میں نہ خیال آئے بتوں کا
قایم کہیں ہو جائے نہ کعبہ میں شوالا

مدّاح تہ قبر اندھیرے میں نہ گھبرائے
ہو شمع محمدؐ تری صورت کا اوجالا

صدقہ ترے حسنین کی الفت کا عطا ہو
دے ساقی کوثر مجھے کوثر کا پیالا

ہم اپنی ہی کمل میں سدا مست رہینگے
طوفان مبارک ہو امیروں کو دوشالا

عاشقوں کا تو مدینہ ہی میں مسکن ہوگا
بلبلوں سے تو نہ خالی کبھی گلشن ہوگا

نیکیوں پر نہ کرے فخر سر حشر کوئی
مجرموں کو بھی تو اللہ کا درشن ہوگا

بھول کر بھی اوسے دیکھینگے نہ عشاق نبی
حور کا دلکش زاہد ہی جوبن ہوگا

مسکرانے کے سوا کچھ نہ بن آئیگی اونھیں
جب یہ عاصی سر محشر تہ دامن ہوگا

قابل دید ہے اوس وقت بہار جنت
جلوہ گر اوسمیں جب اونکا رخ روشن ہوگا

روضہ پاک میں رہتی ہے ہمیشہ خوشبو
غرق کس عطر میں اونکا ہمہ تن تن ہوگا

وہی جاہل ہے جو عالم ہو شریعت کے خلاف
بالیقین دین نبی کا وہی دشمن ہوگا

پہلے گر جائیگی رحمت کی اوسی پر بجلی
سب سے اونچا میرے عصیاں کا جو خرمن ہوگا

بکریوں کو بھی وہیں آپ چراتے ہونگے
جن پہاڑوں میں ببولوں کا گھنا بن ہوگا

کھیلنے میں بھی تو لڑکوں کو جھگڑنے ندیا
سبق آموز محمدؐ کا لڑکپن ہوگا

قدر مداح کی ممدوح کرینگے طوفان
خوب اعزاز ہمارا پس مرون ہوگا

اک قدم بھی راہ طیبہ میں نہ چلکر رہگیا
درد دل اوٹھا مگر کروٹ بدلکر رہگیا

دہوم سے ماہ مدینہ ہوگیا جب جلوہ گر
آفتاب حشر بھی سر پر سے ڈہلکر رہگیا

آپ کیا تشریف لائے جسم میں جان آگئی
قبر میں لاشہ بھی ڈاوڈو گز اوچہلکر رہگیا

ساقی کوثر کے دہن میں پھر نہ آنسو تھم سکے
چشم تر سے چشمۂ کوثر ابلکر رہگیا

عطر مل کر زیارت کے لئے سب جا چکے
میں بصد حسرت کف افسوس ملکر رہگیا

زیر داماں شفیع المذنبین محشر کے دن
مثل بچوں کے ہر اک عاصی مچلکر رہگیا

ہوگیا جب نعرۂ توحید کا جھنڈا بلند
دل شہنشاہوں کا ہیبت سے دہلکر رہگیا

اشک حسرت ہجر میں آنکھوں سے ٹپکے دیکھئے
ہنس کا جوڑا نئے موتی اوگلکر رہگیا

عشق کی گرمی سے ہی مخمور طوفان کا کلام
جو سنا وہ شمع کی مانند جلکر رہگیا

خدا جانے بدونکا مرتبہ محشر میں کیا ہوگا
جب اونکو مصطفی کے ساتھ دیدار خدا ہوگا

سر محشر عجب دلکش جمال مصطفی ہوگا
خدا بھی اونکی محبوبی ادا کو دیکھتا ہوگا

نہیں معلوم کیا شوق زیارت رنگ لائیگا
دل بیتاب کا طیبہ میں جاکر حال کیا ہوگا

عجب ہے فرش حسیر عرشیوں کا دل تڑپتا ہے
وہ محبوب خدا کے بیٹھنے کا بوریا ہوگا

دیار مصطفی اکس روز آئیگا نظر ہمکو
جناب قافلہ سالار کب وعدہ وفا ہوگا

ہوا ہے بند گر توبہ کا دروازہ گنہگار و
چلو جلدی شفیع المذنبیں کا در کھلا ہوگا

شکایت وہ کبھی کرتے نہیں اپنے غلاموں کی
مدینہ میں مگر حاضر ہونیکا گلا ہوگا

تعجب کیا اندھیرا قبر کا کافور ہوجائے
یہی عشق محمد ایکدن بدر الدجی ہوگا

نہ ڈوبی نام سے جنکے جناب نوح کی کشتی
وہی اللہ کا پیارا ہمارا ناخدا ہوگا

مدینہ میں وہی ہے نامہ برائے قافلہ والو
کسی کوچہ میں جو ہر دم تڑپتا لوٹتا ہوگا

یقین ہے جوش میں آجائیگا دریائے رحمت بھی
میرے رونے سے طوفان حشر میں طوفاں اٹھا ہوگا

دل میں خیال احمد مختار ہی رہا
بلبل کے خواب میں گل گلزار ہی رہا

سوتا جو یہہ تو خواب میں آتے وہ لاکلام
دشمن میرا یہہ دیدۂ بیدار ہی رہا

رحمت کی برق خرمن عصیاں پہ گر گئی
نیکوں میں سرخرو یہ گنہگار ہی رہا

اونکے فروغ حسن کا بیشک سبب ہوں میں
حوروں کا خال رخ یہ سیہ کار ہی رہا

ختم الرسل کی جسکو زیارت نصیب ہو
بخشش کا بالیقین وہ سزاوار ہی رہا

حسن صبیح کا کوئی سودا نہو سکا
آخر میں سرد مصر کا بازار ہی رہا

جسکی شمیم خلق عظیم نبی رہی
وہ پھول سب کا طرۂ دستار ہی رہا

رونیکا وہ مزا ہے فراق رسول میں
لذت نصیب دل کو یہہ آزار ہی رہا

دیدار کی خوشی سے تڑپ دل کی بڑھ گئی
اچھا بھی ہو گیا تو میں بیمار ہی رہا

جب مغفرت نے دیکھ لی ذلت گناہ کی
مغفور روز حشر گنہگار ہی رہا

طوفان یقین نہیں ہے تو حسان سے پوچھ لے
مداح اون کا لایق دربار ہی رہا

ہوتا نہ اگر وعدۂ دیدار تمہارا
زندہ کبھی رہتا نہ طلبگار تمہارا

لو جلد خبر اوس کی مسیحائے مدینہ
مہمان کوئی دم کا ہے بیمار تمہارا

جبریل امین کہتے تھے ہر دم شب معراج
ہے شوق سے اللہ طلبگار تمہارا

طوبی سے نہ مطلب نہ غرض ظل ہما سے
کافی ہے مجھے سایۂ دیوار تمہارا

آنکھوں میں حرام ہو گیا اوس کے لئے سونا
دم بھرتا ہے جو طالب دیدار تمہارا

گرتا نہیں مستانہ صہبائے شریعت
بیہوش نہوگا کبھی ہوشیار تمہارا

کیونکر نہو وہ اپنے نصیبے کا سکندر
مل جائے وسیلہ جسے سرکار تمہارا

جنت میں بھی جاونگا تو دیکھونگا تمہیں کو
حوروں میں نہ اوجھیگا گرفتار تمہارا

اے شافع محشر نظر لطف ادھر بھی
منہ تکتے ہیں رو رو کے گنہگار تمہارا

اللہ کی رحمت کو تو سبقت ہی غضب پر
انکار یہ غالب ہوا اقرار تمہارا

طوفاں کو کسی طرح مدینہ میں بلا لو
بلبل سے نہ خالی رہے گلزار تمہارا

یقیناً اوسنے اپنے طالع بیدار کو دیکھا
کہ جسنے خوابگاہ سید ابرار کو دیکھا

ملے خرقہ نہ کیونکر دوربین چشم اویسی تھی
کسی نے بھی نہ ایسا احمد مختار کو دیکھا

شہادت کی تمنا میں غلامان محمد نے
برنگ حور ہر اک جنگ میں تلوار کو دیکھا

سر محشر خوشی سے سرخرو ناداری نکلے
فقیروں نے نبیؐ کے زرد رو. زردار کو دیکھا

حفاظت کی خدا نے آپکی مکڑی کے جالے سے
کسی نے بھی نہ پھر کوہ حرا کے غار کو دیکھا

بنایا حضرت جبریل نے بھی ہاشمی گل سا
بہت پھر پھر کے جنت میں گل گلزار کو دیکھا

نگاہ مغفرت نے پہلے ہی میدان محشر میں
کروروں عاصیوں میں طالب دیدار کو دیکھا

سبب کیا ہے مسیحائے مدینہ آپ نے اب تک
سر بستر تڑپتا ہی دل بیمار کو دیکھا

ہمارے سامنے یوں زہد پر نازاں نہو زاہد
شفیع المذنبین کے بھی کبھی دربار کو دیکھا

بھلا کیا اوسکو ہو ظل ہما کی آرزو جسنے
محمد مصطفٰے کے سایہ دیوار کو دیکھا

خدا کی یاد میں کیوں شرک سے رشتہ رکھا طوفاں
تیری تسبیح میں بھی رشتۂ زنار کو دیکھا

جلوہ ہے دو جہاں میں سراج المنیر کا
روشن اسی چراغ سے ہے گھر فقیر کا

شعلہ بلند ہے کرۂ نار کیطرف
کیونکر نہ آگ میں ہو ٹھکانہ شریر کا

سونا حرام ہوگیا مخمل پہ آپ کو
کمخواب ہی سے بڑھگیا رتبہ حصیر کا

مشرق میں گر پکاروں تو مغرب سے لے خبر
ہے غوث پاک نام مرے دستگیر کا

کیوں مہر و ماہ ڈھونڈھتے پھرتے ہیں صبح و شام
ملتا نہیں پتہ کہیں روشن ضمیر کا

محفل میں جسکی ذکر حبیب خدا نہو
اللہ ور دکھائے نہ ایسے امیر کا

جسکی زبان کو بھوک کی لذت نہو نصیب
پائے نہ وہ مزا کبھی نان شعیر کا

کس شان کی تھی حیدرؓ کرار کی نماز
کھٹکا رہا نہ شیر کے پہلو میں تیر کا

یاد خدا میں ملتی ہے لذت درود سے
در اصل لطف خاص شکر سے ہی شیر کا

مداح مصطفیٰ کا ٹھکانہ نہ پوچھئے
طیبہ کی وادیوں میں ہے تکیہ فقیر کا

طوفان کے دل میں نعت محمد کا ذوق ہے
مداح خاص ہے وہ خدا کے وزیر کا

ذکر میلاد النبی زیب دہن ہوتا رہا
مجھ پہ پروانہ چراغ انجمن ہوتا رہا

دولہنوں کے تھا مقدر میں پسینہ آپ کا
جسکی خوشبو سے معطر تن بدن ہوتا رہا

اللہ اللہ وہ جوان ہاشمی کی سادگی
جسپہ قربان سرکشونکا بانکپن ہوتا رہا

قبر میں بھی چشم تر نے آبرو رکھ لی مری
آنسوؤں سے تر مرا اک تار کفن ہوتا رہا

گنبد خضرا نے دکھلایا جو اپنا سبز رنگ
روکش جنت مدینہ کا چمن ہوتا رہا

جذب کامل ہے تو دوری مانع الفت نہیں
دل جلے کو ہی عنایت پیرہن ہوتا رہا

رہ گئے اپنا سا منہ لیکر عرب کے بت تراش
محفلوں میں ذکر زور بت شکن ہوتا رہا

بالیقین ہوگا وہی اسلام کا سینہ سپر
جو فدائے چار یار و پنجتن ہوتا رہا

دل میں دم کے ساتھ رہتا ہی مدینہ کا خیال
شہر طیبہ ہی مرا اصلی وطن ہوتا رہا

دیکھنے پایا نہ جی بھر کے دیار مصطفیٰ
دشمن جان چشم کا دیوانہ پن ہوتا رہا

مصریوں کے ہو گئے لب بند سنکر نعت پاک
کسقدر طوفان مرا شیریں سخن ہوتا رہا

پڑھتا ہوا قرآن جب امی لقبی آیا
معرور قبیلوں کے ایمان میں اچی آیا

خود مہر نبوت ہی کہتے تھے یہ امت سے
جنت کی سند لیکر یہ پاک نبی آیا

قدموں پہ لگے گرنے سب پاک حسب والے
پیغمبر برحق جب عالی نسبی آیا

سلمان کے ایمان کی تھی قدر محمدؐ کو
ساوات کے زمرے میں بیکس عجمی آیا

دل ہو گیا آئینہ دیدار محمدؐ سے
دربار رسالت میں جب دم حلبی آیا

وہ ذہن رسا پایا قرآن کا ہوا حافظ
مکتب میں محمدؐ کے جو شخص غبی آیا

کلمہ جو پڑھے کنکر بوجہل یہ کہتا تھا
ہاشم کے گھرانے میں کیا بوالعجبی آیا

امی کی فصاحت پر دی جان فصیحوں نے
باتوں سے محمدؐ کی علم عربی آیا

آوارہ و سرگرداں پھرتا ہی رہا طوفان
کمبخت مدینہ کو جاکر نہ کبھی آیا

ٹھمری نما

مورے رہبر پیا مورے فیض پیا رکھ لاج تو ہمری صابریا
تورے یاد میں جھپکی آنکھ موری سپنے میں تو آجا سانوریا

جیا تریت ہے پیا رات دن توری پیت کی ہے سینے میں اگن
ہے ہوک اوٹھت کویل جو کبھی کو کو کی بجاوت بانسریا

پٹ راز خفی کے کھول دیو منصور انا لحق بول دیو
مدھوا مین نمک سب گھول دیو کیوں ٹوٹ گیا کاسہ بھریا

ملکر نہ پیا اجمیر گیو کیوں ہم سے سدا مکھ پھیر گیو
سدھ بدھ نہیں تن کی مورے سجن تورے دن ہی میں ہو گئی باؤریا

منصور کا گھر در پاٹ دیو تن من سدھ بدھ سب چھانٹ دیو

سولی پہ چڑھا سر کاٹ دیو اک آن میں بانکا ترو ریا
ہر رنگ میں ہم بے رنگ رہے ہم آپ ہی اپنے سنگ رہے
آئینہ صفت ہم ونگ رہے کس رنگ میں رنگدی گودریا
میں تو کا وہ سب جنجال مٹا کہنے کا وہ قیل و قال ہٹا
ہے حال یہی سب حال مٹا قطرہ کو ملا طوفان دریا

سلام

کربلا میں لٹ گیا جب قافلہ شبیر کا
کس نگاہِ یاس سے تکتے تھے منہ ہمشیر کا

حُرملا معصوم کے نزدیک کیا آتا مگر
تیر ہمدم تھا گلوی اصغرِ بے شیر کا

پاؤں پھیلا کر نہ لیٹے قید میں عابد کبھی
طوق گردن میں سرا تھا ہاتھ بھر زنجیر کا

ہائے وہ بھی ہو گیا سنگِ ستم سے چور چور
تھا جو آئینہ رسول اللہ کی تصویر کا

شاہ کو تنہا و بیکس دیکھکر کہتا تھا شمر
خوب موقع ہاتھ آیا منصب و جاگیر کا

ذکر شاہِ کربلا ہے باغ ایمان کی بہار
ہے یہی باقی نشان اسلام کی توقیر کا

کربلا میں گھر گئے تیروں کی بارش میں حسینؑ
بنگیا ماہِ محرم بھی مہینا تیر کا

زیر خنجر بھی نہ بھولا ذکر حق شبیر نے
خیمۂ اطہر میں غل تھا نعرۂ تکبیر کا

مال و زر کے دھن میں سب قاتل بنے سا آگئے
تھا بہتر تن پہ رخ ہر خنجر و شمشیر کا

ورہم داغ غم شبیر دیکر حشر میں
ساقی کوثر سے میں لونگا پیالہ شیر کا

پنجتن کے نام کا طوفان وظیفہ پڑھ مدام
اس سے بہتر ہو نہیں سکتا عمل تسخیر کا



ردیف (ب)

دیکھ آتا ہے ابھی دیدۂ بیدار جواب
نامۂ درد کا دیں گے میرے سرکار جواب

ایک دن شربتِ دیدار پلا ئینگے تجھے
آج طیبہ سے یہی آیا ہے بیمار جواب

جھک کے تسلیم بجالانا ادب سے قاصد
میرے نامہ کا جو دیں احمدِ مختار جواب

مجھ گنہگار پہ کیا رحم و کرم ہے اونکا
میں جو اکبار لکھوں دیتے ہیں سو بار جواب

قبر میں آپ جو تشریف نہ لائینگے حضور
کیا نکیرین کو دے گا یہ گنہگار جواب

ہاں شفاعت میری مخصوص ہے مجرم کیلئے
کیا پیارا ہے محمدؐ کا یہ دلدار جواب

باغ عالم میں تو دیکھے ہیں ہزاروں گلشن
پر نہ پایا کہیں تیرا گل رخسار جواب

درد دل کا میرے کہنا جو وہ پاجاتے ہیں
دیتے ہیں تار نفس سے میرے سرکار جواب

کس لئے اصغرِ بے شیر کو مارا تونے
اس خطا کا کوئی رکھتا ہے خطاوار جواب

لاکھ دریائے عدن جوش میں آئے طوفان
میرے آنسو کا نہو گا درِ شہوار جواب

ہم سے جدا ہیں احمدِ مختار یا نصیب
کبتک رہیگا ہجر کا آزار یا نصیب

دوکان معصیت پہ تو آتا نہیں کوئی
پھرتے ہیں منہ پھرائے خریدار یا نصیب

رہا دبھی تو شانِ شفاعت کو دیکھ لیں
گذریں ادھر سے احمدِ مختار یا نصیب

رحمت ادھر نہ آئے تو کچھ اس کا غم نہیں
مجرم کو بھول جائیں نہ سرکار یا نصیب

میں جیتے جی تو دید سے محروم ہی رہا
ہو جائے قبر میں کہیں دیدار یا نصیب

کبتک کھلی رہیگی تو اے چشم انتظار
ہے آج بند روزنِ دیوار یا نصیب

نیکوں کا قافلہ تو مدینہ کو جاچکا
کبتک نہ جائیگا یہ گنہگار یا نصیب

دیکھوں دیارِ پاک میں کب ہو مرا قیام
کبتک پھروں میں صورتِ پرکار یا نصیب

کسطرح دوں میں پرسشِ اعمال کا جواب
کھل جائیگا بھرم سرِ دربار یا نصیب

شہرِ رسول پاک میں ہمدم پہونچ گئے
بے زر تو رہگیا گئے زردار یا نصیب

طوفان وہ جانتے نہیں الفت رسول کی
رونے پہ میرے ہنستے ہیں اغیار یا نصیب

تجھکو جو عشقِ گل کا ہے آزار عندلیب
میں ہجرِ مصطفےٰ سے ہوں بیمار عندلیب

کس گل کے رنگ و بو نے تجھے مست کردیا
کیوں بند ہوگئی تیری منقار عندلیب

حوریں انہیں کا ہار بنائینگے ایکدن
آنسو نہیں یہ ہیں درِ شہوار عندلیب

نسبت نہ اپنے پھول کو دے میرے پھول سے
وہ دل فریب ہے تو یہ دلدار عندلیب

ظاہر ہے تیرے عشق سے سنتِ رسول کی
گل ہے پسند خاطرِ سرکار عندلیب

فرمائینگے قبول حبیبِ خدا ضرور
دے نذر پھول ہی سرِ دربار عندلیب

قمری کے ساتھ تو بھی چمن میں درود پڑھ
آئیں ادھر جو احمدِ مختار عندلیب

تربت پہ جا کے پھولوں کی چادر چڑھا تو دے
برباد ہو نہ پھر ترا گلزار عندلیب

کوئل رلاتی ہے مجھے ہجرِ رسول میں
دل پھونک دیتی ہے تری چہکار عندلیب

چل میرے ساتھ تو بھی دیارِ حبیب میں
کیوں گل کی ہوگئی تو گرفتار عندلیب

طوفان مجھے نہیں کسی زاغ و زغن سے کام
ہجرِ نبی میں ہے مری غمخوار عندلیب

شیخ الحرم کے خواب میں فرمائیے حبیب
مجھکو دیارِ پاک میں بلوائیے حبیب

میں گھر گیا ہوں رنج و الم میں بری طرح
صورت نجات کی کوئی بتلائیے حبیب

بطحا کی وادیوں میں تمہیں ڈھونڈتا ہوں میں
مجھکو کسی لباس میں ملجائیے حبیب

میں ہوں گنہگار حبیبِ خدا ہو تم
کچھ میرے حق میں آپ ہی فرمائیے حبیب

ہوتی ہے دلپہ سخت مصیبت فراق کی
شیدائیوں کو اپنے نہ تڑپائیے حبیب

آنکھوں کا نور آئینہ خانہ ہے آپکا
جب چاہیں آپ اس میں چلے آئیے حبیب

رہتی ہیں میرے دلمیں ہزاروں ہی صورتیں
کعبہ سے ان بتوں کو نکلوائیے حبیب

ہم عاصیوں سے حشر میں نیکوں کو عار ہے
شانِ سفارشی انہیں دکھلائیے حبیب

ہاں آپ کو تو مہر نبوت ہی ملگئی
فردوس کی سند ہمیں دلوائیے حبیب

جبریل کہتے تھے شب اسرا میں باادب
رخ سے ذرا نقاب تو سرکائیے حبیب

طوفان ترستا رہتا ہے دیدار کیلئے
یوں دردمند کو تو نہ تڑپائیے حبیب

ردیف (پ)

خواب میں سید کونین ذرا آئیے آپ
کچھ تو مجھکو لبِ جاں بخش سے فرمائیے آپ

یا نبی خلد میں جانے نہیں دیتا رضوان
قفل بابِ درِ فردوس تو کھلوائیے آپ

دل بھی گھر آپ کا آنکھوں میں بھی ہے آپکا نور
آپکے ہم ہیں تو آنے میں نہ شرمائیے آپ

ہجر میں دیدۂ نادیدہ کھلا رہتا ہے
شکل اس دیدۂ بیدار کو دکھلائیے آپ

حق نے فرمایا دمِ نزع کہ اے میرے حبیب
آئیے امت عاصی کا نہ غم کھائیے آپ

پردۂ غیب سے معراج میں آتی تھی ندا
مع نعلین مبارک کے چلے آئیے آپ

رحمتِ عام ہے اللہ کی اے حضرتِ دل
خوف عصیاں سے نہ ایسا کبھی گھبرائیے آپ

ضعف کہتا ہے کہ کسطرح مدینہ جائیں
شوق کہتا ہے کہ مر مر کے چلے جائیے آپ

حشر کا روز ہے جی بھر کے تو دیکھوں حضرت
رخ سے اب بردیانی کو تو سرکائیے آپ

آپ کی نعت ہے بھاری کہ گناہوں کے پہاڑ
میرے اعمال کو میزان میں تو تلوائیے آپ

مرضِ ہجر کا ہے حضرتِ طوفان یہ علاج
کسی صورت سے مدینہ کی ہوا کھائیے آپ

خواب سے کب یا نبی بیدار ہو جائینگے آپ
طالبِ دیدار کو کب شکل دکھلائینگے آپ

اوس لبِ جاں بخش کی جنبش کو تکتی ہے نظر
کچھ تو الفاظِ تسلی بخش فرمائینگے آپ

رحمۃ للعالمین کہتا ہے رب قرآن میں
اس لئے سارے گنہگاروں کو بخشائینگے آپ

آپ کیا آئیں پر آتا ہے خیال اک آپکا
کیا اسی صورت سے دل کو میرے بہلائینگے آپ

آپ سے اپنی خطائیں ہم چھپا سکتے نہیں
پر اسی کا خوف ہے سن سن کے شرمائینگے آپ

آپ کی شانِ شفاعت کا تقاضا ہے یہی
پیشِ رب ہمکو بھی اپنے ساتھ لیجائینگے آپ

آپکی دریا دلی سے منفعل ہوں تشنہ لب
آبِ کوثر سے گنہگاروں کو نہلائینگے آپ

لاکھ ہو بازارِ محشر میں کروڑوں کا ہجوم
شربتِ دیدار کے طالب کو ترسائینگے آپ

ایک دن شوقِ زیارت خود تمہیں لیجائیگا
حضرتِ طوفان مدینہ کی ہوا کھائینگے آپ

فرقت میں یا نبی دلِ بیمار کی تڑپ
جیسے قفس میں مرغِ گرفتار کی تڑپ

امت کا غم پھر اوس پہ وہ شدت بخار کی
رحمت بنی تھی احمدِ مختار کی تڑپ

حضرت کو دیکھنے کی مدینہ میں دھوم تھی
تھی خوش نصیب یاور و انصار کی تڑپ

آتی ہے مغفرت بھی تڑپ کر خوشی کے ساتھ
کچھ کم نہیں ہے قلبِ گنہگار کی تڑپ

چھپتا نہیں کبھی دلِ صابر کا اضطراب
امواج میں ہے قلزمِ زخّار کی تڑپ

صبر و سکون زہر ہے بزمِ سماع میں
محفل کو گرم کرتی ہے دو چار کی تڑپ

جن کو مذاقِ عشقِ محمدؐ نصیب ہے
تڑپائیگی او نہیں میرے اشعار کی تڑپ

بستر پہ لوٹتا ہے فراقِ رسول میں
کیا پوچھتے ہو طالبِ دیدار کی تڑپ

بازارِ حشر میں وہ شفاعت کی ہو جو دھام
یہ دے ہیں اور وہ رحمتِ غفار کی تڑپ
شمس الضحیٰ کے ہاتھ میں مثلِ ہلال تھی
بجلی تھی جنگِ بدر میں تلوار کی تڑپ

رسوا کریگی اور وہ بازارِ حشر میں
طوفان کی معصیت کو خریدار کی تڑپ

ردیف (ت)

یاد آتی ہے مجھے شکل تمہاری دن رات
یا نبی دلیہ ہوئے ہجر میں بھاری دن رات
تنِ لاغر میرا رونے سے نہ بچا ئے حضور
ندیاں رہتی ہیں آنکھوں سے تو جاری دن رات
گلِ گلزار مدینہ کی نہ لائی خوشبو
جا کے آتی رہی گو بادِ بہاری دن رات
ہائے کیوں دردِ جگر ساتھ لگا رہتا ہے
تاک میں رہتا ہے یہ میر شکاری دن رات
خواب میں بھی نہیں آتے نہ بلاتے مجھکو
کیوں نہ ہر وقت کروں گریہ وزاری دن رات
یا نبی آپ کا بیمار نہ ہو گا اچھا
آئے گو حضرتِ عیسیٰ کی سواری دن رات
کربلا میں ہوئے بیجرم جو سادات شہید
چلتی ہے دلپہ مرے غم کی کٹاری دن رات

دیکھنے کو تنِ خاکی ہے دکن میں طوفان
جان رہتی ہے مدینہ میں ہماری دن رات

یا نبی بیٹھ گئی دل میں تمہاری الفت
ایسی دیکھی نہ جہاں میں کوئی پیاری الفت
روزِ میثاق سے ہیں آپ ہی الفت کے دہنی
آپ کی شکل پہ مائل ہوئی ساری الفت
یہ تو دل کی نہ خطا ہے نہ تو آنکھوں کا قصور
اصل میں ہے سببِ گریہ وزاری الفت
ہجر میں چین کہاں آپ کے بیماروں کو
مارتی رہتی ہے دلپیر ہی کٹاری الفت

جبکہ ہم اون کیلئے شام سحر روتے ہیں
کیوں نہو خواجہ عالم کو ہماری الفت

سات پردوں میں چھپایا بھی مگر چھپ نہ سکی
اشک بن بن کے ہوئی آنکھوں سے جاری الفت

جرم طوفان کے جو میزان عدالت میں تلے
وہ سبک ہو گئے اور ہو گئی بھاری الفت

ذہن نقاش ازل میں جو سمائی صورت
اپنے ہاتوں سے محمد کی بنائی صورت

تین سو ساٹھ صنم پائے مبارک پہ گرے
جبکہ کعبہ میں محمد نے دکھائی صورت

شیفتہ ہو گیا خود کھینچکے نقاش ازل
یا نبی آپ نے کس حسن کی پائی صورت

اللہ اللہ میرے سرکار کی کیا صورت ہے
پہلے قرآن سے ملکے میں یہ آئی صورت

آپ کرتے تھے لڑکپن سے خدا کی باتیں
دیکھتی رہگئی پھر ساری خدائی صورت

ہمنے حضرت کو تو آنکھوں سے نہ دیکھا لیکن
حلیہ پڑھ پڑھ کے تصور میں جمائی صورت

آئینہ خانۂ عالم میں جو دیکھا طوفان
مجھکو اللہ کے محبوب کی بھائی صورت

نگاہ شوق سے کیونکر نہ دیکھوں ماہ کی صورت
کہ اس نے بھی تو دیکھی ہے رسول اللہ کی صورت

ہوا ٹکڑے قمر جسوقت انگشت مبارک سے
نکل آئی ذری سی فرقۂ گمراہ کی صورت

تمنا ہے کہ شیدائے رسول اللہ کو دیکھوں
خدا دکھلائے ایسے بندۂ درگاہ کی صورت

مقدر عاصیوں کے حق میں دیدار محمد ہے
فقیروں کی نظر میں کھپ گئی ہے شاہ کی صورت

قد بے سایۂ احمد ہے مملو پاک سیرت سے
اسی پردے سے روشن ہو گئی اللہ کی صورت

جو مومن ہے اوسی کو مکر سے ہر وقت نفرت ہے
سمائے شیر کی آنکھوں میں کیا روباہ کی صورت

چمن میں خوبئ گل رنگ و خوشبو سے ہویدا ہے
ہزاروں میں نہیں چھپتی کبھی ذیجاہ کی صورت

کہیں کیا ہم سلف کے روزہ دار و نکی اولی العزمی
پہاڑوں پر بھی وہ قابض ہوئے تھے کاہ کی صورت

وہ سیرت ہے میرے سرکار عثمان علیخان کی
اس آئینہ میں دیکھی شاہ آصفجاہ کی صورت

تمیز علم ہے طوفان قربان بے تمیزی پر
نہ دیکھی بدتمیزوں نے رجال اللہ کی صورت

حسب الارشاد مفخر نظام کلام الملوک ملوک الکلام سلطان العلوم گوہر تاج شاہان

زین مزینہ اخبار صبح دکن

غزل مدحیہ نوشتہ شد

تو اے شاہِ دکن شیدائے نور است
سراپا ہادی و شانِ غفور است

غزل پر کیف دیدہ مست گشتم
قصورِ من در اینم بے قصور است

ہلالِ شہر رجب را چو دیدم
در آغوشش عروج نو ظہور است

ز لطفِ ساقیِ کوثر بنوشیم
شرابِ یادِ حق ہر دم طہور است

لباسِ سادہ بر جسم تو اے شاہ
تہ دامن برنگِ شمع طور است

بدامِ عقل ظلّ اللہ بینم
کہ صفیقم مثلِ طاؤس و طیور است

بخواں انا فتحنا زو طوفان
کہ جوشش بحرِ رحمت در وفور است

ردیف (ٹ)

بانی بر دیمانی کا اولٹ کر گھونگٹ
پوری کر دیجیے اس طالبِ دیدار کی ہٹ

مجھکو دربان نہ اوٹھالیوں ہی پڑا رہنے دے
در احمد کا کسی روز تو کھلجائیگا پٹ

شب معراج میں ہوتے تھے فدا غلد کے پہول
لے لیں حوروں نے بھی زلفوں کی بلائیں جھٹ پٹ

غازیوں نے کبھی میدان میں نہ ہمت ہاری
وہ پہاڑوں پہ بھی دوڑاتے تھے گھوڑے سرپٹ

بھول کر بھی نہ وہ فردوس کے در کو دیکھے
جسکو ملجائے اوس اُمّی لقبی کی چوکھٹ

تیرے مستوں میں نہیں الفتِ اسلام کا کیف
ساقیا بادۂ ایمان کا عطا کر تلچھٹ

بحرِ رحمت کا الٰہی تو پلادے پانی
چاہِ زمزم پہ تو بیدیں کا جما ہے جمگھٹ

ذکرِ حسنِ نمکیں کا تو نہ کر بادِ صبا
گل و بلبل کی نہ ہو جائے چمن میں کھٹ پٹ

غل مچا کر نہ جگا خواب سے اے دشمنِ دین
دیکھے بدلے نہ کہیں شیرِ حجازی کروٹ

تیری صہبائے محبت کا پیاسا ہوں میں
دے وہ خم ساقیِ کوثر کہ اوڑاؤں غٹ غٹ

ضعف پیری مجھے ملنے نہیں دیتا طوفان
شوق کہتا ہے چلے جاؤ مدینہ جھٹ پٹ

اے مدثر کے دہنی شکل دکھادے جھٹ پٹ
رخِ پرنور سے گھونگٹ کو اوٹھادے جھٹ پٹ

میں سکندر نہیں تو خضر نہیں اے سقا
آبِ شیریں مجھے طیبہ کا پلادے جھٹ پٹ

لاحقِ حال ہے ضعفِ بصری سرمہ فروش
خاکِ طیبہ میری آنکھوں میں لگادے جھٹ پٹ

میرے سر پر بھی تو احسان رہے دربان تیرا
درِ پرنور کی زنجیر ہلادے جھٹ پٹ

آج ہم کوہِ مفرح پہ تو پہونچے لیکن
رہنما روضۂ پرنور بتادے جھٹ پٹ

اے مسیحا ترے حسنِ نمکیں کا صدقہ
خواب میں شربتِ دیدار پلادے جھٹ پٹ

دل میں ہے ساقیِ کوثر مئی الفت تیری
خاک میں شیشہ و ساغر کو ملادے جھٹ پٹ

قاصدا جاکے مدینہ سے تو آیا لیکن
حال دربارِ محمدؐ کا سنادے جھٹ پٹ

غش پہ غش آئے ہیں بیمارِ محبت کو ترے
لخلخہ زلفِ معنبر کا سنگھادے جھٹ پٹ

ساربان ضعف تو اوٹھنے نہیں دیتا لیکن
مجھکو دہلیز مبارک پہ بٹھادے جھٹ پٹ

حشر میں رحمتِ باری نے منادی کردی
کوئی مجرم کو ہمارے نہ سزا دے جھٹ پٹ

یا الٰہی یہی طوفاں کی دعا ہے ہر دم
اپنے بگڑے ہوے بندوں کو بناوے جھٹ پٹ

ردیف (ث)

جب زبانِ پاک سے فرمائیں پیغمبر حدیث
کیوں نہ سُن سُن کر رکھو ہم اپنی آنکھوں پر حدیث

یہ وہ دولت ہے کہ جس کو ہو نہیں سکتا زوال
در حقیقت لعل و گوہر سے بھی ہے بڑھکر حدیث

اسکے پیاسے ہیں جو عاشق ہیں رسول اللہ کے
ہے گلستانِ جہاں میں چشمۂ کوثر حدیث

ہر مسلماں پر رہیگا اونکا احسان صبح و شام
ڈھونڈ کر برسوں میں لائے ہیں جو چل پھر کر حدیث

واجب التعظیم ارشادِ رسول اللہ ہے
مرشدِ کامل سے بڑھکر ہے میری رہبر حدیث

غسل کرکے چاہیئے پڑھنا حدیثِ پاک کو
ہے کلام اللہ کی تفسیر گویا ہر حدیث

اللہ اللہ کیا کلامِ مصطفےٰ ہے پُر اثر
پانی پانی دل ہوا جاتا ہے سن سُنکر حدیث

زندگی میں جلد کر اپنے گناہوں کا علاج
خوب ہے عصیاں کے چھالوں کیلئے نشتر حدیث

اسلئے رونا ہمیں آتا ہے طوفاں دمبدم
رات بھر سوتے رہے پڑھتے رہے دن بھر حدیث

المدد اے شہِ بغداد دلاور یا غوث
جانِ حسنین جگر بندِ پیمبر یا غوث

بہرِ خاتونِ قیامت و بحقِ حیدر
مشکلیں سب مری آسان ہوں برابر یا غوث

آپ ہیں میری مدد پر تو مجھے کیا پروا
دشمنِ جان ہوں اگر خویش و برادر یا غوث

نہوا جو بھی فیضانِ کرم سے محروم
بنگیا قطرۂ ناچیز بھی گوہر یا غوث

آپکے روضہ سے خوشبو جو صبا لاتی ہے
مثلِ گل ہوتا ہے دل میرا معطر یا غوث

زندگی سایۂ طوبیٰ میں بسر ہو میری
آپ کا سبز نشان ہو مرے سر پر یا غوث

جد والا کے اشارہ سے ہوئی رجعت شمس
پھیر دو میرا بھی خورشید مقدر یا غوث

محفل وعظ میں کس شوق سے آتے ہونگے
حضرت خضر کے ہیں آپ ہی رہبر یا غوث

ڈوب جائے نہ کہیں صدمۂ طوفاں سے جہاز
جوش پر ہے مرے عصیاں کا سمندر یا غوث

لو خبر فخر رسولاں الغیاث
جا رہی ہے جسم سے جاں الغیاث

یا رسول اللہ ادھر بھی دیکھنا
جان کر ہونا نہ انجان الغیاث

آپ کا بیمار الفت یا حبیب
اب کوئی دم کا ہے مہمان الغیاث

معصیت بیحد سے عاصی آپ کے
ہو گئے اب تو پشیمان الغیاث

آؤں کیونکر آپ کے دربار میں
روکتا ہے مجھکو دربان الغیاث

آپ کے در کی زیارت کے لئے
ٹھوکریں کھاتے ہیں سلطان الغیاث

وہ بھی دن آئے مدینہ جائیں ہم
دیدۂ گریاں سینہ بریان الغیاث

آپ کی زلفوں کے دُھن میں یا نبیؐ
دل رہے کبتک پریشان الغیاث

میرے رونے سے ہوئی جل تھل زمین
اب بپا ہوتا ہے طوفان الغیاث

ردیف (ج)

میں تو کا رہا کوئی نہ جھگڑا شب معراج
طے ہو گیا دیدار کا سودا شب معراج

اک پل کے مقابل میں ہیں سو سال وہاں کے
تھی مرکز پرکار کی نقطہ شب معراج

اللہ کے محبوب نے کیا خوب تماشہ
دیکھا جو نہ موسیٰ نے وہ دیکھا شب معراج

محبوب کا جانا ہوا بخشش کا بہانہ
تھا اوج پہ امت کا ستارہ شب معراج

کس شان سے وہ فرش نشین عرش پہ پہونچا
تھا نور مجسم وہ سراپا شب معراج

خوشبو کیطرح اوڑ گیا جسم گل احمد
تکتا ہی رہا بلبل سدرہ شب معراج

اللہ رے پرواز براق نبوی کی
بجلی کو بھی جس سے ہوا سکتا شب معراج

اے صل علیٰ شان رسول عربی کی
خالق کا سلام آپ کو آیا شب معراج

فردوس میں بھی روح بلالی نظر آئی
کیا مرتبہ خادم نے بھی پایا شب معراج

یکتائی کے حجرے میں کہاں دخل دوئی کا
تھا چار طرف ایک ہی جلوہ شب معراج

طوفاں شفاعت کی ہوا خوب چلی تھی
تھا جوش پہ رحمت کا جو دریا شب معراج

پوچھتے ہیں لب جان بخش سے سرکار مزاج
اب تو اچھا ہوا تیرا دل بیمار مزاج

کیا نہ دیں گے مرے نامہ کا جواب اے قاصد
اون کا ایسا تو نہیں ہے کبھی زنہار مزاج

عزت افزائی غلاموں کی ہے منظور نظر
پوچھتے ہیں میرے آقا سر دربار مزاج

ناز برداریاں کرتے ہیں رسول عربی
کیا گنہگاروں نے پایا ہے خوش اطوار مزاج

ایک ہی بات میں روٹھوں کو منا لیتے ہیں
ہے لڑکپن سے محمد کا ملنسار مزاج

اللہ اللہ یہ مدینہ سے خبر آئی ہے
پوچھتے رہتے ہیں ہر دم میرے سرکار مزاج

کیوں نہ **طوفاں** کو رہے ہجر پیمبر میں ملال
عشق سے دل جو ہے محرور تو ہے حار مزاج

جو رہے ہر وقت مضطر ایسے کا کیا علاج
ہو گیا ہے آپکا بیمار الفت لا علاج

ہے مطب میں آپکے آزار عصیاں کی دوا
اے مسیحائے مدینہ کیجئے میرا علاج

کوئی کر سکتا نہیں حضرت علاج درد دل
اے طبیب مہرباں ہے آپکا اچھا علاج

خواب ہی میں شربت دیدار ہو جائے عطا
عاشق نادیدہ کا ہو جائے درپردہ علاج

دل ہی دل میں لے رہے تھے ہم تو الفت کے مزے
سوز پنہاں کو نہ کرتے پھر کہیں رسوا علاج

نام سنکر ہی در عالی پہ آیا ہوں حضور
آپ ہی کرتے ہیں ہر بیمار کا عمدہ علاج

اے صبا خاک مدینہ جلد لا کر دے مجھے
اس سے بڑھکر ہو نہیں سکتا ہے آنکھوں کا علاج

اے طبیبو میری بالین سے نکل جاؤ ابھی
ہے مریض عشق احمد کیلئے رونا علاج

رات دن طوفان درود پاک پڑھنا چاہیے
دل کے دھڑکے کیلئے عمدہ یہی پایا علاج

ردیف (چ)

یارب مری زبان ہے جبتک دہن کے بیچ
پڑھتا رہوں میں نعت ہر اک انجمن کے بیچ

جاتی تھی جان اون کی مدینہ کو ہر گھڑی
مسکن اویس کا تھا اگرچہ قرن کے بیچ

دل میں ہے الفت چمنستان مصطفےٰ
رکھنا نہ کوئی پھول ہمارے کفن کے بیچ

ہوگا چراغ دین محمد کبھی نہ گل
جبتک یہ ماہ و مہر ہیں چرخ کہن کے بیچ

بلبل خوشی سے پھول کے پڑھتی ہے جب درود
ہر شاخ جھومتی ہے شجر پر چمن کے بیچ

نعت محمدی سے ہے خوشبو کلام میں
نافہ زبان ہے مشک ہے گویا دہن کے بیچ

رہتا ہوں میں جنوں میں بھی روضے کے آس پاس
عقل سلیم ہے مرے دیوانے پن کے بیچ

کیونکر ہوں غیر محفل میلاد میں شریک
گلشن کی قدر کیا دل زاغ و زغن کے بیچ

لفظوں کے گھونگٹوں میں ہے نور محمدی
اک تازہ تازہ جلوہ ہے میرے سخن کے بیچ

رونے میں مل ہی جاتا ہے آخر کوئی مزا
نعمت کوئی ضرور ہے رنج و محن کے بیچ

طوفان یہی دعا ہے مری حق سے صبح و شام
ہو خاتمہ محبتِ شاہِ زمن کے بیچ

حشر میں ہوگا مرے اللہ کا دیدار سچ
اور شفاعت بھی کرینگے احمدِ مختار سچ

شربتِ دیدار کا جبتک نہو ساغر عطا
ہو نہ عیسیٰ سے بھی اچھا آپ کا بیمار سچ

بہرِ ابلاغِ رسالت وادیوں میں بھی چلے
ہر قدم پر تھے قدمبوسی کو حاضر خار سچ

خواب کو آنے نہیں دیتی نگاہِ انتظار
اسلئے ہے عاشقوں کا دیدۂ بیدار سچ

چند نیکوں سے بھلا کیا مغفرت کی دھوم ہو
حشر میں ہے عاصیوں سے گرمیِ بازار سچ

رات دن رہتی تھی حضرت کی یتیموں پر نظر
بیکسوں کے ہیں وسیلہ سیدِ ابرار سچ

مصطفےٰ کا کیا گھرانہ تھا کہ مٹنے پر بھی سب
ہو گیا وہ جنت الفردوس کا گلزار سچ

اسمِ اعظم کی طرح کیونکر نہو اون کا کلام
محترز رہتے ہیں جھوٹی بات سے دیندار سچ

عاشقِ روے محمد کی یہی پہچان ہے
جس کی ہو ہر بات سچ گفتار سچ رفتار سچ

کیوں نہ بر آئے شہ عثمان کی منہ مانگی مراد
شیفتہ نور خدا کے ہیں مرے سرکار سچ

جسکو ہے طوفان آدابِ شریعت کا لحاظ
وہ حبیبِ پاک کا ہے لائقِ دربار سچ

ردیف (ح)

حضرت مجھے مدینہ بلاتے کسی طرح
ذرہ کو آفتاب بناتے کسی طرح

ہوتا یقین کہ خواب میں آئینگے وہ ضرور
آنکھوں کا ہم بھی فرش بچھاتے کسی طرح

ہوش و حواس ہیں پھر کس کام کے حضور
دیوانہ اپنا مجھکو بناتے کسی طرح

گر انفعال جرم سے روتے گناہگار
سینہ سے اپنے وہ بھی لگاتے کسی طرح

ہوتا جو کوئی مانعِ دیدارِ مصطفےٰ
محشر میں ہم بھی دھوم مچاتے کسی طرح

آتی شمیم زلفِ محمدؐ جو اسطرف
جامہ میں اپنے ہم نہ سماتے کسی طرح

محشر میں اونکے سامنے جانا ہی شرط تھا
کملی میں اپنی مجھکو چھپاتے کسی طرح

رو رو کے عرض کرتے جو ہم حالِ دردِ دل
آنکھوں سے اشک وہ بھی بہاتے کسی طرح

طوفان یہ آرزو ہے مدینہ میں جا کے ہم
حضرت کو نعت پڑھ کے سناتے کسی طرح

دکھلا دے مجھکو داورِ محشر کسی طرح
دیکھوں گا میں جمالِ پیمبر کسی طرح

یارب یہی ہے دلکی تمنا یہی مراد
دہلیز پر ہو اونکی مرا سر کسی طرح

در پر اسی امید پہ آیا ہوں یا نبی
ٹھوکر تو مار دو مرے سر پر کسی طرح

کرتا ہوں سیدوں کی خوشامد اسی لئے
راضی ہوں مجھ سے مالکِ کوثر کسی طرح

لیجا بہا کے مجھکو تو اے چشمِ اشکبار
آئے نظر مدینہ کا منظر کسی طرح

یارب ہو پھر اندھیرے میں ایمان جلوہ گر
روشن ہو پھر چراغِ پیمبر کسی طرح

بلبل میری طرف سے مزارِ رسول پر
جا کر چڑھا دے پھول کی چادر کسی طرح

یارب یہ ہے خیال۔ وہ آجائیں خواب میں
چمکے میرے نصیب کا اختر کسی طرح

طوفان شبِ فراق میں روتا ہوں اسلئے
آئے شمیمِ زلفِ پیمبر کسی طرح

ردیف (خ)

اوس جوانِ ہاشمی کا دیکھکر رخسار سرخ
باغ میں رونے لگی شبنم ہوا گلزار سرخ

پان کھا کر آگئی تھی حور جنگِ بدر میں
یا ہوئی کافر کے خون سے آپکی تلوار سرخ

یادِ لب میں رات بھر جب دل لہو روتا رہے
یا محمد کیوں نہو پھر دیدۂ بیدار سرخ

جب عیادت کو مسیحائے مدینہ آگئے
ہو گیا مارے خوشی کے چہرۂ بیمار سرخ

زرد رو جتنے تھے عاصی سرخرو سب ہو گئے
زعفران کا کھیت اوس گل سے ہوا اکبار سرخ

عاشقِ احمد کی تربت پر چڑھانے کیلئے
پھول لائی ہے چمن سے بلبلِ نادار سرخ

غازیوں کے زخمِ گردن سے نہ بہتا تھا لہو
بلکہ تھے گلہائے جنت کے گلے میں ہار سرخ

تھی وہ جنگِ بدر میں شانِ جلالی کی شفق
ہو گیا چہرہ کے ضو سے خیمۂ زنگار سرخ

دولتِ دیدارِ احمد سے غنی تھے جنکے دل
اون کے قدموں پر فدا تھے درہم و دینار سرخ

حضرتِ عابد وہ خون روتے رہے چالیس سال
جس سے ہوتا تھا غلافِ مرقدِ انوار سرخ

یا نبی خوف و رجا سے ہے یہی طوفان کا حال
زرد چہرہ ہو گیا اکبار تو سو بار سرخ

اس مطلع میں اوس واقعہ کے طرف اشارہ ہے کہ ایک روز آنحضرت یہودی کے باغ کو مزدوری سے پانی دیرہے تھے کہ اتفاق سے ڈول کنویں میں گر گیا اور یہودی نے ناوانستگی سے آپکے رخسارۂ مبارک سے گستاخی کی بالآخر معجزہ دیکھکر معہ اہل و عیال مسلمان ہو گیا اسکی صراحت کتب میں ہے۔

نعرۂ حق سے نہ خالی رہی کافر کی چیخ
سنتے ہی بند ہوئی مجمعِ کفار کی چیخ

نہ ملیگا کبھی اوستاد کو تعلیم کا پھل
کب اثر کرتی ہے شاگرد کو ہر بار کی چیخ

حشر میں ساقیِ کوثر ہے شفاعت کا وہی
سنکے انجان نہ ہوگا کبھی میخوار کی چیخ

مرضِ ہجر سے بیتاب رہا کرتا ہے
سن مسیحائے مدینہ ترے بیمار کی چیخ

سچ ہے سچ بات ہی لگ جاتی ہے دلکو کڑوی
حق سے خالی نہ تھی منصورِ سردار کی چیخ

خود نمائی سے بھری ہیں تری چیخیں واعظ
کیا ڈرائیگی کسی کو دل مردار کی چیخ

اصل میں تلخ نصیحت کا ثمر ہے میٹھا
جیسے بچوں کے لئے مادرِ غمخوار کی چیخ

یہ نجگانہ یہی سوتوں کو جگائیگی بدائم
ہے یہ آوازِ اذاں احمدِ مختار کی چیخ

اوسکو ہی ڈھونڈتے نکلینگے رسولِ عربی
سنتے ہی عرصۂ محشر میں گنہگار کی چیخ

مست ہو جاتے ہیں فولاد کی جھنکار سے مرد
حورِ جنت کی تو وہ ہے چیخ کہ تلوار کی چیخ

دل میں عاشق کے وہ گھر کیوں نہ کرے اے طوفان
پھر وہ اللہ کے محبوبِ طرحدار کی چیخ

ردیف (د)

گنہگار رہا پڑھ کے باغ باغ درود
مٹا رہا ہے گناہوں کا دل سے داغ درود

کہاں چھپیگی تو ہم عاصیوں سے اے رحمت
لگائیگا ترا ہر حال میں سراغ درود

چمن چمن ہے درود و سلام کا چرچا
حبیبِ پاک پہ پڑھتی ہیں کوہ و راغ درود

درود پڑھنے سے ہوتی ہے قلب کو تسکیں
ہوا ہے باعثِ آرام و انفراغ درود

اندھیری قبر میں گھبرا گیا جو میں طوفان
ہوا ہے جلوہ نما صورتِ چراغ درود

بڑھ کر ہے دو جہان سے بھی عز و شان درود
عالم ہے دل تو ذاتِ محمد ہے جانِ درود

دیکھے گا لامکان کے مکیں کا جمالِ پاک
جسکو ملا نصیب سے گلستانِ درود

لیکر علمِ شریعتِ عظمیٰ کا ہاتھ میں
نکلا ہے لامکاں سے ترے کے جوانِ درود

کبتک لئے پھرونگا دلِ بیقرار کو
جز آپ کے نہیں ہے کوئی قدردانِ درود

دیتی ہے دردِ دل کا پتہ چشمِ اشکبار	ہرگز ریا کو دخل نہیں درمیانِ درد
لکھتا ہوں اسلئے ورقِ گل پہ حالِ دل	ہے عندلیبِ باغ میری رازدانِ درد

کرتا ادب سے حاجیو طوفان کا حال عرض
سنتے ہیں مصطفےٰ اہی میری داستانِ درد

ہوش میں آ بیمارِ محمد	ہوتا ہے دیدارِ محمد
دوش پہ کملی کالی کالی	نور کی وہ دستارِ محمد
پھول کھلے گلشن میں ہزاروں	دیکھتے ہی رخسارِ محمد
رحمت نے عصیاں کو خریدا	کھل گیا جب بازارِ محمد
پڑھنے لگے کفار بھی کلمہ	سن سن کر گفتارِ محمد
محفل ہے میلادِ نبی کی	پاک یہی ہے دربارِ محمد
چلدے مدینہ بلبلِ نالاں	پھولا ہے گلزارِ محمد
نے یہ فریضہ بھیج عریضہ	راحم ہے سرکارِ محمد
قصرِ شہنشاہوں کو مبارک	بس ہے مجھے دیوارِ محمد
آسان ہوگا پل سے گذرنا	سیکھ تو لے رفتارِ محمد
گنبدِ خضرا کو نظر آیا	صلِ علیٰ آثارِ محمد
شانِ بلالی سب سے عالی	واہ رے خدمتگارِ محمد

کچھ تو کہو کیا ہو گیا طوفان
ہوش میں آ بیمارِ محمد

بسم اللہ قرآن ہو ابروئے محمد	اے صلِ علیٰ خال و خطِ روئے محمد
ہم صورتِ قوسین دو ابروئے محمد	دن میں شبِ معراج ہے گیسوئے محمد
ملجائے الٰہی مجھے خالد کا مقدس	پلکوں سے اٹھاؤں جو ملے موئے محمد

یکتا گل توحید ہے ہاشم کے چمن میں / رہتی ہے اسی پھول میں خوشبوئے محمد

ٹڈی کو ہما کی نہ کبھی پھول کے سونگھے / فاقوں میں بھی صابر ہے سگ کوئے محمد

لاتا نہ ابوجہل کبھی ہاتھ میں کنکر / گر جانتا ہر شئے پہ ہے قابوئے محمد

وہ معرکۂ بدر میں شمشیر ہلالی / وہ پنجۂ پُرزور وہ بازوئے محمد

کیوں گرم نہ ہو حشر میں بازار شفاعت / ہے رحمت باری کی نظر سوئے محمد

اعمال جو دن بھر کے ہیں سب تولے شب کو / دراصل ہے خود ہوش ترازوئے محمد

یعطیك فترضی کی ہی قرآن میں بشارت / حقا کہ خدا خود ہی رضا جوئے محمد

مومن کی نہ تکلیف کا دیکھے وہ تماشہ / جس دل میں ہو طوفان رہن خوئے محمد

ردیف (ڈ)

ہے دل کو میرے احمد مختار پر گھمنڈ / کیونکر نہ ہو غلام کو سرکار پر گھمنڈ

واعظ مجھے تو انکی شفاعت پہ ناز ہے / تجھکو ہے اپنے جبہ و دستار پر گھمنڈ

تھا غازیوں کو ابروئے خمدار کا خیال / ہو کیوں نہ انکو جنگ میں تلوار پر گھمنڈ

ہے دل میں میرے الفت نور محمدی / تو اے جحیم کر نہ کبھی نار پر گھمنڈ

کرتا ہے اب تو شربت دیدار سے علاج / عیسی کو خود ہے صحت بیمار پر گھمنڈ

سونے کی خوبیاں ہیں کسوٹی پہ منحصر / رحمت کو اسلئے ہے سیہ کار پر گھمنڈ

ہو کیوں نہ میرے دل کو بھروسہ رسول کا / ہے جنس معصیت کے خریدار پر گھمنڈ

لیجائیگا وہ منزل فردوس تک ضرور / ہے مجھکو اپنے قافلہ سالار پر گھمنڈ

بجلی گری جو دینِ محمدؐ کی برمحل — کسرا کا رہگیا در و دیوار پر گھمنڈ

رحمت کے فیضِ عام کو قلت سے عار ہے — یوسف کو کیوں ہو گرمی بازار پر گھمنڈ

پھولوں میں رنگ و بو جو حسینؑ و حسنؑ کی ہے — بلبل کو اس سبب سے ہی گلزار پر گھمنڈ

طوفاں تجھے تو دینِ محمدؐ پہ ناز ہے — اس کے سوا ہے وعدۂ دیدار پر گھمنڈ

اے بےخبر نہ سایۂ خیر البشر کو ڈھونڈ — پہلے تو اپنی آنکھ سے اپنی نظر کو ڈھونڈ

صحبت نہ فاسقین کی عمدہ اثر دکھائے — حنظل کی تلخیوں میں نہ شیر و شکر کو ڈھونڈ

نورِ قمر یہ کہتا ہے چشمِ بصیر سے — مجھکو نہ دیکھ صاحبِ شق القمر کو ڈھونڈ

صحبت میں جسکی یادِ خدا دمبدم رہے — چل پھر کے ہر دیار میں ایسے بشر کو ڈھونڈ

اوسان ہوں بجا تو عدو کی بساط کیا — قبضہ میں تیغ ہو تو نہ پھر کر سپر کو ڈھونڈ

عطرِ گلاب جامۂ ناپاک پر نہ مل — دھو کر عیوب اپنے پھر اہل نظر کو ڈھونڈ

روضہ کو دیکھتے ہی تو ایمان مل گیا — طیبہ کی وادیوں میں نہ لعل و گہر کو ڈھونڈ

خود موت ہی حیات ہے طیبہ کی راہ میں — مونس جو عشق ہے تو نہ اب راہبر کو ڈھونڈ

جاتی تو ہے صبا تو مدینہ میں صبح و شام — مدت سے گم ہوا ہے میرے نامہ بر کو ڈھونڈ

گل ہو گیا ہو وہ ہوائے رسولؐ میں — گلشن میں عندلیب چراغِ سحر کو ڈھونڈ

کیا خوف جبکہ شوقِ زیارت ہی ساتھ ہے — طوفاں نہ خضر کو نہ کسی ہمسفر کو ڈھونڈ

ردیف (ذ)

(۱)

عجب دہانِ محمدؐ کا ہے لعاب لذیذ — نہ ایسا ہو گا کہیں شربتِ گلاب لذیذ

مزا جو اشک نکلنے سے دل کو ملتا ہے — بتا تو دے کوئی ایسا در خوش آب لذیذ

اسی مزے کیلیے کروٹیں بدلتا ہوں — فراق زلف سے ہے دل کو پیچ و تاب لذیذ

زبان پر وہ محمد کا نام ہے میٹھا — نہ چاہوں حور سے بھی خلد میں شراب لذیذ

مزا ہے عشق محمد کا ضعف پیری میں — نہ تھا جوانی میں ایسا کبھی شباب لذیذ

زہے نصیب کہ کہتے ہیں مجھکو دیوانہ — ملا یہی مجھے سرکار سے خطاب لذیذ

بگڑتے ہیں مرے عصیاں سے جب شہ والا — تو کرتے ہیں کرم آمیز عتاب لذیذ

نزع کے وقت دکھا دیجیے رخ روشن — کہ تا ہو دل کو میرے یا نبی عذاب لذیذ

بہا جو آنسو تو دل غم سے بھن گیا طوفان
اسی شراب کی خاطر ملا کباب لذیذ

قاصدا دیتا ہوں خط کا جو بنا کر تعویذ — جا مدینہ کو یہ سینہ سے لگا کر تعویذ

خط کے عنوان یہ لکھے ہیں محمد کے عدد — رکھنا آنکھوں پہ یہ پلکوں سے اٹھا کر تعویذ

مرقد پاک کے تعویذ کو آنکھوں سے ملے — کھدوا عامل سے اسی دھن میں لکھا کر تعویذ

لائیو قافلہ والو کہ اثر ہو پورا — مرقد پاک کے پھولوں میں بسا کر تعویذ

رزق وافر کی تمنا ہو تو پڑھ پڑھ کے درود — ڈال دو پانی میں آٹے میں ملا کر تعویذ

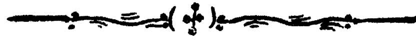
کیا ملا دشمن ایمان کو بجز حسرت کے — تربت عاشق احمد کا مٹا کر تعویذ

نسخہ لکھ لکھ کے جو دیتے ہیں مریضوں کو طبیب — وہی طیبہ سے کوئی لائے اڑا کر تعویذ

بے ادب کو نہیں اسماء مبارک کا لحاظ — اوسکے سایہ سے کہیں کھدو بچا کر تعویذ

اسم اعظم تجھے طوفان بتا دیتے ہیں
رات دن نام محمد کا لکھا کر تعویذ

ردیف (ر)



ہو درود اوس سید ابرار پر
نور جس کا چھا گیا ہے نار پر

بلبلانِ خلد ہوتے ہیں فدا
دمبدم اوس ہاشمی گلزار پر

وہ کبوتر کیا مدینہ جا کے آیئے
جس کے بازو میں نہوں دو چار پر

یا رسول اللہ انتظر حالنا
زندگی موقوف ہے دیدار پر

وہ نبی جو عمر بھر چلتا رہا
جنگ میں تیغ دو دم کی دھار پر

سنگدل بھی موم ہو کر رہ گئے
آخر اون کی نرمی گفتار پر

آپ کی فرقت میں تارے رات بھر
لوٹتے ہیں دیدہ بیدار پر

دل کا دکھڑا کیا لکھوں اے نامہ بر
خوب روشن ہے میری سرکار پر

کیا سہانے ہیں مدینہ کے مکان
ہے نظر قربان در و دیوار پر

اے مسیحائے مدینہ اک نظر
اچھا ہو جائے دلِ بیمار پر

کیا تفنگ و تیر آنکھوں میں سمائیں
دل کا جب قبضہ رہے تلوار پر

بھیجتا ہوں دل سے حضرت کو درود
دمبدم طوفان نفس کے تار پر

سرکشوں کے سر جھکے شانِ رسالت دیکھکر
سنگدل موم ہو گئے مہرِ نبوت دیکھکر

باغ میں غنچے چٹکتے تھے کہ پڑھتے تھے درود
اوس جوانِ ہاشمی کی پاک صورت دیکھکر

قاصدا دربار عالی میں ہے لاکھوں کا ہجوم
حال میرا عرض کرنا وقت فرصت دیکھکر

شربتِ دیدار کا اک جام ہو جائے عطا
اے طبیبِ مہربان دلکی حرارت دیکھکر

حشر کے بازار میں پھرتے ہیں اتراتے ہوئے
عاصیانِ پرخطا شانِ شفاعت دیکھکر

عدل سے حضرت کے شرمندہ ہوا نوشیرواں
ملگیا مٹی میں حاتم بھی سخاوت دیکھکر

سیر کے قابل ہے جب ہوجائے دیدارِ خدا
کیا کریں گے زاہد ہم باغِ جنت دیکھکر

شمع روشن ہوتے ہی آتے ہیں پروانے ضرور
آگئے صحرا نشیں نورِ شریعت دیکھکر

حشر میں پہونچا صفوں کو چیر کر حضرت کے پاس
نیک حیراں ہوگئے بد کی جسارت دیکھکر

زاہدانِ خشک سے حوروں کی آنکھیں پھر گئیں
عاصیوں پر آپ کی چشمِ عنایت دیکھکر

لاکھ پردوں سے نکل آئی تڑپ کر مغفرت
حشر میں طوفان گنہگاروں کی کثرت دیکھکر

آگیا دل مصطفےٰ کے ابروئے خمدار پر
عاشقوں کی جان ہے قرباں اسی تلوار پر

دن میں سو سو بار آتے ہیں عیادت کے لئے
ہوگئے عاشق مسیحا آپ کے بیمار پر

جاؤنگا سوئے مدینہ ہی قفس کو توڑ کر
فصلِ گل میں گر نکل آئیں مرے دو چار پر

عاشقوں میں آپ کے منصور بھی اک سُور تھا
سنتے ہی حکمِ شریعت چڑھ گیا وہ دار پر

زاہدانِ خشک کرتے ہیں عبادت پر گھمنڈ
ناز ہے مجھکو بھی اپنے سیدِ ابرار پر

اللہ اللہ کیا سہانی ہے مدینہ کی فضا
نور کی بارش برستی ہے در و دیوار پر

آتشِ دوزخ سے ہو ہم عاصیوں کو خوف کیا
نورِ ماہِ مصطفےٰ غالب رہیگا نار پر

بیوسیلوں کے وسیلہ ہیں محمد مصطفےٰ
حال میرے دل کا روشن ہے مری سرکار پر

ہجر میں آنکھوں سے ٹوٹیگی نہ اشکوں کی جھڑی
پڑ گیا پلکوں کا پنجہ ابرِ گوہر بار پر

ہر مسلماں کو نگاہِ بد سے بچنا چاہیئے
چیل کی ہر وقت رہتی ہے نظر مُردار پر

ہے شریعت آپکی بیشک صراط المستقیم
جو چلا اس پر وہ خنجر کی چلیگا دھار پر

یاد فرمایا ہے طوفاں کو رسول اللہ نے
یہ خبر آئی مدینہ سے نفس کے تار پر

نکل آئیگا اے دل بیکلی میں مدعا کیونکر
نگاہِ یاس دیکھیگی دیارِ مصطفےٰ کیونکر

بنایا ضعف نے تنکے کو سل اب ہل نہیں سکتا
اڑا لیجائیگی مجھکو مدینہ کی ہوا کیونکر

تعجب کیا نظر سو آئینوں سے پار ہوتی ہے
نہ پوچھو آسمانوں سے گئے خیر الوریٰ کیونکر

مجسم نور ہیں جو عاشق نور محمد ہیں
جلائیگی اونہیں نار جہنم پر بلا کیونکر

فراق مصطفےٰ میں خود وہ آہ سرد بھرتی ہے
بھلا نامہ مرا لیجائیگی باد صبا کیونکر

خطاب رحمت اللعالمین ہے آپ کو زیبا
برنگ نوح دیتے ظالموں کو بد دعا کیونکر

خیال روئے انور سے مرا دل ہوگیا روشن
نکل آیا شب تاریک میں شمس الضحیٰ کیونکر

بھرا رہتا ہے ہردم آپ کا دربار نیکوں سے
سنینگے دیکھنا ہم عاصیوں کی التجا کیونکر

عطا ہوگا نہ جبتک شربت دیدار یا حضرت
مریض ہجر کو فرمائیے ہوگی شفا کیونکر

شراب الفت احمد پلادے آج اے ساقی
برستی آرہی ہے وہ مدینہ سے گھٹا کیونکر

گدایان محمد کی غلامی شاہ کرتے ہیں
کریں **طوفان** پھر ہم خواہش ظل ہما کیونکر

ہوتی ہے برق دل کی بیقراری دیکھکر
ابر بھی روتا ہے میری اشکباری دیکھکر

خلد میں رج خلیل اللہ پڑھتی تھی درود
آپ کی یا مصطفےٰ مہمانداری دیکھکر

عاصیوں پر بھی غضب کی آنکھ خالق کی مگر
رحم غالب ہوگیا صورت تمہاری دیکھکر

چھا گیا سایہ سر محشر رسول اللہ کا
ہوگیا ظاہر پریشانی ہماری دیکھکر

پھول کر غنچے ہزاروں کہتے تھے صلِّ علیٰ
باغ جنت میں محمد کی سواری دیکھکر

نیک بھی رحمت کی نظروں میں سبک ہونے لگے
معصیت کا عاصیوں پر بوجھ بھاری دیکھکر

کر دیا جاری زبان پاک پر اپنا کلام
آپ کی باتیں خدا نے پیاری پیاری دیکھکر

عرش تک روشن ہوا شق القمر کا معجزہ
ہوگئی فرش زمیں مخلوق ساری دیکھکر

ہوگئے بیچین محشر میں محمد مصطفےٰ
عاصیان پر خطا کی آہ و زاری دیکھکر

ہائے بد پرہیز پھر بیمار عصیاں ہوگئے
اوس رسول ہاشمی کی غمگساری دیکھکر

مغفرت نازل ہوئی یٰسین پڑھنے کے لئے
نزع میں طوفان کی بیحد دم شماری دیکھکر

مُستزاد

اے مسیحائے مدینہ میرا دل ہے مضطر ۔۔۔ دیکھئے ایک نظر
اپنے بیمارِ محبت کو لگا دو ٹھوکر ۔۔۔ کہ پڑا ہے در پر
ہیں خطا دار بھی آپ خطا پوش تو ہیں ۔۔۔ معدنِ ہوش تو ہیں
چاک کر دیجئے للہ میرا دامن تر ۔۔۔ شق ہوا جیسے قمر
آپ کے ہجر میں کب تک دلِ بیتاب رہے ۔۔۔ مثلِ سیماب رہے
میں وہ ہوں ماہیٔ بے آب پھڑکتا ہے جگر ۔۔۔ منہ سے جھڑتے ہیں شرر
وہ بھی دن آئے کہ حج کرکے مدینہ پہونچوں ۔۔۔ واں بھی بیچین رہوں
حرمِ پاک پہ سو بار لگاؤں چکر ۔۔۔ پھر رہو دہلیز پہ سر
جاؤں کعبہ سے جو میں کوہ مفرح پہ ولا ۔۔۔ آئے کانوں میں ندا
روضۂ پاک رسولِ مدنی را بنگر ۔۔۔ ہو مبارک یہ سفر
یا نبی آپ کے قدموں سے بہت دور ہوں میں ۔۔۔ سخت مجبور ہوں میں
طائرِ شوق کے بازو میں ہوں جبریل کے پر ۔۔۔ ہو مدینہ میں گذر
شافعِ روزِ جزا مالک و مختار ہو تم ۔۔۔ کل کی سرکار ہو تم
آپکے در پہ نہ آئیں تو بھلا جائیں کدھر ۔۔۔ ہے کوئی اور بھی گھر
مصرعہ حضرت قدسی ہے بس اب وردِ زبان ۔۔۔ ہے یہی میرا بیان
چشمِ رحمت بکشا سوے من انداز نظر ۔۔۔ بڑھ گیا ضعفِ بصر

ہے تمنا میری گلیوں میں مدینہ کی پھروں — خوب ہو جوشِ جنوں
کوئی دیوانہ سمجھکر مجھے مارے پتھر — اوسکا احساں ہرے سر
اہلبیتِ نبوی کی بھی زیارت ہو نصیب — ہیں وہ روضہ کے قریب
حالِ دل فاطمہ بی بی سے کہوں رو رو کر — نذر دوں دیدۂ تر
تو ہے عالم کے پرندوں میں بڑا قبلہ شناس — جا شہنشاہ کے پاس
اے کبوتر میرے نامہ سے تو انکار نہ کر — ہوں تیرے نور کے پر
میرے آقا کے بزرگوں کا نہ لے کوئی تنکا — اوس کا مطلب ہو برار
میر عثمان علیخان پہ ہو رحمت کی نظر — اے شہِ جن و بشر
کیا کہوں اسمِ مبارک کی حلاوت طوفان — ہے یہ ایمان کی جاں
کیوں نہ مداحِ محمد کا رہوں شام و سحر — ہے یہ مرغوب شکر

آتشِ عشق میں جلنے کا اثر پیدا کر — سوزِ پروانہ کا اے مرغِ سحر پیدا کر
دل بلالِ حبشی کا سا بنالے پہلے — پھر اویسِ قرنی کا سا جگر پیدا کر
بھول کر قصرِ سلاطین کا نہ لاویں خیال — جس میں ہو ذکرِ محمد وہی گھر پیدا کر
صفت ہوتا ہی نہیں عشقِ محمد حاصل — دردِ دل دردِ جگر دیدۂ تر پیدا کر
خاک ہو جائے شبِ ہجر میں سونا میرا — ایسی بوٹی کوئی اے کیمیاگر پیدا کر
مال و دھن جائے دیا جان بھی جائے لیکن — کوئے احمد میں کسی طرح گذر پیدا کر
ہجر کی رات تو کاٹے سے نہیں کٹتی ہے — تو ہی اے داغِ جگر نورِ سحر پیدا کر
سیرِ گلزارِ مدینہ کی ہو جب تجھکو نصیب — بلبلِ شوق تو جبریل کے پر پیدا کر

لذتِ گریہ کا طوفان تقاضا ہے یہی
قلزمِ عشق میں اشکوں کے گہر پیدا کر

ہے آنکھ میری خوابگہ عرش نشین پر — سو جان سے قربان ہوں مدینہ کی زمیں پر
مداحِ محمد ہوں سلیمانِ سخن ہوں — نام آپ کا کندہ ہے میرے دل کے نگیں پر
ہو جائیگا پل پر سے گذرنا بہت آسان — ثابت قدم ہو جائیں اگر راہ یقیں پر
فرمانِ محمد پہ فدا ہوتے ہیں لاکھوں — مرتے ہیں نمکخوار بھی حسن نمکیں پر
نعروں سے ضعیفوں کے زمین ہل گئی ساری — کسرا کا محل گر گیا بتخانۂ چیں پر
پھر جاتا ہے آنکھوں میں گلستانِ مدینہ — عاشق کی نظر پڑتی ہے جب خلد بریں پر
طیبہ کو کبوتر تو گیا پر یہی ڈر ہے — جس پر میں ہو نامہ وہی ٹوٹے نہ کہیں پر
ہر وقت درود آپ پہ پڑھتے ہوئے رہنا — تھی فرض عبادت یہی جبرئیل امیں پر
سر مرا ہو اور پنجتنِ پاک کا در ہو — لکھا ہوا ہو کاتبِ قدرت نے جبیں پر

توحید کی تلوار میں دم خم ہے وہ **طوفان**
بجلی کیطرح گرتی ہے وہ دشمن دیں پر

کیونکر نہ کروں ناز شفاعت کے دھنی پر — نازل ہوئی رحمت میری توبہ شکنی پر
عاصی کے رخِ زرد سے خوش ہوتی ہے رحمت — جھکتا ہے خریدار طلائے وزنی پر
بلبل ترے سب پھول گلستاں کے سبک ہیں — طرۂ گلِ احمد ہے بہارِ چمنی پر
دھن شہرِ مدینہ کی لگی رہتی ہے دل کو — ہو کیوں نہ مجھے فخر غریب الوطنی پر
محشر میں گنہگار بھی دیکھیں تو عجب کیا — ہے آنکھ رسولوں کی رسولِ مدنی پر
الفقر کے فرمان کی کیا شان یہی ہے — ہے ناز فقیروں کو جو رنگیں کفنی پر
کیا شان ہے شیدائے رسولِ مدنی کی — قربان ہوں نعلین اویس قرنی پر
اوس چشمِ مروت پہ حیا ہوتی ہے صدقے — قربان خموشی بھی ہے غنچہ دہنی پر
عید رمضان ہوتی تھی سو شوق سے قربان — اس نذر کے محبوب کی فاقہ شکنی پر
دیکھے کوئی شہباز شہادت کا نشیمن — تلوار کے سایہ میں ہے برچھی کی انی پر

فانی کو ہے ہر حال میں باقی کا سہارا
مفلس کی نظر پڑتی ہے ہر وقت غنی پر

طوفان عجب نعتِ محمد میں مزا ہے
گلقند فدا ہے میری شیریں سخنی پر

پڑہے کلمہ سبک ہو کر چلے تیغوں کی دہاروں پر
غلامانِ محمد ہو گئے بھاری ہزاروں پر

پہاڑوں پر ہی چڑہکر دم لیا عاشقِ احمد نے
ضعیفوں کا پڑا پنجہ ہمیشہ تاجداروں پر

سحابِ مکرمت تیرا اگر یارب برس جائے
عجب کیا گلشنِ اسلام پھر لوٹے بہاروں پر

حواسِ خمسۂ اسلام باقی پنجتن سے ہے
فدا ہوتے رہے اربعہ عناصر چار یاروں پر

رہے سالم رہِ بطحی میں پائے شوق کے چھالے
یقیں جنت کی کلیوں کا ہوا طیبہ کے خاروں پر

کبوتر لیگیا اس شوق سے نامہ سوئے طیبہ
تفوق لیگیا پرواز میں بجلی کے تاروں پر

ہیں اوس انگشت پر قربان کہ جسکے شمس ہے لرزاں
فلک پر ہو گیا شق القمر جسکے اشاروں پر

شجاعت سکے دینی ہر معرکہ میں سرخرو نکلے
مسلمان فاقہ کش بیدل ہوئے غالب سواروں پر

جو نخل باثمر ہو اوس پہ ہی پتھر برستے ہیں
مصیبت کیوں نہو نازل بھلا ایمانداروں پر

کبھی برباد سبزہ آندہیوں سے ہو نہیں سکتا
کبھی پڑتا نہیں پنجہ غضب کا خاکساروں پر

جو قربانِ محمد مصطفےٰ پر ہو گئے قربان
پڑہے کیونکر نہ طوفان فاتحہ اونکی مزاروں پر

ردیف (ڑ)

بند ہو جائیں نہ جبتک درِ توبہ کے کواڑ
کعبۂ دل سے خدارا بتِ غفلت کو اوکھاڑ

دستِ وحشت تجھے لازم ہے مدینہ کا ادب
ٹکڑے دامن کے نکر اور نہ گریباں کو پہاڑ

موج اسلام کے دریا کی کسی سے نہ رکی
بڑھ گئے سرحدِ کسریٰ کے پہاڑوں میں دراڑ

دانت سب غم سے اویس قرنی نے توڑے
نام کو بھی تو نہ رکھی دہنِ پاک میں واڑ

یہ بھی ایک فرض خدا کا ہے ادا کر ہر سال
نفس امّارہ کو رمضان کے روزوں سے پچھاڑ

شرع سے باغ حقیقت کی حفاظت ہوگی
ملحدا دیکھ رسول مدنی کی ہے یہ باڑ

زاہدا جھوٹ کی آندھی سے بچانا اس کو
دل میں بویا جو گیا ہے تری ایمان کا جھاڑ

دیکھتا رہتا ہوں ہر ذرہ میں اوس کا جلوہ
مثل موسیٰ کے نہ جاؤنگا کبھی سوئے پہاڑ

سرمگین چشم محمد جو اشارہ کر دے
کیا تعجب ہے کہ ہر پھر کے پھر آجائے پراڑ

جھوٹ کی آئے خزاں جائے ایمانکی بہار
جنتی ہے تو کبھی دل کے چمن کو نہ اوجاڑ

پھٹ نہ جائیگا کبھی فرش زمیں ٹھوکر سے
چل اکڑ کر نہ کبھی تجھ سے بھی اونچے ہیں پہاڑ

روز و شب کرتا ہے **طوفان** یہی حق سے دعا
یا الٰہی کسی بندے کو بنا کر نہ بگاڑ

شجر عمر میں ہر وقت لگی ہے پت جھڑ
حسرت دید مدینے میں نہ دم جائے اوکھڑ

جان پر کھیل کے سر دے مگر ایمان کو نہ ہار
جیتنے کیلئے دنیا کی بچھی ہے جو بڑ

کس طرح حق کے مقابل میں ہو باطل کو فروغ
وہ شجر کیا ہو ہرا جس کی نہ ہو مضبوط جڑ

ضعف پیری میں ہو الفت دنیا دل میں
اے خدا آخری منزل میں نہ آئے کیچڑ

جشن میلاد نبی فرش زمیں پر جو ہوا
عرشیوں میں بھی ہوئی خوب خوشی کی گڑبڑ

انکے گھونگٹ ہی میں رہتی ہے عروس توحید
ہے محمد کے فقیروں کی نرالی گودڑ

نعت لکھنی ہے تو آمد رہے آورد نہو
اے دل غمزدہ ہجر کوئی بات نہ گھڑ

جس در پاک کے جبریل امیں تھے دربان
وہ جو مل جائے کسی روز تو سر اپنا رگڑ

رعب اسلام کا چھایا وہ شہنشاہوں پر
پڑ گئی تخت نشینوں میں غضب کی گڑبڑ

دیکھ اللہ کے بندے کا یہی ہے شیوہ
کبر و کینہ حسد و بغض سے ہر وقت بگڑ

قلزم نعت پیمبر ہی کا طوفاں ہوں میں
میری باتوں کو نہ سمجھے کوئی مجذوب کی بڑ

ردیف (ز)

ہے فرض پانچ وقت کی تکبیر نماز
کر لے کسی طرح سے ادا وقت پر نماز

روشن اسی سے ہو گیا عالم میں انکا نور
پڑھتے ہیں آسماں پہ جو شمس و قمر نماز

آتا تھا پشت پایہ ورم تک نماز میں
پڑھتے تھے اسطرح سے وہ خیر البشر نماز

کوہ و شجر قیام میں سبزہ سجود میں
پڑھتا ہے ذرہ ذرہ بھی شام و سحر نماز

نورِ نظر نماز سے غافل نہ رہ کبھی
دنیا میں دیں کی نعمت عظمیٰ ہے ہر نماز

معراج مومنین ہے ایماں کی جان ہے
کرتے نہیں ہیں ترک کسی دن بشر نماز

سجدہ جبین کا داغ ندامت نہ ہو کہیں
ہو جائے مکر سے نہ کہیں بے اثر نماز

ہو گا سوال حشر میں پہلے نماز کا
دیگا جواب کیا نہ پڑھی ہو اگر نماز

قطعہ

داڑھی منڈا منڈا کے نہ مونچھیں بڑھا کبھی
ہو گی شبیہ غیر سے سب بے اثر نماز

خالق کو ہے پسند شباہت رسول کی
کرتی ہے فخر صورتِ اسلام پر نماز

ناداں گذر ہی جائیگی عمر رواں تری
کمبخت کیا کریگا تو پھر چھوڑ کر نماز

نوبت پھر آئیگی نہ سوال و جواب کی
ہو گی اندھیری قبر میں جب جلوہ گر نماز

تیغوں کے چھاؤں میں بھی اسے چھوڑتے نہیں
پڑھتے ہیں سختیوں میں سدا بے جگر نماز

صدقے سے اوس جنابِ رسولِ کریم کے
مونس کوئی نہوگا لحد میں مگر نماز

دونوں کو یہ سمجھ کہ ملا کر مزے اوڑا
طوفان درود شیر ہے آدرے شکر نماز

اگرچہ حور کے دل کو ہے رخ کا خال عزیز
پر عاشقانِ محمدؐ کو ہے بلال عزیز

خیالِ ابروے احمدؐ سے دل کو الفت ہے
کہ جیسے عید کا صائم کو ہے ہلال عزیز

کلاہِ گیسوے احمدؐ ہو جسکے سر پہ مدام
تو اوسکو جان سے بڑھکر ہے بال بال عزیز

عجب مزہ یکا ہے جو دل ہی دلمیں رہتا ہے
حبیب پاک کا در پردہ ہے خیال عزیز

مزے فراق میں بھی وصل ہی کے آتے ہیں
ہوا ہے یاد سے محبوب کی وصال عزیز

جو مانگتا ہوں وہی دیتے ہیں حبیبِ خدا
گناہگار کا ہے آپ کو سوال عزیز

مزا وہ عشقِ محمدؐ سے دل کو ملتا ہے
ہزار عیش سے بڑھکر ہے یہ ملال عزیز

رہے خیال کہ سید ہیں واجب التعظیم
بہت ہے احمدِ مرسل کو اپنی آل عزیز

ہم اپنی حال میں ہیں مست رات دن **طوفان**
ہوا کرے جو ہو واعظ کو قیل و قال عزیز

بلبل کو جس طرح ہے بہارِ چمن پہ ناز
مجھکو بھی ہے شفاعتِ شاہِ زمن پہ ناز

جس میں رہا ہو خواجۂ عالم کا جسم پاک
کیونکر نہو اوسیں کو اوس پیرہن پہ ناز

در اصل گردِ راہِ مدینہ ہے پردہ پوش
کیونکر نہ بیکسوں کو ہو ایسے کفن پہ ناز

طیبہ کی وادیوں میں اونہیں ڈہونڈتا رہوں
کرتا رہوں میں اپنے ہی دیوانہ پن پہ ناز

جبریل کو تو جھولا جھلانے پہ فخر تھا
مجھکو بھی ہے ولائے حسین و حسن پہ ناز

جاروب کش ہے روضۂ پرنور کا ضرور
ہو کیوں نہ آفتاب کو اپنی کرن پہ ناز

جس گھر میں شب کو محفلِ میلادِ شاہ ہو
اوس گھر کے ہی چراغ کو بھی انجمن پہ ناز

اللہ کے حبیب کا روضہ ہو جس جگہہ
کیونکر نہو مرا کہ مدنی کو وطن پہ ناز

ہم رنگ ہے وہ خونِ شہیدانِ بدر سے / ہو کیوں نہ بادشاہوں کو لعلِ یمن پہ ناز
نیچی نظر پہ شرم و حیا کو ہے افتخار / زیبا ہے گر ہو کم سخنی کو دہن پہ ناز

طوفان عجب ہے نعت رسولِ کریم کی / دل کو دہن پہ فخر زبان کو سخن پہ ناز

نور پاک پنجتن اے خواجۂ بندہ نواز / ہو نگاہِ لطف مجھ پر بھی کبھی اے شاہِ ناز
وارثِ علم نبی اے کاشفِ اسرارِ حق / بند کب تک چشم طالب پر رہیگا بابِ راز
عرض ہے اے گوہرِ تاجِ سلاطینِ دکن / آپ کی درگاہ سے رکھتا ہے عاصی بھی نیاز
خانۂ دل میں مرے کر دیجئے روشن چراغ / ہو عطا نعمت نصیر الدین کی اے شاہباز
آپ کا سایہ جو سر پر ہو تو بیڑا پار ہے / ایک ہی ٹھوکر سے لگجائے کنارہ پر جہاز
المدد اے خضرِ راہِ مصطفیٰ فریاد ہے / رہ نہ جائے دل میں میری حسرتِ ملکِ حجاز
کیا سبب ہے میری ناکامی کا کچھ کھلتا نہیں / آپ کے در پر جو آیا ہو گیا وہ سرفراز
عاقبت محمود ہو ایسی دعا فرمایئے / آپ سلطانِ دکن ہیں میں بھی ہوں مثلِ ایاز
آپ چاہیں تو رسول اللہ بھی بلوائینگے / کیونکہ نانا سے ملانے کے نواسے ہیں مجاز

تھام تو کشتی مری بدلی ہے طوفان کی ہوا / ڈالدو زلفوں کا لنگر اے شہ گیسو دراز

ردیف (س)

جنس عصیاں کے سوا کیا ہے گنہگار کے پاس / قدر ہے اسکی مگر احمدِ مختار کے پاس
جرم کتنے ہی گراں ہوں وہ خریدینگے ضرور / ہے شفاعت کا خزانہ میرے سرکار کے پاس

نیند آنکھوں میں یہ آ آ کے خبر دیتی ہے
خواب میں آئینگے وہ طالبِ دیدار کے پاس

کس خوشامد سے عیادت کو وہ آتی ہی مگر
حور کی قدر نہیں آپ کے بیمار کے پاس

آپ کی نعت مبارک کے تصدق سے حضور
شوق سے آتی ہے رحمت بھی گنہگار کے پاس

غمِ دندانِ مبارک سے اویسِ قرنی
عمر بھر جا نہ سکے سیدِ ابرار کے پاس

قدر سونیکی کسوٹی سے ہوا کرتی ہے
مغفرت اسلئے آتی ہے سیہ کار کے پاس

آپ کے طالبِ دیدار کو سونا ہے حرام
نیند آتی ہی نہیں دیدۂ بیدار کے پاس

اوسکے پاسنگ میں آئے نہ گناہوں کے پہاڑ
تھا اگر جنگِ احد کا جو خریدار کے پاس

اسلئے چھوڑ دیا قصرِ شہنشاہوں نے
اون کو آرام ملا آپکی دیوار کے پاس

دردِ دل دردِ جگر دیدۂ تر آہ و فغاں
یا محمد یہی سوغات ہے نادار کے پاس

لوٹ لو راہِ مدینہ میں مرا زادِ سفر
لیچلو مجھکو مگر قافلہ سالار کے پاس

دولتِ عشقِ محمد سے غنی ہے طوفان
کیا غرض ہے کہ وہ جائے کسی زردار کے پاس

نامہ بر جا کے مدینہ سے نہ آیا افسوس
کیا یہی تھا مری تقدیر کا لکھا افسوس

ہائے کیوں بند ہوئی جا کے وہاں چشمِ خیال
دیکھنے پایا نہ جی بھر کے وہ روضہ افسوس

عطر مل مل کے مدینہ کو گئے ہیں لاکھوں
ہاتھ ملتی ہی رہی دل میں تمنا افسوس

جیتے جی بھی نہ ہوئی خاک مدینے کی نصیب
نہ ملا چشمِ تمنا کو وہ سرمہ افسوس

پردہ پوشی کا یہی وقت ہے ستارِ عیوب
کھل گیا حشر کے بازار میں پردہ افسوس

نہ ہوا اون سے بھی بیمارِ محبت کا علاج
دست بردار ہوئے حضرتِ عیسیٰ افسوس

خواب میں آتے تو کس شوق سے ملتا آنکھیں
ہاتھ آیا نہ کبھی اونکا کفِ پا افسوس

کم نہ تھا ہجر میں ساون کی جھڑی سے رونا
بہہ گیا دیدۂ بیدار سے دریا افسوس

ہائے ابتک نہ مہیا ہوا سامانِ سفر
کہیں خالی کا نہ ہو حج کا مہینا افسوس

رونق افروز ہوں جس پر وہ رسول عربی	نہ ملا وادی بطحیٰ میں وہ ناقہ افسوس

دل سے نکلا نہ کبھی شوق زیارت طوفان
دیکھنے پایا نہ گلزار مدینہ افسوس

ردیف (ش)

جنت میں مل بھی جائیں جو مجھکو ہزار عیش	دیدار مصطفیٰ پہ کروں گا نثار عیش
دل میں ترے حبیبؐ کی پلکیں چبھا کریں	میرے لئے تو ہے یہی پروردگار عیش
ہر دم تڑپ رہا ہے فراق رسول میں	کس وقت پائیگا یہ دل بیقرار عیش
تکلیف تیس دن کی ہی بعد اوسکے عید ہے	کرتے رہینگے بعد فنا روزہ دار عیش
رو رو کے مرگئے جو فراق رسول میں	اونکے لئے ضرور ہے زیر مزار عیش
منعم تو عیش ہی میں ہمیشہ دررو ڈرہ	پائیگا ایک عیش کے بدلے ہزار عیش
کہاتا ہے جو فراق محمدؐ میں رنج و غم	رہتا ہے اوسکا خلد میں امیدوار عیش
گر خواب میں فقیر کو شاہی ملی تو کیا	کیا اعتبار ہے جو ملے مستعار عیش
پیدل دیار پاک میں جانیکا ہی مزا	اوس راستے کی ہی خلش نوک خار عیش
تکلیف کو سمجھتے ہیں سنت رسولؐ کی	کرتے نہیں پسند کبھی دیندار عیش
ہاں ہاں خیال ساقی کوثر سے مست ہوں	ہاں ہاں نصیب ہے مجھے لیل و نہار عیش

طوفان عروس یاد خدا کو بغل میں کہ
ہوگا نہ اس سے بڑھ کے کوئی زینہار عیش

اے جنوں چاک ہوئی جیب گریباں خوش باش	نظر آتا ہے مدینہ کا بیابان خوش باش

ابر رحمت سے گری برق شفاعت اے دل
جلگیا حشر میں سب خرمن عصیاں خوش باش

ہی یہ حسرت کہ کہیں مجھکو مدینے والے
تو ہے اللہ کے محبوب کا مہماں خوش باش

سات پردونمیں چھپا کر نہ رکھوں تو مجرم
میری آنکھونمیں تو اے جلوۂ جانان خوش باش

اون کا مشہور ہے کونین میں وہ خلق عظیم
کبھی ہوتے نہیں وہ جان کے انجان خوش باش

اون کے دربار میں ہے قدر گنہگاروں کی
اے دل سوختہ شرمندۂ عصیان خوش باش

وان کے ہر قطرۂ شبنم سے یہ کہتے ہیں ملک
آبرو ہے گہر تاج سلیمان خوش باش

مست ہو جاتے ہیں خوشبو سی فدایان حبیب
اے رسول مدنی کے چمنستان خوش باش

چشم تر آج ہی رو رو کے بہاوے دریا
ابر تر پر ہے ترا پنجۂ مژگان خوش باش

شوق کے ساتھ اوٹھا اور تڑپ کر دل سے
راہ طیبہ کے سفر کا ہی یہ سامان خوش باش

قاصد اونکی عنایت کا یقین ہو تو گیا
کرنے پای نہ کبھی منت دربان خوش باش

نعت احمدؐ سے نجات ابدی ہی اے دل
مشکلیں سب تری ہوجائینگی آسان خوش باش

تیرے پلہ پہ ہیں محشر میں جناب شبیرؑ
اے دل غمزدۂ شاہ شہیدان خوش باش

عاشق زار شہنشاہ دو عالم ہے یہی
یا الٰہی شہ عثمان علیخان خوش باش

جوش پر کیوں نہو طوفان کرم کا دریا
اوس کے محبوب کا تو بھی ہے ثنا خوان خوش باش

ردیف (ص)

نیسان کے مقابل میں رہے دیدۂ تر خاص
روتا ہوں تو بن جاتےہیں اشکوں کے گہر خاص

کہتا تہا یہ خود نور جمال شہ ابرار
دیکھو شب معراج میں نکلا ہے قمر خاص

یارب تیرے محبوب کا جلوہ نظر آئے
آجائے کہیں نخل تمنا میں ثمر خاص

ہے اوسکا کرم سید ابرار کی خاطر
رہتی ہے گنہگار پہ رحمت کی نظر خاص

دامن پہ ہیں دھبے جو گناہوں کے تو کیا غم
اس عیب کے دہونیکا وہ رکھتے ہیں ہنر خاص

مجھ پر نگہ لطف و کرم ہو مرے مولا
اس تیر کا مشتاق ہے میرا ہی جگر خاص

اللہ کا گھر یہ تو وہ محبوب کا گھر ہے
کعبہ کا سفر فرض ہے طیبہ کا سفر خاص

عاشق کے عریضہ کو وہ واپس نہیں کرتے
دردِ دلِ بیتاب کا ہوتا ہے اثر خاص

فرماتے ہیں واجب ہوئی زائر کی شفاعت
دیکھی ہے احادیث نبی میں یہ خبر خاص

اللہ کو محبوب کی امت سے ہی الفت
بخشش ہے اودھر عام شفاعت ہے ادھر خاص

حضرت کی ہمیشہ سے یتیموں پہ نظر تھی
دربار محمد میں ہے بیکس کا گذر خاص

توبہ کا جو در بند ہو کچھ خوف نہیں ہے
ہر وقت کھلا رہتا ہے محبوب کا در خاص

یادِ رخ پر نورِ محمد ہے عبادت
طوفان کا وظیفہ ہے یہی شام و سحر خاص

یقیناً ششجہت میں پنجتن خاص
پھر اوس میں شانِ سلطان زمن خاص

معزز چار یار و پنجتن خاص
یہی اللہ کے ہیں نورِ تن خاص

جہاں میں ہیں ہزاروں باغ لیکن
مہکتا ہے مدینہ کا چمن خاص

رہا فردوس کے پہولوں پہ طرہ
محمد مصطفےٰ کا پاک تن خاص

قیامت تک کبھی میلا نہ ہوگا
فدائے مصطفےٰ کا ہے کفن خاص

اوسی کی عاقبت محمود ہوگی
جو اپنی ہو خودی کا بت شکن خاص

جہاں شمع محمد جلوہ گر ہو
وہی کونین میں ہے انجمن خاص

زباں پر جس کی نعت مصطفےٰ ہو
اوسی کا ہے ہزاروں میں دہن خاص

میرا دل اوسپہ لاکھوں بار قربان
ملا ہو جس کو اون کا پیرہن خاص

مدینہ پر نہ کیوں عالم فدا ہو | وہ محبوب خدا کا ہے وطن خاص

خدا کو بھی پسند آیا ہے طوفان
جوانِ ہاشمی کا بانکپن خاص

جھوٹ سے کرتی ہے پرہیز زبانِ اخلاص | موم کر دیتا ہے پتھر کو بیانِ اخلاص
خود نمائی کا عدو ہے وہ ریا کا دشمن | کبھی چھپتا نہیں لاکھوں میں جوانِ اخلاص
زالِ دنیا کو تعلق ہے ریاکاروں سے | ہے خدا وند جہاں مرتبہ دانِ اخلاص
نکل آتا ہے خزانہ بھی تو ویرانوں سے | بے نشانوں ہی میں رہتا ہے نشانِ اخلاص
رہگیا تیر سخن دل میں ترازو ہو کر | کھینچی امی لقبی نے جو کمانِ اخلاص
کیوں نہ ہو کلبۂ خس پوش محمدؐ کو پسند | عرش اعظم سے بھی اعلیٰ ہے مکانِ اخلاص
ساتھ اپنے کبھی سایہ کو پھٹکنے نہ دیا | ہمہ تن جسم محمدؐ کا ہے جانِ اخلاص
بکریاں اوسکی گئیں خلد کے گلزار کئیں | تھا جو مکے کے پہاڑوں میں شبانِ اخلاص
اپنے رونے پہ جو روتا ہے کہ کیوں روتا ہوں | ہے وہی سب سے جدا مرثیہ خوانِ اخلاص
کبھی فاقہ میں بھی مہمان کو بھوکا نہ رکھا | خوانِ یغما ہی رہا آپ کا خوانِ اخلاص
میر عثمان علیخان کا عمل کہتا ہے | دیکھ لے مجھ میں کوئی شوکت و شانِ اخلاص

کیوں نہ تاثیر ہو مخلص کی دعائیں طوفان
دل میں گھر کرتی ہے فریاد و فغانِ اخلاص

ردیف (ض)

مینوش کو تو شیشہ و ساغر سے ہے غرض | مستِ ازل کو ساقیٔ کوثر سے ہے غرض

زاہد کو حور سے ہے تو مجھکو بھی رات دن
نظارۂ جمالِ پیمبر سے ہے غرض

فردوس کی نظر میں سماتی نہیں بہار
مجھکو دیارِ پاک کے منظر سے ہے غرض

اسواسطے ہوں حضرتِ قنبر کا میں غلام
خوشنودیِ طبیعتِ حیدر سے ہے غرض

ہو جبہ عاصیوں پہ نہیں مغفرت کی آنکھ
اوسکو جنابِ شافعِ محشر سے ہے غرض

خاکِ درِ رسول ہے صندل سے بھی مفید
اس دردِ سر کو اپنے ہی ہمسر سے ہے غرض

کس درد سے فراق میں روتا رہا ستون
کس درجہ اوسکو صاحبِ ممبر سے ہے غرض

جن گلرخون کی دید سے شادان رسول تھے
مجھکو اونہیں کی کفشِ مطہر سے ہے غرض

کافی ہے سر پہ سایہ جنابِ رسول کا
فرزند و زن نہ خویش و برادر سے ہے غرض

پھیرا تھا جبرئیل کا جس در پہ رات دن
ہاں اس فقیر کو بھی اوسی گھر سے ہے غرض

سوئے مدینہ کیوں نہ رہے چشمِ اشکبار
لائیگا کیا جواب کبوتر سے ہے غرض

چہرہ سے اپنے بردِ یمانی ہٹا تو دو
مجھکو تو یا نبیؐ رخِ انور سے ہے غرض

گلدستۂ جناں کا سنگھاؤ نہ لخلخہ
مجھکو شمیمِ زلفِ پیمبر سے ہے غرض

طوفان کا دل غنی ہے درودِ شریف سے
اوسکو امیر سے نہ تونگر سے ہے غرض

دردِ فرقت سے بھلا کیونکر شفا پائے مریض
دیکھئے کس دن مدینہ کی ہوا کھائے مریض

اے مسیحائے مدینہ اب تو ٹل سکتا نہیں
آپ کا در چھوڑ کر کھئے کہاں جائے مریض

یا محمدؐ ہجر میں غم کھاتے کھاتے تھک گیا
آپ ہی فرمایئے اب کیا غذا کھائے مریض

دردِ فرقت کے سوا کوئی بھی اب ہمدم نہیں
کسطرح اپنے دلِ وحشی کو بہلائے مریض

زندگی تو منحصر ہے شربتِ دیدار پر
یا محمدؐ کیا اسی حسرت میں مر جائے مریض

کیا طبیبانِ جہاں سے ہو علاجِ دردِ دل
حضرتِ عیسیٰ بھی ہو جاینگے شیدائے مریض

جلوہ گر ہے خانۂ دل میں خیالِ مصطفےٰ
بنگیا ہے نور کا پتلہ سراپائے مریض

آتی ہیں حوران جنت بھی عبادت کیلئے	کنج تنہائی میں تا اونکا نہ گھبرائے مریض

موت آئی پر مدینہ سے نہ آیا نامہ بر
دل کی دل ہی میں رہگئی **طوفان** تمنائے مریض

ردیف (ط)

یا رسول اللہ لکھے کیا آپ کا بیمار خط
روتے روتے آنسوؤں سے مٹگیا ہر بار خط

کیا عنایت رحمت اللعالمین کی مجھ پہ ہے
ایک لکھتا ہوں تو آتے ہیں وہاں سے چار خط

سوزش پنہاں کا جس میں لکھدیا تھا ماجرا
وائے قسمت جلگیا وہ راہ میں اکبار خط

شوق سے لکھتا ہوں جب میں دل سے پڑھ پڑھکر درود
کیوں کہ پڑھتے ہیں حضرت بھی ہر بار خط

حال دل جب لکھدیا اونکو خط گلزار میں
اس لئے لیکر چلی ہے بلبل بیمار خط

جا اسی حیلہ سے دربار نبی میں قاصدا
فخر سے ہو جائیگا پھر طرۂ دستار خط

میں تو اوسکو جان سے بڑھکر سمجھتا ہوں عزیز
بھیجتا ہے جب مدینہ سے کوئی زوار خط

اللہ اللہ نور کی صورت رسول اللہ کی
مرحبا وہ آپ کا زیبندہ رخسار خط

ہے یقین اب تو ضرور آجائیگا خط کا جواب
میں نے اونکی چار یار ونکو لکھے ہیں چار خط

کرتے ہیں مہر شفاعت اپنے ہاتوں سے ضرور
گرچہ پڑھواتے ہیں اوروں سے میری سرکار خط

اوسکے جوہر ہیں کہ ہیں ہی شہادت کے خطوط
یوں تو دکھلاتی ہی سب کو ایک ہی تلوار خط

تیغ ابروئے محمد کا ہوں کشتہ اس لیے
پڑگیا گردن میں میری صورت پرکار خط

جسکو انکار شفاعت ہو وہ کیونکر لکھہ سکے
ایسے منکر کا تو وہ لیتے نہیں زنہار خط

طائر جاں کی طرح اوڑکر مدینے کو گیا
بنگیا اک دم ہوائے شوق سے پردار خط

گرچہ ہے مہرِ خموشی بر ہمارا حالِ دل
کر ہی دیتا ہے زبانِ حال سے اظہار خط

کیوں نہ ہوتا سبطِ پیغمبر کو دعوت کا یقین
کوفیوں کے رات دن آتے تھے سو سو بار خط

دائرہ ہر عین کا طوفان ہے چشمِ انتظار
مجھ سے بڑھکر ہو گیا ہے طالبِ دیدار خط

رسول اللہ کو جس دم لکھا خط
پرِ جبریل بنکر اُڑ گیا خط

نہ لیجائے اگر تو قاصدا خط
اُڑا لیگی مدینہ کی ہوا خط

ہما اب کیا مدینہ جائیگا تو
کبوتر آکے میرا لیگیا خط

شفیع المذنبین جس پر لکھا ہو
وہی لیتے ہیں محبوبِ خدا خط

کیا جب چاک حضرت نے لفافہ
تو پھر کہنے لگا صلِّ علیٰ خط

کہیں رونے کا اوس میں ماجرا تھا
برستا ابر کی صورت گیا خط

جو قاصد نے کہیں گم کر دیا تھا
مدینہ میں وہی آخر ملا خط

ابھی لکھنے نہ پایا حال پورا
ہوائے شوق سے اوڑنے لگا خط

ثنائے عارضِ گلگوں جو لکھی
خطِ گلزار سارا بن گیا خط

لکھا ہے دل لگا کر میں نے قاصد
نہ کرنا اپنے سینہ سے جدا خط

ملائک آکے لیجائیں گے طوفان
محمد مصطفیٰ کے نام کا خط

ردیف (ظ)

(۱)

کسی صورت سے بھی بیمار کو قرآں سنا حافظ
یہ ہے اللہ کا نسخہ اسی میں ہے شفا حافظ

ترے سینہ یہ شاید بھر گیا ہے ہاتھ حضرت کا
کلام اللہ کا دو سال ہی میں ہو گیا حافظ

غلامانِ محمدؐ میں ہیں لاکھوں حافظِ قرآن
کہیں ہو گا نہ کوئی عیسوی انجیل کا حافظ

ہوئی لب بند ایسا نام میٹھا ہے محمدؐ کا
زبان پر ہو گیا پھیکا مٹھائی کا مزا حافظ

سمایا ہے یہ کیونکر بحرِ قرآں کوزۂ دل میں
رسول اللہ کا یہ بھی ہے زندہ معجزا حافظ

ہوئی اُمی لقب سے شانِ اوستادِ ازل روشن
کلامِ حق کی شاہد ہے زبانِ مصطفےٰ حافظ

پسِ مردن نہو گا حشر تک تیرا کفن میلا
دورِ روزہ عمر گر تو نے گذاری باصفا حافظ

سنیں گر مصر کے بازار والے سورۂ یوسف
زلیخا کیطرح ہو جائینگے تجھ پر فدا حافظ

چمن میں صبحدم ہمکو سنا دے سورۂ طٰہٰ
مدینہ سے وہاں کچھ آ ہی جاتی ہے ہوا حافظ

محمدؐ کے عدو سر تاج ہیں عثمان کے سکے پر
سلف سے اس گھرانے کی ہیں محبوبِ خدا حافظ

خدا دکھلائیگا طوفان کو کس دن گنبدِ خضرا
نہیں معلوم کب ہو گی قبول اوسکی دعا حافظ

اون کا درشن روزِ روشن الحفیظ
بجلیاں سو ایک خرمن الحفیظ

مصطفےٰ کا عشق اور جوشِ جنوں
تنگ ہے صحرا کا دامن الحفیظ

بلبلِ جاں کیوں نہ تڑپے سیر کو
دور ہے طیبہ کا گلشن الحفیظ

ہجر میں رنج و الم کے رات دن
پڑتے ہیں دل پر مرے گھن الحفیظ

ضعفِ پیری سے ہلا جاتا نہیں
اب تو ماسہ ہو گیا من الحفیظ

یاد آتا ہے دکن میں صبح و شام
باغِ طیبہ کا نشیمن الحفیظ

المدد اے سیدِ عالی نسب
بنگیا ہے دوست دشمن الحفیظ

ہو گئی راہِ مدینہ پُر خطر
گھات میں بیٹھے ہیں رہزن الحفیظ

ہجر میں کوئل کی کو کو الحذر
اور پپیہ اور بلبل کا شیون الحفیظ

یا رسول اللہ حال من بہ بیں
بارِ عصیاں ضعف گردن الحفیظ

ہجر میں اکدم نہیں دل کو قرار ۔ ایک ہے مجھکو گھر انگن الحفیظ

جہانکتے تھے جس سے طوفان اونکو ہم
ہوگیا وہ بند روزن الحفیظ

ردیف (ع)

اپنے سایہ کی نہیں تار نظر کو اطلاع ۔ کسطرح پٹکہ کی ہوتی پھر کمر کو اطلاع

آتش فرقت سے ہیں یا مصطفی اکبتک جلوں ۔ کب چراغ شام کی ہوگی سحر کو اطلاع

دیجئے شیخ الحرم صندل مزار پاک کا ۔ سنگ در کی ہو نہ جبتک درد سر کو اطلاع

آبروریزی میری ہونے نہ دینگے حشر میں ۔ جنس عصیاں کی ہے اوس عالی گہر کو اطلاع

عاصیوں سے آفتاب حشر یوں تیزی نکر ۔ ہو نہ جائے صاحب شق القمر کو اطلاع

وہ مدینہ کو میری جانب سے روتا جائیگا ۔ چشم گریاں کی تو کردو ابر تر کو اطلاع

ابتدا میں انتہا ہے نور ختم المرسلین ۔ ہاں یہی تخم شجر نے دی ثمر کو اطلاع

تیر مژگاں کے لئے قابل ہے میرا ہی جگر ۔ درد نے خود اوٹھ کے دی خیر البشر کو اطلاع

عاشق تفتہ جگر کے صبر سے وہ شاد ہیں ۔ دی یہ پروانوں نے آکر نوحہ گر کو اطلاع

جالیوں سے میری حالت کو وہ دیکھینگے ضرور ۔ ہوگئی تیر نظر کی خود جگر کو اطلاع

ہلگیا در پردہ خاطر خواہ طوفان کو جواب
قافلے والو یہی دو نامہ بر کو اطلاع

جیسے بہار آتش گل ہے چمن میں شمع ۔ ہے اوس سے بڑھ کے ذکر نبی انجمن میں شمع

الفت ہے جان کو جو سراج المنیر سے ۔ کیوں کر نہ وہ بنے میری فانوس تن میں شمع

سینہ یہ ہے جو داغِ غمِ ہجرِ مصطفےؐ
ہو جائیگا یہی پسِ مردن کفن میں شمع

پڑتی ہے حور نور کی سورت تمام رات
ہے جلوہ گر جو روضۂ شاہِ زمن میں شمع

دل میں بجز خیالِ محمدؐ نہیں کوئی
روشن یہی ہے اک مرے بیت الحزن میں شمع

سب دیکھتے ہیں جلوۂ نورِ محمدیؐ
نورِ سحر او گلتی ہے ہر انجمن میں شمع

پروانے کیوں نہ جائیں زیارت کیواسطے
ہے مرقدِ اویس فضائے قرن میں شمع

مشتاق ہے جمالِ نبیؐ کا دلِ ضعیف
روشن ہو یا الٰہی مکانِ کہن میں شمع

طوفانؔ دل کا حال ہے روشن کلام سے
گویا زبان بن گئی میرے دہن میں شمع

ردیف (غ)

بزمِ عالم میں ہوا احمدؐ کا جب روشن چراغ
سب کو دکھلانے لگا پھر نورِ رب روشن چراغ

آ گیا تھا کفر کی ظلمت مٹانے کے لئے
ہو گیا نورِ محمدؐ وقتِ شب روشن چراغ

عاشقو جلدی مدینہ جا کے ہو جاؤ نثار
اپنے پروانوں کو کرتا ہے طلب روشن چراغ

روضۂ خیر البشرؐ کو دیکھکر پیرِ فلک
ماہ کا کرتا ہے ہر شب با ادب روشن چراغ

جھومتا رہتا ہے ہر شب مرقدِ انوار پر
وجد کرتا ہے بصد عیش و طرب روشن چراغ

دل کو میرے روتے روتے آپکی لو لگ گئی
ہو گیا آنکھوں کے پانی سے عجب روشن چراغ

یا رسول اللہ قیامت ہے شبِ ہجراں مجھے
رات بھر جلنے کا بتلاتا ہے ڈھب روشن چراغ

نورِ حق کو کیا بجھا دیتی قبیلوں کی ہوا
دیکھتے ہی رہ گئے سارے عرب روشن چراغ

مدح خواں کا دل وہ روشن کر ہی دینگے ایکدن
ہے رسول اللہ کا میرے لقب روشن چراغ

دیکھئے کب خواب میں تشریف لائینگے حضور
یا الٰہی خانۂ دل میں ہو کب روشن چراغ

ضعف پیری میں بھڑک اوٹھا ہی شعلہ عشق کا
ہو گیا **طوفان** کا آخر جان بلب روشن چراغ

ہے معطر نعت احمد سے ثناگر کا دماغ
عرش پر ہے بلبل باغ پیمبر کا دماغ

سنگریزوں نے پڑھا کلمہ رسول اللہ کا
راہ پر آیا نہ لیکن اوس بداختر کا دماغ

اوڑگیا لیکر جو خط میرا مدینہ کیطرف
ہو گیا شاہین سے اونچا کبوتر کا دماغ

شوق سے دیکھینگے آئینہ کو ختم المرسلین
تہا اسی امید سے روشن سکندر کا دماغ

باغ عالم میں جو پہیلی اوس گل احمد کی بو
بس گیا خوشبو سے آخر ہر گل تر کا دماغ

سر رگڑتے ہوں جہاں ہر دم سلاطین زمین
کیوں نہو کرسی نشیں اوس در کے پتھر کا دماغ

تھے جو مالامال دیدار پیمبر سے بلال رض
خدمت حیدر سے تہا پرنور قنبر کا دماغ

راہ شیطان کی نہ لے رستہ شریعت کا نہ چھوڑ
پست ہے رہزن کا اور اعلیٰ ہی رہبر کا دماغ

دولت نعت نبی سے ہو گیا **طوفان** غنی
مست ہے ہر وقت مداح پیمبر کا دماغ

ردیف (ف)

قاصد مدینہ جاکے نہ آیا ہزار حیف
در پر ہی رہ گئی نگہہ انتظار حیف

جی بھر کے دیکھنے بھی نہ پایا کہ چلدیئے
بخشا کے مجھکو شافع روز شمار حیف

شب بھر برنگ شمع فراق رسول میں
پایا نہ میرے دل نے کسی دم قرار حیف

رہتے تھے جسکے ساتھ سدا حضرت بلال رض
آیا نہ وہ نظر کبھی ناقہ سوار حیف

حسرت کو میری دیکھکے روتا ہے ابر تر
بھیگا نہ چشم تر سے غلاف مزار حیف

تیر نگاہ کی دل وحشی نہ رکھ امید
ہوتا نہیں حرم میں ہرن کا شکار حیف

دکھلا دے اے خدا تو مجھے شان مغفرت
سب کھل گئے گناہ میرے بے شمار حیف

یارب ملیگی گنبد خضرا کی چھاؤں کب
ہے مجھ سے دور وہ شجر سایہ دار حیف

خوشبو مزار پاک کی لائی نہ اے نسیم
اوجڑے ہوئے چمن میں نہ آئی بہار حیف

طوفان الہی تو خانہ دل میں لگی نہ آگ
کیوں سرد ہو گیا نفس شعلہ بار حیف

نور پاک مصطفیٰ ہے جلوہ گر چاروں طرف
اک گل رعنا مہکتا ہے مگر چاروں طرف

یہ سماں دیکھے کوئی عاشق دیار پاک میں
گنبد خضرا کی رہتی ہے نظر چاروں طرف

آنکھ شاید ساقی کوثر کی ان پر پڑ گئی
جھومتے ہیں جا بجا شاخ و شجر چاروں طرف

نخل بستان مدینہ کی یہ ہیں فیاضیاں
دمبدم حسن سے ٹپکتے ہیں ثمر چاروں طرف

ختم جسدم معجزہ شق القمر کا ہو گیا
دھوم تھی صل علیٰ کی رات بھر چاروں طرف

کیا غلامان محمد تھے دیانت کے دھنی
ٹھوکروں میں انکے تھے لعل و گہر چاروں طرف

مژدہ جاں بخش تھا انکے لئے حکم خدا
تھے محمد کے جو شیدائے جگر چاروں طرف

محفل میلاد میں جو دل سے پڑھتے ہیں درود
گھلتی ہے انکی زبانوں پر شکر چاروں طرف

باغیوں کا گلشن اسلام میں ہو دخل کیا
باغبان لم یزل کی ہے نظر چاروں طرف

ایک بھی اللہ والا اب نظر آتا نہیں
ڈھونڈتے ہیں روز و شب شمس و قمر چاروں طرف

یا الہی اب چلے طوفان رحمت کی ہوا
کفر کا دریا بہت ہے جوش پر چاروں طرف



ردیف (ق)

اللہ غنی بندے کن کا تو ہوا عاشق
نام اونکا محمد ہے جن کا ہے خدا عاشق

محبوب خدا کا وہ بے مثل گھرانہ ہے
جبرئیل امیں جسکے در کے تھے سدا عاشق

روضہ پہ محمد کے وہ نور برستا ہے
یا عرش معلّی کی اوس پر ہے ضیا عاشق

کیا روح بلالی پر صدمے تھے قیامت کے
پر عشق محمد کا لیتا تھا مزا عاشق

دیدار کا شربت ہی کرتا ہے مسیحائی
بیمار محبت پر ہوتی ہے شفا عاشق

تھوڑی سی مجھے درباں خاک در والا دے
اس نعمت عظمی کے ہیں شاہ و گدا عاشق

ہر آن زمیں کو تھا کیا شرف قدمبوسی
نیچی نظروں پر تھی ہر وقت حیا عاشق

خاروں کیطرح مجرم ہیں دامن والا ہیں
ایسا تو کسی گل پہ بلبل نہوا عاشق

گو راہ میں کانٹے ہیں پر گل ہے مدینہ میں
کس منہ سے کریگا پھر رستہ کا گلہ عاشق

ساغر مئے الفت کا لے ساقی کوثر سے
چھائی ہے مدینہ پر رحمت کی گھٹا عاشق

بیکار نجائیگی یہ نعت نبی طوفان
ملجائیگا تجھکو بھی اک روز صلہ عاشق

ہے گلشن طیبہ کا جو دل میں اثر شوق
اے بلبل جاں تجھکو اوڑائیگا پر شوق

کس حسن کی اوس گنبد خضرا میں کشش ہے
جاتی ہے تو واپس نہیں آتی نظر شوق

طے ہو گئی اک آن میں سب راہ مدینہ
ہمت نے سر دست جو باندھی کمر شوق

اس دردسری کا ہے مدینہ میں مداوا
پائے در درباں پہ جو گر جائے سر شوق

گھر کرتی ہے جس دل میں تمنائے مدینہ
ملجاتا ہے اوس شخص کو آخر خضر شوق

ہے شرط تہ دل سے سنیں کان لگا کر
ہاں ذکر محمد ہی سے کھلتا ہے در شوق

کیا حال ہو پھر دیدہ دیدار طلب کا
دربار محمدؐ میں جو ہوگا گذر شوق

طیبہ کے طرف گھر سے برستا ہوا جاؤں
جم جائے جو آنکھوں میں بخار جگر شوق

محبوب خدا اوسکی بڑی قدر کریں گے
ملجائے جو قسمت سے کسی کو گہر شوق

ٹہرینگے قدم منزل مقصود پہ اک دن
ہوجائے اپاہج بھی اگر ہمسفر شوق

شہباز و کبوتر سے بلند اوسکی ہے پرواز
تقدیر سے ملجائے اگر نامہ بر شوق

طوفان کو بلائینگے جو سلطان دو عالم
اوڑ جائیگا جبریل کے مانند پر شوق

ردیف (ک)

باقی رہے دم طالب دیدار میں کبتک
تنکے کی کھٹک دیدۂ بیدار میں کبتک

ہاتھ آئیگا کب وہ گل گلزار مدینہ
چلتا ہی رہونگا رہ پرخار میں کبتک

کب برسے گا سر پر مرے نیسان شفاعت
بیٹھا رہوں دربار گہربار میں کبتک

فرمائیے اے شیخ حرم آپ کے قربان
پہونچیگا عریضہ مرا سرکار میں کبتک

وہ جنس ہوں جسکو کوئی لیتا نہیں کوئی
پھرتا ہی رہوں حشر کے بازار میں کبتک

کچھ آپ ہی فرمائیں علاج مرض دل
آئیگی کمی عشق کے آزار میں کبتک

رکھ دیجیے اب سر پہ مرے دست شفاعت
حسرت ہی رہے قلب گنہگار میں کبتک

ہوجائے قدمبوسی عالی کی زیارت
بیٹھا رہوں میں سایۂ دیوار میں کبتک

طوفان ترے رونے سے پیدا ہوئے طوفان
اشکوں کی ہو برسات شب تار میں کبتک

نگاہِ حسرت کو یا الٰہی رہیگا یہ انتظار کبتک
کہ سات پردوں میں چشم تر کے وہ آئیگا زیرِ دید کبتک

طواف کرنیکا طرز ہُولا بنا کسی دن نہ یہ بگولا
اڑیگا طیبہ کی وادیوں میں مری لحد کا غبار کبتک

میرا تو رونا ہے عمر بھر سے نہ فصل ساون کیطرح سے
برابری میری چشم تر سے کریگا ابر بہار کبتک

بنی ہی کیا نزع میں بھی گت نظر نہ آئی وہ پاک صورت
فراق میں مضطرب رہیگی بدن میں یہ جانِ زار کبتک

مٹیگی نجدی کی کب شرارت کب آئیگی دہر میں قیامت
رہیگا یہ خواب استراحت رسول پروردگار کبتک

شبِ جوانی کٹی جو طوفان تو صبح پیری بھی آگئی ہے
حرام ہے دیکھ دن کا سونا ہوگا تو ہوشیار کبتک

باعثِ کن فکاں سلام علیک
موجبِ دو جہاں سلام علیک
نورِ دل جانِ جاں سلام علیک

گنج مخفی جو کچھ کہ مستور تہا
وہ رسولِ خدا آپ کا نور تھا
بے نشان کے نشاں سلام علیک

دُور کعبہ سے سارے صنم ہوگئے
سارے اشرار کے سر قلم ہوگئے
اے شجاعت نشاں سلام علیک

جرم بیحد سے ہے مجھکو شرمندگی
کی نہ حق کی ادا ایک دم بندگی
شافعِ عاصیاں سلام علیک

بے سہاروں کے حضرت سہارے ہو تم
کیوں کہ خلّاقِ عالم کے پیارے ہو تم
مامنِ بیکساں سلام علیک

کیا فصاحت ہے جس پر فدا جان ہے
جانِ ایمان ہے یا کہ قرآن ہے
اے فصیح اللساں سلام علیک

اک نظر مجھ پہ ماہِ مدینہ کبھی
میرے دل کا ہو روشن نگینہ کبھی
اے مرے مہرباں سلام علیک

ایک نکتے میں لاکھوں معانی نہاں | جس طرح تخم میں ہے شجر گلفشاں
اے بلیغ البیاں سلام علیک

اولیا کی تمہیں ذات معراج ہو | چار پیر طریقت کے سرتاج ہو
قبلۂ مرشداں سلام علیک

بھولے بھٹکوں کو رستہ بتاتے رہے | راہ جنت کی سیدھی دکھاتے رہے
رہنمائے جہاں سلام علیک

آپ کی ہے وہ خوشبو چمن در چمن | زلف عنبر فشاں ہے ختن در ختن
اے گل بے خزاں سلام علیک

میرے دل میں بھری ہے ولا آپ کی | پتلیوں میں ہے روشن ضیا آپ کی
راحت جسم و جاں سلام علیک

آپ طوفان کے مالک ہیں مختار ہیں | آپ ہی معصیت کے خریدار ہیں
اے مرے قدرداں سلام علیک

ردیف (گ)

دل میں ہے عشق محمد کہ لگی نور کی آگ | ہو مبارک تمہیں موسیٰ جبل طور کی آگ
مداوائے نکہت گیسوئے رسول عربی | پھونک دیتی ہے جگر کو دل مہجور کی آگ
زاہدا عشق محمد کا صلہ ہے جنت | کہیں ڈالے نہ جہنم میں تجھے حور کی آگ
جو ازل میں ہوئی روشن وہ ابد میں چمکی | دل عاشق میں لگی آکے بہت دور کی آگ
سنگساری کی تو عاشق کو خوشی تھی لیکن | ایک ہی پھول سے بھڑکی دل منصور کی آگ

دلِ مہجور کے رونے سے حرارت نہ مٹی
کبھی پانی سے تو بجھتی نہیں کافور کی آگ

لیجئے جلد رسالت کا ستارہ چمکا
گیا ہما یوں ہوئی موسیٰ شبِ دیجور کی آگ

شبِ معراج ہوا جلوۂ یکتا کا ظہور
ایک ہی رنگ میں تھی ناظر و منظور کی آگ

مجھکو جبتک نہ مدینے کا ملیگا پانی
کبھی ٹھنڈی تو نہو گی دلِ محرور کی آگ

زخمِ دل کا یہ اثر ہے کہ ٹپکتے آنسو
اِس طریقہ سے نکلتی رہی ناسور کی آگ

دل کو دہنِ ساقیِ کوثر کی لگی ہے **طوفان**
پانی پانی ہوئی ساری مئے انگور کی آگ

دیکھا جو خواب میں رخِ خیر البشر کا رنگ
کچھ اور ہو گیا مرے نورِ نظر کا رنگ

پیری میں سوزِ الفتِ احمد نہ چھپ سکا
ہو کیوں نہ زرد زرد چراغِ سحر کا رنگ

آنکھوں میں گھومتا ہے جمالِ محمدی
پھیکا سا ہو گیا شبِ ہجراں قمر کا رنگ

دیکھا جو آستانہ رسولِ کریم کا
کافور ہو گیا ہے مرے دردِ سر کا رنگ

لیکر تو چل چراغِ شریعت کو ہاتھ میں
معلوم تا ہو تجھکو رہِ پُر خطر کا رنگ

قاصد انہی پتہ سے مدینہ میں ڈھونڈ لے
ہے سبز اوس حبیبؐ کے دیوار و در کا رنگ

ضعفِ بصر ہے یا کوئی بارش ہے نور کی
آنکھوں میں کیوں سما گیا میری گہر کا رنگ

فاقہ میں صبر صبر میں یادِ خدا رہے
ہاں تہا یہی ہمارے پیمبرؐ کے گھر کا رنگ

مفلس ہوئے جو دولتِ اسلام سے غنی
آنکھوں میں اونکی صورتِ یرقان تہا زر کا رنگ

صدقہ سے اوس رسول کی تعلیمِ پاک کے
طاعت میں تہا غلام سے بڑھکر اسیر کا رنگ

طوفان کے دل میں عشقِ محمدؐ نہ چھپ سکا
ظاہر ہوا کلام سے سوزِ جگر کا رنگ



ردیف (ل)

نہ سنا ہجر محمد میں تو نالے بلبل
اور پڑ جاتے ہیں دل پر ترے بھالے بلبل

جان و دل کر دے محمد کے حوالے بلبل
اون کے انداز رحیمی ہیں نرالے بلبل

بیکسی ہیں نظر آئیگا مدینہ کیونکر
مجھکو لیتے نہ گئے قافلہ والے بلبل

لائے گر جاکے مدینہ میرے نامہ کا جواب
ورق گل کے اوڑا دونگا دوشالے بلبل

عاشقو نکا درِ احمد پہ جو رہتا ہے ہجوم
مل رہے ہیں اونہیں جنت کے قبالے بلبل

مجھہ سے دیکھی نہ گئی خشک زباں خار و نکی
متواضع رہے کچھ پاؤں کے چھالے بلبل

اب کوئی دم میں ہے اوڑنیکو مدینہ کیطرف
طائر جاں نے پر و بال نکالے بلبل

گرد اوس روضۂ انور کے پھرا کر دن رات
طائر سدرہ کے انداز اوڑا لے بلبل

ہچکیاں آنے لگیں ہجر گل احمد میں
پڑ گئے ابتو میری جان کے لالے بلبل

کسطرح سے ہو مرا شہر محمد میں گذر
واں نگہباں ہیں فرشتوں کے رسالے بلبل

تیری چیخوں سے بگڑ جائے نہ طوفان کا مزاج
ابتو بیمار محبت کی دعا لے بلبل

حسن چمن کے توڑ باد بہاری چمن میں پھول
دے نذر جاکے روضۂ شاہ زمن میں پھول

فرماتے تھے اویس کی نسبت حبیب پاک
الفت کا میری ایک ہے باغ قرن میں پھول

پھولوں کی قدر اسلئے کرتے تھے مصطفےٰ
ڈوبے تھے رنگ و بوئے حسینؑ و حسنؑ میں پھول

جاروب اس امید پہ دیتا ہے آفتاب
لے لوں مزار پاک کے سارے کرن میں پھول

سونگھے گر اوسکو گلشن طیبہ کی عندلیب
پیدا ہوں لاکھہ نافۂ مشک ختن میں پھول

پہر نثار روضۂ والا تمام رات
تارے بنے ہیں دامن چرخ کہن میں پھول

آئینگے بعد دفن یقیناً رسول پاک — تازہ چمن سے توڑ کے رکھنا کفن میں پھول

لکھے پڑے بھی صورت بلبل تڑپ گئے — پیدا ہوئے جو وقت تکلم سخن میں پھول

حلقہ ہیں عاشقوں کے جمال محمدی — محفل میں شمع یا ہے شگفتہ چمن میں پھول

ہمت ہے غازیوں کی ہے محمود عاقبت — سومن کا گرز بھی ہے کف بت شکن میں پھول

خوشبو چمن چمن میں ہے طوفان کلام کی
نعت محمدی کا ہے میرے دہن میں پھول

ہے ہجر مصطفےٰ میں بہت بیقرار دل — تڑپیگا بعد مرگ بھی زیر مزار دل

پھروں تڑپ تڑپ کے ہوا اشکبار دل — بجلی کبھی بنا کبھی ابر بہار دل

میں کیا ہوں اور دل ہے میرا کس شمار میں — قربان اونپہ ہوتے ہیں لاکھوں ہزار دل

ہر دم زبان کو نعت محمد سے کام ہے — رہتا ہے اونکی یاد میں لیل و نہار دل

ملتا ہے جب کوئی مدنی مجھکو راہ میں — ہوتا ہے لاکھہ جان سے اوس پر نثار دل

حضرت کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا — عصیاں سے رو رہا ہے میرا زار زار دل

صدقہ حبیب پاک کے حسن و جمال کا — دنیا سے پھیر دے میرے پروردگار دل

آیا خیال روئے محمد جو خواب میں — مارے خوشی کے ہو گیا باغ و بہار دل

اس کو تو بس غرض ہے خدا کے حبیب سے — مطلب کا اپنے ہی یہ بڑا ہوشیار دل

بلبل وہ دل فریب ہے گلزار مصطفےٰ — جاتا ہے اوس طرف ہی میرا بار بار دل

یا مصطفےٰ غلام سے پردہ نہ چاہیئے — ہے مدتوں سے دید کا امیدوار دل

آل نبی پہ ہوتے ہیں شیدا ملا خطاب — ذیجاہ و ذی مراتب عالی وقار دل

طوفان سیر باغ مدینہ کے شوق میں
طاؤس بن گیا ہے میرا داغدار دل

جھوم کر آج مدینے سے اوٹھا ہے بادل — بھر دے اے ساقی کوثر مری خالی بوتل

سیر فردوس بریں سے مجھے وحشت ہو گی
یاد آئے جو مدینہ کا سہانا جنگل

آج دل سے حسد و بغض کی آتش کو نکال
سوئیگا قبر میں تو راحت و آرام سے کل

راہ میں چھوڑ ندے شوق زیارت مجھکو
ضعف پیرانہ سری سے نہ مرے پاؤں ہوں شل

روضۂ پاک تو جی بھر کے ذرا دیکھ تو لوں
دل بیتاب نے یوں زور سی سینہ میں اوچھل

ساتھا اپنے نہ لیا قافلہ والوں نے مجھے
دل سے ارمان کے ہمراہ تو ای جان نکل

عاشق زار کو جبتک ہو دیدار خدا
اوسکو بھاتی نہیں حوران بہشتی کی چہل

عابدوں کو ہے فقط اپنی عبادت پہ گھمنڈ
مجھ سیہ کار کو ہے زلف و ہواں ہار پہ بل

اے مسیحائے زماں جلد خبر لے اسکی
ایک مدت سے ہی بیمار محبت بے کل

حج کے عظمت کو تو حسنین کے دل سے پوچھو
بار ہا آئیے مدینہ سے یہ کعبہ پیدل

فرض ہے حمد خدا نعت نبی ہی واجب
ہے نفل مدح اولی الامر کی لکھنا نہ غزل

یاد آ جائیگا جب شہر محمد طوفان
تیرے رونے سے نہ فردوس بریں ہو جل تھل

ردیف (م)

بلبل بولے گلشن گلشن صلے اللہ علیہ سلم
کوئل کوکے ہر سو بن بن صلے اللہ علیہ وسلم

بیہوشی کو ہوش جو آیا سوجھا پھر تو اپنا پرایا
نور محمد ہو گیا روشن صلے اللہ علیہ سلم

کعبہ میں اوترا عرش کا تارا اللہ کا نعرہ مارا
پھر تو بتوں پر پڑنے لگے گھن صلے اللہ علیہ سلم

حشر میں وہ شدت کی گرمی اور وہ ہماری ناوابیشرمی
آپ کا وہ پھر سب پر دامن صلے اللہ علیہ وسلم

بعد فنا پہونچی ہے یہ نوبت فاتحہ خوانی ہو ونکی کثرت
تربت عاشق بنگئی دولہن صلے اللہ علیہ وسلم

نالہ کے دمساز تمہیں ہو، ہو ہو کی آواز تمہیں ہو
نے کی ہیں وہ منہ ایک سے روزن صلے اللہ علیہ وسلم

نسخہ قرآن سب کو پڑھایا کھوٹے دلکو کھرا بنایا
بنگیا مس اک آن میں کندن صلے اللہ علیہ وسلم

چمکا جس دم بدر محمد کفر کی ظلمت ہوگئی سب رد
آگیا رہبر گم ہوا رہزن صلے اللہ علیہ وسلم

بول اوٹھے جب ہاتھ میں کنکر پھینکدیا جھنجلا کے زمین پر
کہنے لگی کہل کر کف دشمن صلے اللہ علیہ وسلم

بجلی جب اسلام کی چمکی جلگئی کھیتی ظلم و ستم کی
جھک گئی ہر مغرور کی گردن صلے اللہ علیہ وسلم

صدقہ تیری اے سبط پیمبر کٹ گیا کنبہ لٹ گیا گھر
سر ہے کہیں پر اور ہے کہیں تن صلے اللہ علیہ وسلم

اے گل احمد گلشن سبحان بلبل نالان ہجر میں طوفان
آپکا در ہو اوسکا نشیمن صلے اللہ علیہ وسلم

دیکھینگے کب وہ روضۂ خیر الانام ہم
کس دن پڑھینگے جاکے درود و سلام ہم

سیر بہشت تمکو مبارک ہو زاہد و
طیبہ کے باغ ہی میں کرینگے قیام ہم

گو ہیں گناہگار پر اتنا ضرور ہے
لیتے ہیں جان و دل سے محمد کا نام ہم

پڑھتے ہیں صبح و شام وظیفہ درود کا
لیتے ہیں ابتو اپنی زباں سے یہ کام ہم

کیوں بیکسوں سے آنکھ چراتا ہے قاصدا
بھیجینگے دم کے تار پہ اونکو پیام ہم

نامی ہیں نامور ہیں سکندر نصیب ہیں
مشہور ہیں حبیب خدا کے غلام ہم

وہ اپنے دل جلوں کو کبھی بھولتے نہیں
روتے اسی امید پہ ہیں صبح و شام ہم

آتی ہے یاد ساقی کوثر کی دمبدم
پیتے ہیں یوں شراب محبت کے جام ہم

کیونکر نہ دل سے حکم شریعت پہ ہوں نثار
کچھ بھی نہ جانتے تھے حلال و حرام ہم

دیدار ہو جو روضۂ پر نور کا نصیب
موسی کیطرح پھر نہ کرینگے کلام ہم

مسجد میں مصطفی کی پڑہیں جاکے یوں نماز
شیخ الحرم کو اپنا بنائیں امام ہم

جنت میں گر طفیل شفاعت ہو نخلئے
جھک جھک کے منکروں کو کرینگے سلام ہم

طوفان اسی میں ابتو ہماری نجات ہے

لکھتے رہینگے نعت محمد مدام ہم

ملتا نہیں کسی کو بغیر اضطراب علم — کھلتا کلید شوق سے ہے قفل باب علم
تارا ہے علم چاند ہے علم آفتاب علم — روشن گر جہان ہے وہ عالیجناب علم
عالم میں کوئی شئی بھی نہیں علم کے مثال — گویا کہ اس سوال کا نکلا جواب علم
وہ علم جس کے سامنے معلوم بے حجاب — عالم کو ہو رہا ہے خود اپنا حجاب علم
ہے علم سے فقط حق و باطل کا امتیاز — ہر شئی کی ماہیت کا ہوا فتحیاب علم
آتش ہے علم آب ہے علم اور ہوا ہے علم — پڑھتا ہے روز خاک کا پتلہ کتاب علم
مرغوب مدرسہ کا نہ کیوں دور وسر رہے — کرتا ہے میکدہ سے سدا اجتناب علم
ہر قطرہ قطرہ علم کا دریائے نور ہے — ہر ذرہ ذرہ میں ہے نہاں آفتاب علم
ہاں علم ہی سے نفع و ضرر کا تمیز ہے — ہوتا ہے ہر مہم میں سدا بوتراب علم
اس شہسوار علم سے بڑھتا نہیں کوئی — جسم ثقیل رذیل کا ہے ہم رکاب علم
تن علم جان علم ہے ہوش و حواس علم — شر علم خیر علم عذاب وصواب علم
حاوی ہے نور علم سپید و سیاہ پر — سب پر برس رہا ہے ہمیشہ سحاب علم
جسکو مذاق علم نہیں زندگی ہے ہیچ — مست الست ہو کہیں پیکر شراب علم
گھٹتی نہیں ہے علم کی قوت کسی طرح — پیری میں اور زور پہ رہتا شباب علم
سچ تو یہ ہے کہ علم کی دولت ہے لازوال — اکسیر ہے سواے جو ہو دستیاب علم
شاہی سے بڑھ کے لطف ہے عالم کو علم سے — لیکن علم نہ ہو تو منقش بر آب علم

قطعہ

ظلمات میں یہ علم سراج المنیر ہے — آب حیات سے بھی سوا ہے جناب علم
اندھیر تھا کسی کو نہ پھر سوجھتا کوئی — ہوتی اگر نہ ذات رسالتمآب علم

العلم نکتہ کی خبر ہم کو کچھ نہیں ہر ذرہ میں ہے جلوہ نما آفتاب علم

ہر شخص کو خیال کی تصحیح چاہیے قائم جو دل ہوا تو ملا بے حساب علم

جاہل کوئی نہوگا زمانہ میں حق شناس ہے بارگاہِ حق میں سدا باریاب علم

حلم و حیا و جود و کرم ہیں دلیل علم سرسبز باغ خلق ہے ہر دم بہ آبِ علم

علم الیقین کی بحر میں طوفان کا خوف کیا
وہم و گمان کے علم سے ہی انقلاب علم

بیادِ مصطفےٰ ہر دم مذاقِ عاشقی دارم چو شبنم چشم گریانم مذاقِ عاشقی دارم

خدارا ساقیِ کوثر بحالِ زار من بنگر بہ چشم مست تو مستم مذاقِ عاشقی دارم

بگردِ گنبدِ خضرا نمی گردم بلال آسا کفِ افسوس میمالم مذاقِ عاشقی دارم

گہے پابندِ جولانم گہے از قید آزادم گہے بر حالِ خود نازم مذاقِ عاشقی دارم

جمالِ آں مہِ خوبی چگونہ در نظر آید دگرگون می شود حالم مذاقِ عاشقی دارم

ز رفتن سوے طیبہ ضعف دامن گیر می باشد مگر از شوق لاچارم مذاقِ عاشقی دارم

طپیدن پیش آں شاہِ مدینہ از ادب راست چہ سازم بے پر و بالم مذاقِ عاشقی دارم

گہے خنداں گہے گریاں گہے بریاں کباب آسا مپرس اے ہم نفس حالم مذاقِ عاشقی دارم

بجز شوق مدینہ در دلم دیگر نمی ماند
بہ بحرِ عشق طوفانم مذاقِ عاشقی دارم

عطر فشاں ہے باغ میں شبنم صلے اللہ علیہ وسلم کہتی ہیں کلیاں پھول کے مرہم صلے اللہ علیہ وسلم

آگیا لو نزدیک مدینہ روشن ہوگیا دل کا نگینہ روضہ پر ہے نور کا عالم صلے اللہ علیہ وسلم

مکے میں وہ تلوار کا چلنا نازل ہوگئی انا فتحنا بجنے لگے نقارے دمادم صلے اللہ علیہ وسلم

ذکر فرشتے کرتے ہیں بیحد ورد زباں ہے نام محمد رب کا وظیفہ ہے یہی ہر دم صلے اللہ علیہ وسلم

آج شبِ اسرا کی خوشی ہے کون و مکاں میں دھوم مچی ہے حور و ملائک ہیں خوش و خرم صلے اللہ علیہ وسلم

بدر کی وہ خون ریز لڑائی آپکی ہمت افزائی
مل گئے قبلۂ حق سے قبیلے ہٹ گئے اپنی ہٹ سے ہٹیلے
میخانوں کی آئی خرابی کوئی رہا باقی نہ شرابی
تھی جو قلیل متاع الدنیا ہر اک تیاا اللہ کا ہو گیا

ہاتھ میں وہ تلوار کا چم خم صلے اللہ علیہ وسلم
نور ہدایت ہو گیا ہمدم صلے اللہ علیہ وسلم
محفل فسق ہوئی سب برہم صلے اللہ علیہ وسلم
مٹی تھے دینار و درہم صلے اللہ علیہ وسلم

بحر الم میں غرق ہے طوفاں دست بگیر احال قرآن
المدد اے سلطان دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم

صوفیانہ

نہ کعبہ ہم نہ مندر ہم نہ منتر ہم نہ سمرن ہم
شعاع مہر کو خوشبو و بدبو چھو نہیں سکتی
ہماری (ہم) ہمیں خود جانتی ہیں کوئی کیا جانے
ہمیں ہم ہیں تو پھر سنتے ہیں کیوں قوال کا نغمہ
کوئی گر ہم سے مل بھی جائے تو کہتا ہے کیوں ہم ہم
کثافت پر ہماری ہی لطافت جلوہ فرما ہے
وہ ہم ہیں پاک ہر نسبت سے لیکن چشم عاشق کو
سمجھ سے دور ہیں ہم پر بقا پر ہو نظر جسکی
چڑھا منصور سولی پر نہ چھوڑا حق کے دامن کو
رکھا ہی رطب و یابس حق نے سب قرآن میں لیکن
کسی کا قول گر شرع مبارک سے نہ ملتا ہو

ہر اک شئی سے جدا ہم شئی کو کر دیتی ہیں روشن ہم
تو پھر کیسے مقید ہم بنے کیوں کر برہمن ہم
کہ شہ رگ سے قریں ہم دور سے کرتے ہیں ان بن ہم
کہاں کہتا ہے تن پر منہ سے کہتے ہیں تن تن ہم
سناتا ہے یہ اسکو مارتے ہیں اوس کی گردن ہم
جدا شئی سے نہیں ہم ۔ اور نہ شئی ہم ۔ پاکدامن ہم
ہم اپنی نور ہستی کا کرا دیتے ہیں درشن ہم
جلا دیتے ہیں اک دم میں فنا کا اوسکے خرمن ہم
ملے ٹکڑا نہ کھانیکو تو پھلاتے ہیں دامن ہم
کبھی ہم رام کے بیر و کبھی بنتے ہیں لچھمن ہم
تو سمجھینگے سدا راہ خدا کا اوس کو رہزن ہم

ہو حفظ مراتب پہ نظر جس شخص کی طوفان

تو دینِ مصطفیٰ کا اوسکو ہی جانیں گے دشمن ہم

ردیف (ن)

کیسے دیکھوں مدینہ کو زر ہی نہیں — اوڑ کے جاؤں تو بازوئیں پر ہی نہیں

عاصیوں کو تو دربار کا ڈر ہی نہیں — اون کے قصرِ ہمایوں میں در ہی نہیں

میرے لختِ جگر میں اثر ہی نہیں — یہ وہ پتھر ہے جس میں شرر ہی نہیں

حسرتِ دیدِ طیبہ نہ نکلی کبھی — شجرِ آرزو میں ثمر ہی نہیں

لیکے چل شوق تو ہی مدینہ مجھے — تجھ سے بہتر کوئی ہمسفر ہی نہیں

دل کا دکھڑا تو لکھا بہت کچھ مگر — وائے قسمت کوئی نامہ بر ہی نہیں

تھی لطافت میں تارِ نظر سے نہ کم — صاف کہتا ہے پٹکا کمر ہی نہیں

منزلِ خلد راہِ شریعت میں ہے — اس میں رہزن کا خوف و خطر ہی نہیں

تیری صنعت میں خلاقِ کون و مکان — خیر ہی خیر ہے کوئی شر ہی نہیں

کیا نظر آئے نورِ حبیبِ خدا — آنکھ نے دیکھی اپنی نظر ہی نہیں

عاصیوں کے ٹھکانے کا ہے یہ پتہ — اون کے در کے سوا کوئی گھر ہی نہیں

ہم سفر جس کے وہم و گماں بھی رہیں — اوس کا راہِ یقیں میں گذر ہی نہیں

کہتا تہا سن کے قرآن گروہِ عرب — کوئی امّی لقب سا بشر ہی نہیں

آئیگا کب مدینہ سے قاصد مرا — میرے عنقا کی کوئی خبر ہی نہیں

المدد اے جمالِ حبیبِ خدا — میری آنکھوں میں نورِ بصر ہی نہیں

تیرِ فرقت سے ہر دم ہے سینہ سپر

ترا طوفان تو ایسا جگر ہی نہیں

تو قادر ہے یا رب تو لاچار ہوں میں
خطا پوش تو ہے خطا وار ہوں میں

شفاعت میں بے مثل ہیں آپ حضرت
تو عالم میں یکتا گنہگار ہوں میں

قلم پھیر دے مجھ پہ بخشش کا یا رب
جو حرف غلط ہوں تو بیکار ہوں میں

خدارا مسیحائے طیبہ خبر لو
کہ آزارِ فرقت سے بیمار ہوں میں

نہ چھوڑوں گا محشر میں دامان والا
جو وابستۂ گل ہو وہ خار ہوں میں

چھڑا دے مجھے اس کے پنجہ سے مولا
بہت زالِ دنیا سے بیزار ہوں میں

مدینہ کو لیجائیگا کون یا رب
بہت ناتواں ہوں بہت زار ہوں میں

نہ محشر میں بھولیں یہ روحِ بلالی
غلامِ غلامانِ سرکار ہوں میں

نظر مہر کی مجھ پہ پڑ جائے حضرت
کہ ہر دم طلبگار دیدار ہوں میں

گرے کیوں نہ مجھ پہ یہ رحمت کی بجلی
گناہوں کا محشر میں انبار ہوں میں

کہونگا سرِ حشر چلا کے طوفان
حبیبِ خدا کا طلبگار ہوں میں

بخاراتِ جگر میں حوصلہ ہے کسقدر دیکھوں
برستا ہے کہاں تک آنکھ سے یہ ابرِ تر دیکھوں

مجھے بخشے نہ بخشے تو مگر یا رب یہ حسرت ہے
ہجومِ حشر میں خیر البشر کو اک نظر دیکھوں

یہی خورشید محشر کا نیر کہتا ہے حضرت سے
تمہیں کس آنکھ سے ای صاحبِ شق القمر دیکھوں

ہزاروں نجد کے ہیں بوم رہزن راہِ طیبہ میں
کبوتر کو نہ میں یا رب کہیں بے بال و پر دیکھوں

اندھیرے میں الٰہی دیکھ لوں نورِ محمد کو
غلافِ شام کعبہ میں مدینہ کی سحر دیکھوں

چلے آہ و فغاں دونوں سوئے طیبہ مگر پہلے
ادھر تمہیں وردِ جگر کی کون دیتا ہی خبر دیکھوں

یہی ہے زندگی گر دولت دیدار مل جائے
نہ تھوکوں آبِ حیواں پر نہ سوئے مال و زر دیکھوں

شبِ فرقت میں تو آ خواب آنکھوں سے خفا کیوں ہے
تمنا ہے کہ اس بیتابیِ دل کا اثر دیکھوں

اسی کی ہے مجھے حسرت یہی آرزو دل میں
رسول اللہ کا یارب کسی صورت سے در دیکھوں

الٰہی گلشن دین نبی میں پھر بہار آئے
مسلمانوں کو پھر آپس میں ہمیں شیر و شکر دیکھوں

لٹا یا گھر دیا سر راہ حق میں ابن حیدر نے
بہادر ہی جہاں میں کون ایسا جگر دیکھوں

نظر اپنی ہی مجھکو جب نظر آتی نہیں طوفان
قد بے سایۂ احمد کو کیونکر آنکھ بھر دیکھوں

شفاعت کا گل جو بھی کھلا جب باغ امکاں میں
مچی ہے دھوم مولود النبی کی حور و غلماں میں

خریدینگے محمد نقص ہے کو جنس عصیاں میں
بھرا گنج شفاعت ہی نبی کے جیب و داماں میں

شفاعت کا تقاضا ہے نہ گھبراو گنہگارو
جو کچھ اعمال بد ہیں پھینکدو سب طاق نسیاں میں

سلام حضرت پہ جبریل امین ہر وقت پڑھتے ہیں
دیا بلبل چہکتا ہے مدینہ کے گلستاں میں

وہ دنداں منہ میں نورانی لب اونپر سرخ لاثانی
گہر ایسے عدن میں ہیں نہ لعل ایسے بدخشاں میں

مبارک فال جب دیدار احمد کیلئے دیکھی
نظر آتی ہے ہر دم نور کی صورت ہی قرآں میں

چراغ الفت احمد ہے روشن بعد مردن بھی
یہی اک نور کی قندیل ہے گور غریباں میں

قطعہ

نبی محترم امی لقب ہو یا رسول اللہ
گئے اک روز بھی پڑھنے نہ مکہ کے دبستاں میں

مگر وہ آپ نے قرآن کا اعجاز دکھلایا
فصیحان عرب کے آجتک ہیں سر گریباں میں

بلال پاک کا کیا مرتبہ ہے کوئی کیا جانے
وہ ہی خال رخ احمد وہ تل ہے چشم انساں میں

کھلے جاتے ہیں اعمال زبوں میدان محشر میں
چھپا لو یا محمد مجھکو اپنے پاک داماں میں

ہوس پھر دیکھنے کی ہو تو دیکھیں حضرت موسیٰ
وہی ہے طور کا جلوہ مدینہ کے خیاباں میں

وہ جنت پا نہیں سکتے جو منکر ہیں زیارت کے
کہیں کانٹے بھی رہتے ہیں بھلا گلزار رضواں میں

کف دست رسول اللہ سی تشبیہ دوں کیونکر
ہے دھبا ماہ کامل میں جبین مہر درخشاں میں

نکلجائیں کہیں ارمان دل سے یارسول اللہ
یہی فیض ودیعت ہے کہ آنسو پیکے جیتا ہوں
وہ سب فیض قدم سے بنگئے باغ خلیل اللہ
ہماری چشم گریاں کو ہے الفت آب کوثر سے
یہی شیخ الحرم کو یا نبی ارشاد ہوجائے
تصور میں جمے رہتے ہیں سبطین رسول اللہ

دکھاؤ چاند سی صورت کبھی شب خواب ہجراں میں
کنی ہیرے کی یوں کھانا روا ہے عشق و نداں میں
کئی صدیوں سے جو آتشکدے روشن تھے ایراں میں
یہی چشمہ ابلتا ہے ہمیشہ باغ ایماں میں
کہ اسکا نام لکھ کر کفش داران درباں میں
یہی دو پھول تلتے ہیں سر آنکھوں کی میزاں میں

تماشہ ہے کہ غنچہ میں چمن قطرہ میں دریا ہے
دیا عشق محمد جلوہ گر ہے قلب طوفاں میں

ہزاروں دل سے نبی کا کلام پڑھتے ہیں
زہے نصیب اونہیں کے اونہیں کی قسمت ہے
ادب یہ ہے کہ فرشتے بھی سرنگوں ہوکر
یہی وظیفہ ہے سب کا یہی عبادت ہے
عجیب درود ہے جسکو خدا بھی پڑھتا ہے
پرند باغ میں ہر دم جو چہچہاتے ہیں

درود گل تو ملائک سلام پڑھتے ہیں
درود پاک جو دل سے مدام پڑھتے ہیں
زبان سے مدحت خیر الانام پڑھتے ہیں
درود جن و ملک صبح و شام پڑھتے ہیں
زہے نصیب جو عالی مقام پڑھتے ہیں
حقیقتاً وہ درود و سلام پڑھتے ہیں

جو عاشقان رسول خدا ہیں اے طوفان
وہی درود بصد اہتمام پڑھتے ہیں

اپنے بیمار کو حضرت یہ دوا دیتے ہیں
طور پر حضرت موسیٰ کو بھی جانا ہو پہاڑ
کیا غرض ہے مجھے دنیا کے شہنشاہوں سے
ٹکٹکی باندھ کے بیٹھا ہوں در احمد پر
ذکر گل کا تو نہ کر بلبل شیدا ہم سے

خواب میں شربت دیدار پلا دیتے ہیں
وہ جھلک اونکو مدینے میں دکھا دیتے ہیں
ہیں جو چاہوں وہی محبوب خدا دیتے ہیں
اسی امید پہ دیکھوں مجھے کیا دیتے ہیں
ہمکو حضرت کے فسانے ہی مزا دیتے ہیں

احمدِ پاک دکھاتے ہیں احد کا جلوہ
جس گھڑی میم کے پردے کو اوٹھا دیتے ہیں

دیکھ لیتا ہوں میں جی بھر کے لقا کی صورت
میرے ساقی مجھے جب جامِ فنا دیتے ہیں

کھولدے جلد درِ خلدِ بریں اے رضواں
ورنہ ہم عرش کی زنجیر ہلا دیتے ہیں

عشق کا راز چھپائے سے نہیں چھپ سکتا
دردِ دل کا میرے اشعار پتہ دیتے ہیں

دردِ دل دردِ جگر ہجر محمدؐ میں مدام
مری سوتی ہوئی قسمت کو جگا دیتے ہیں

جو لگا دیتے ہیں پانی کی محرم میں سبیل
جامِ کوثر او نہیں شاہِ شہدا دیتے ہیں

یہ بھی احسان ہے محبوبِ خدا کا طوفان
مجھکو اپنا ہی وہ دیوانہ بنا دیتے ہیں

پھونکدے عشق دل نشین نہ کہیں
پھٹ پڑے کوہِ آتشین نہ کہیں

اوس کے محبوب پر دل آیا ہے
دیکھ لے صورت آفرین نہ کہیں

ابرِ رحمت جہاں برستا ہے
وہ مدینہ کی ہو زمین نہ کہیں

یا نبیؐ طالبِ شفاعت ہوں
آپ فرمائیں پھر نہین نہ کہیں

دو۔ طبیبو درود پڑھ کر
زہر ہو جائے انگبین نہ کہیں

میرے نالوں کو روز سُن سُنکر
آپ ہو جائیں خشمگین نہ کہیں

لذت گریہ کم ہو اے دل
خشک ہو جائے آستین نہ کہیں

دل مرا گم ہوا ہے مدت سے
وہ مدینہ میں ہو کہین نہ کہیں

نزع میں بو گلاب کی آئی
آئے ہوں ختمِ مرسلین نہ کہیں

اونکے دامن کا بھی خیال رہے
خون رونا دلِ حزین نہ کہیں

حشر کے روز یا رسول اللہ
ہوں گنہگار شرمگین نہ کہیں

آپ کو دیکھتا ہوں بے سایہ
اور ہو جائے کچھ یقین نہ کہیں

وہ گنہگار ہوں کہ جنت میں
آنکھ دکھلائے حورِ عین نہ کہیں

ڈھونڈتے جسکو پھرتے ہو طوفان
وہی ستر رگ سے ہو قریں نہ کہیں

بحر کو ہے ہمسر عاشقوں کے گھر بھی ہوتے ہیں / وہیں رہتے ہیں دل والے جہاں دلبر بھی ہوتے ہیں

بہت کچھ سن چکے فردوس کے اوصاف اے واعظ / مدینہ کیطرح جنت میں کیا منظر بھی ہوتے ہیں

ہمیشہ آپکے مجرم پڑے ہیں آپکے در پر / کہ جس جا آپکا در ہے اوہی جا بر بھی ہوتے ہیں

میرے اشکوں نے پائی آبرو عشق محمدؐ سے / کہیں ایسے عدن میں نور کے گوہر بھی ہوتے ہیں

جہاد فی سبیل اللہ رشید اشجاعت ہے / کہ ہر دم دست بیعت آپکے خنجر بھی ہوتے ہیں

نبوت میں برابر سب نبیؐ ہیں شک نہیں اسمیں / مگر وہ صاحب معراج کے ہمسر بھی ہوتے ہیں

پڑے رہتے ہیں محبوب خدا کے آستانے پر / خدا کی شان قسمت کے دھنی پتھر بھی ہوتے ہیں

نہ لاتا ہاتھ میں بوجہل گر اوسکو یقین ہوتا / محمدؐ مصطفٰےؐ کے کلمہ گو کنکر بھی ہوتے ہیں

سخاوت میں جو ہوں مشہور دریا دل زمانے میں / وہی حلم خدا سے ساقیِ کوثر بھی ہوتے ہیں

بہت مرغوب ہیں اللہ کو محبوب کی باتیں / اسی امید پر وہ شافع محشر بھی ہوتے ہیں

جوانانِ بہشتی کیوں نہوں سبطینِ پیغمبر / دو عالم میں کہیں ایسے پری پیکر بھی ہوتے ہیں

فدا ہوں اسلئے میں سیدوں کے نام پر طوفان
اسی زمرہ میں اصلی سبطِ پیغمبر بھی ہوتے ہیں

سچ ہے محبوبِ خدا کا کوئی ہمتا ہی نہیں / جسم پرنور وہ ایسا ہے کہ سایہ ہی نہیں

لن ترانی تو فقط مد مقابل سے رہی / جلوہ گر ہو گیا جب نور تو موسیٰ ہی نہیں

سیر فردوس سے رضوان کو کوئی حاصل نہوا / گلِ احمد کیطرح گل کوئی دیکھا ہی نہیں

اے مسافر تو کبھی راہِ شریعت کو نہ چھوڑ / یہ وہ ہے راہ کہ جس راہ میں کھٹکا ہی نہیں

لیگئی چھین کے دل باغِ مدینہ کی بہار / آنکھ میں گلشنِ فردوس سماتا ہی نہیں

رحم کر مجھ پہ ذرا تو ہی نسیمِ سحری / نامہ بر جا کے مدینے سے تو آیا ہی نہیں

ایک یوسف کے ہیں لاکھوں ہی خریدار مگر / نظرِ شوق نہیں چشمِ زلیخا ہی نہیں
امتی ہونیکا دعویٰ وہ کرینگے کیونکر / جنکو حضرت کی شفاعت کا بھروسہ ہی نہیں
چلدیا وہ تو مدینہ کے طرف۔ وزدِ کفن / بھول مت قبر کو مدّاح کا لاشہ ہی نہیں
خواب میں جسکو ہوئی سیرِ مدینہ کی نصیب / اوسکو گلزارِ بہشتی کی تمنا ہی نہیں

لاکھ بیدرد کے اشعار ہوں رنگین **طوفان**
گل کاغذ کبھی محفل میں مہکتا ہی نہیں

تم شفیع المذنبین ہو میں گنہگاروں میں ہوں / تم گلِ یکتا چمن میں ہو تو میں خاروں میں ہوں
معصیت میں چور ہوں ہمشکل عاصی ہوں مگر / عاشقانِ مصطفےٰ کے کفش برداروں میں ہوں
خواب میں وہ نور کی صورت تو دکھلا دیجئے / صورتِ گیسوئے پریشاں ہیچ کاروں میں ہوں
آتشِ ہجرِ پیمبر سے ملے کیونکر نجات / میں کباب آسا ہر اک پہلو سے انگاروں میں ہوں
کیوں نہیں لیتے خبر اپنے مریضِ عشق کی / اے طبیبِ مہرباں میں بھی تو بیماروں میں ہوں
کہتا تہا شوقِ شہادت غازیونکو جنگ میں / حوریوں کے جھمگٹے میں ہوں کہ تلواروں میں ہوں
تو ہی اپنے ساتھ مجھکو لیکے چل بہرِ خدا / میں تو اے شوقِ زیارت سخت لاچاروں میں ہوں
اے زلیخا عشقِ احمد نے بڑھائی آبرو / میں بھی یوسف کیطرح محشر کے بازاروں میں ہوں
یادِ دندانِ مبارک میں ہے اشکوں کی جھڑی / ابرِ نیساں کیطرح میں بھی گہرباروں میں ہوں
نور کی صورت محمدؐ کی ہے یا قرآن ہے / کہتی ہی ہر سطر زلفوں کے طرفداروں میں ہوں
کیوں نہ شیدا ہو بھلا حضرت پہ صورت آفرین / شانِ محبوبی یہ کہتی ہی طرفداروں میں ہوں
قید میں سجّاد کہتے تھے زبانِ حال سے / اونکے گیسوئے معنبر کے گرفتاروں میں ہوں

عشق کی دولت نے **طوفان** کو تونگر کر دیا
زرد رنگت اوسکی کہتی ہے کہ زرداروں میں ہوں

جہاں بیٹھے اوٹھے چلے رہے سلطانِ دین ہر سون / رہیگی وہ زمین ہمپایۂ عرشِ برین برسون

دماغ اپنا پریشاں کیوں نہو گلگشت جنت سے
کہ اکثر خواب میں سونگھی ہے زلفِ عنبرین برسوں

رہی اشکِ مسلسل کی جھڑی گریوں ہی فرقت میں
تو سوکھے گی نہ پھر ابرِ ترِ یہ آستین برسوں

یہی ایمان کی جان ہے یہی ہیں نورِ عرفان ہے
رہی دل میں الٰہی عشقِ ختم المرسلین برسوں

ملا کرتے تھے آنکھوں سے ملک جسکی کفِ پا کو
قیامت ہے کہ کانٹوں پر چلا وہ نازنین برسوں

جب اپنی آئینہ میں دیکھتے تھی شانِ محبوبی
کہیں سے دیکھتا تھا اونکو صورت آفرین برسوں

مدینہ کو تو لاکھوں جارہے ہیں یا رسول اللہ
زیارت کیلئے تڑپا کرینگے کیا ہمیں برسوں

ہزاروں خوبیوں کے پھول تھے باغِ محمد میں
معطر جنکی خوشبو سے رہا خلدِ برین برسوں

وہ اخلاقِ الٰہی سے تھی مملو شانِ حضرت کی
کسی نے بھی نہ دیکھا ایک چین بر جبین برسوں

غذا کیا پوچھتے ہو اوس شہنشاہِ دو عالم کی
پسند خاطرِ اقدس رہی نانِ جوین برسوں

شہیدِ کربلا کی یاد جب حد سے گذرتی ہے
تو پھر بیساختہ روتے تھے زین العابدین برسوں

اونہیں کے آستانہ پر رہینگے جا کے ہم **طوفان**
رہی خدمت میں جنکی رات دن روح الامین برسوں

میں بندہ تو مولا ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں
میں ادنیٰ تو اعلیٰ ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں

میں جنسِ مقید ہوں تو سب سے منزّہ ہے
ہر جا تیرا جلوہ ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں

ہر موج کو دریا کی دریا نہیں کہہ سکتے
میں موج تو دریا ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں

جو کچھ تو کرے دعوے زیبا ہے تجھے مولا
لازم مجھے سجدہ ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں

مانا کہ تو سورج ہے اور دھوپ ہوں میں لیکن
تو اصل میں یکتا ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں

میں عین کثافت ہوں تو عین لطافت ہے
مجھ پر ترا جلوہ ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں

تو قادرِ مطلق ہے میں عاجز بیحد ہوں
تو عالم و دانا ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں

میں خاک کا پتلا ہوں تو نور کا دریا ہے
مٹی میں رکھا کیا ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں

ہر ذرہ میں گو تابان خورشید منور ہے
پر حال یہ کہتا ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں

ہر چند کہ قطرہ بھی دریا کا نمونہ ہے
پر تول میں ہلکا ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں

ہیں ذات سے فانی ہوں تو ذات سے باقی ہے
تو سب سے نرالا ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں

تو وہ گلِ یکتا ہے ہر جا پہ جھلکتا ہے
پھر سب سے علیحدہ ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں

ہوں ہوں جو میں کہتا ہوں یہ ہوں بھی تو تیری ہے
پر اس میں بھی پردہ ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں

صوفی وہ نہیں طوفان جو شئی کو خدا سمجھے
اپنا ہی کہنا ہے جو تو ہے نہ وہ میں ہوں

یا محمد حالِ دل اظہار کے قابل نہیں
کیا کہوں منہ میں زبان گفتار کے قابل نہیں

نذر دیتا ہوں دلِ پر داغ اے شیخ الحرم
پر نہ کہنا یہ رقم سرکار کے قابل نہیں

آپ کا دستِ شفاعت کھینچ لے تو کیا عجب
ورنہ یہ عاصی تو اب دربار کے قابل نہیں

محفلِ میلاد میں کب غیر پڑھتے ہیں سلام
نالۂ زاغ و زغن گلزار کے قابل نہیں

دل کے کھٹکے کی خبر ہو جائیگی سرکار کو
درد کی جو کیفیت ہے تار کے قابل نہیں

عشق کی بھٹی میں سونے کو گلانا چاہیئے
سرخروی حشر میں زردار کے قابل نہیں

خواب ہی میں شانِ محبوبی کی جھپ دکھلائیے
دیدۂ بیدار گر دیدار کے قابل نہیں

بدر کے دن کہتے تھے آنکھیں بچھا کر جبریل
پائے نازک وادیٔ پرخار کے قابل نہیں

ناریوں سے جنگ میں کہتا تھا اکبر کا جمال
مصطفٰے کی شکل ہوں ہر وار کے قابل نہیں

زہد و تقوے پر ہوا ہے جسکو طوفاں کچھ گھمنڈ
بالیقیں وہ رحمتِ غفار کے قابل نہیں

گلاب جیسے ہی یکتا چمن کے پھولوں میں
یہی ہے شانِ محمد کی سب رسولوں میں

حلیمہ سعدیہ تو جسکو ڈھونڈنے نکلی
وہ لعل ہے جبلِ نور کے ہیولوں میں

دلوں میں گھس گئے سینوں کو تان کر غازی
پڑے ہے چلے ہی گئے برچھیونکی ہولوں میں

خبر کرے کوئی طیبہ کے خشک خاروں کو
بھرا ہے پانی بہت پاؤں کے پھپھولوں میں

نہ چھیڑ غنچہ دل کو مرے نسیم سحر — نہیں ہے مجھسا کوئی غمزدہ ملولوں میں
عجب تھی شان حسینؑ و حسنؑ کی صل علے — جھلاتے رہتے تھے جبرئیل جنکو جھولوں میں

نکل ہی جائیگی حسرت طواف کی طوفان
ملیگی خاک مری ایک دن بگولوں میں

چشم پر خواب میں وہ کاشف راز آتے ہیں — سات پردوں میں شہنشاہ حجاز آتے ہیں
اے بتو جلد نکل جاؤ خدا کے گھر سے — آج کعبہ میں وہ پڑھنے کو نماز آتے ہیں
ہم جو مانگیں وہی دیتے ہیں رسول مدنی — خوگر خلق کہیں رحم سے باز آتے ہیں
نامے لے لیکے اوڑے تھے جو مدینہ کیطرف — وہ کبوتر مرے سب صورت باز آتے ہیں
بادشاہوں کو ہے دربار محمدؐ محمود — ہاتھ باندھے ہوئے سب مثل ایاز آتے ہیں
بیخودی میں نہیں تکلیف شریعت ساقی — ہوش کے ساتھ ہی انداز نیاز آتے ہیں
گنج مخفی سے نکلکر جو بنے تھے مدنی — لامکاں میں وہی سرمایۂ ناز آتے ہیں
آمنہ بی بیؓ کے گھر مہر رسالت چمکا — عرش سے فرش پہ وہ ذرہ نواز آتے ہیں

بحر عصیاں کے تلاطم سے نہ گھبر طوفان
تیرے لینے کو شفاعت کے جہاز آتے ہیں

جہاں میں کوئی بے سایہ بشر ہوئے تو میں جانوں — برنگ صاحب شق القمر ہوئے تو میں جانوں
تصور دمبدم جا جاکے آتا ہے مدینہ سے — کوئی ایسا کبوتر نامہ بر ہوئے تو میں جانوں
براق تیز پر معراج میں کہتا تہا حضرت سے — خیال خضر میرا ہمسفر ہوئے تو میں جانوں
زبان پر نزع میں کیا نام میٹھا ہے محمدؐ کا — جہاں میں با مزا ایسی شکر ہوئے تو میں جانوں
یتیم امی لقب وہ چھا گیا صدہا قبیلوں پر — محمدؐ سا کوئی پیغامبر ہوئے تو میں جانوں
چراغ شام کے پرتو سے کہتا تہا یہ پروانہ — مدینہ کا جو تو نور سحر ہوئے تو میں جانوں
نہیں ہے محفل میلاد سے دل بستگی جس کو — تو پھر اشکوں سے اوسکی چشم تر ہوئے تو میں جانوں

ہزاروں سختیوں میں جمگیا اسلام کا پودا
شجر پتھر پہ ایسا بار ور ہوئے تو میں جانوں

تو اے تار نفس اپنا اثر ایسا تو دکھلا دے
او نہیں بیتابی دل کی خبر ہوئے تو میں جانوں

ملے جس شخص کو صندل مزار پاک کا طوفان
پھر اوسکو عمر بھر بھی درد سر ہوئے تو میں جانوں

میں رہوں عرش میں خلوت کا یہ دستور نہیں
غیر کے سامنے آنا او نہیں منظور نہیں

حسرت شربت دیدار نہ رہجائے کہیں
چشم مشتاق ہے لیکن دل مخمور نہیں

کب تو سو جائیگا اے دیدۂ دیدار طلب
سات پردوں میں وہ آجائیں تو کچھ دور نہیں

میں وہ غازی ہوں کہ تلوار ہے معشوق مری
کون کہتا ہے کہ پہلو میں میرے حور نہیں

رات بھر رہتا ہے وہ ماہ مدینہ دل میں
لیلتہ البدر سے کچھ کم شب دیجور نہیں

یا الٰہی کبھی آجائے مدینہ کی ہوا
خلد کی سیر سے بھی دل مرا مسرور نہیں

آنکھ میں جسکی حیا ہو نہ مروت باقی
بالیقین اوس میں محمدؐ کا کبھی نور نہیں

اے فرشتو نہ رکھو سر پہ میرے بار گناہ
امتی احمد مرسل کا ہوں مزدور نہیں

مرے اشکوں سے نہ دامن کو بچا اے زاہد
آب کوثر ہے یہ کچھ بادۂ انگور نہیں

میں جو چاہوں وہی دیگا مرا خالق مجھکو
کیونکہ وہ قادر مطلق کبھی مجبور نہیں

بے سبب آنکھ سے آنسو نہیں گرتے طوفان
پھر یہ کیا ہے جو جگر میں کوئی ناسور نہیں

میں مدح خوان رسالت مآب ہوکے رہوں
اگرچہ خار ہوں لیکن گلاب ہوکے رہوں

کٹے نہ تار نفس حسرت زیارت میں
الٰہی ہند میں کبتک خراب ہوکے رہوں

یہی طریق ہے دربردہ اوسکے آنیکا
خیال میں یہی آتا ہے خواب ہوکے رہوں

ہر اک چراغ حرم کا ہوا سے کہتا ہے
جو گل ہوا بھی تو میں آفتاب ہوکے رہوں

کہ جب اوسکا فضل گناہونکا وزن کرتا ہے
وہ بے شمار ہے میں بے حساب ہوکے رہوں

جلا کے آتشِ فرقت مجھے تو خاک نہ کر
مزا تو جب ہے کہ بوئے کباب ہو کے رہوں

اسی امید پہ خوشبو بسی ہے پھولوں میں
پسند خاطرِ عالیجناب ہو کے رہوں

امنگ عشقِ محمدؐ کی دل سے کہتی ہے
ضعیف عمر میں زورِ شباب ہو کے رہوں

احد سے کہتی تھی احمدؐ کی شانِ محبوبی
تو بے مثال ہے میں لاجواب ہو کے رہوں

بہا دے اشک مسلسل مجھے مدینہ تک
دیارِ پاک میں میں آب آب ہو کے رہوں

فروغِ حسن یہ اونکا نظر سے کہتا ہے
میں اپنی شکل کا خود ہی حجاب ہو کے رہوں

یہی ہے دولتِ عظمیٰ اسی میں ہے اکسیر
کہ خاکِ پائے سگِ بوتراب ہو کے رہوں

مجھے تو نام و نشاں سے ہی ننگ ہے **طوفان**
یہی خطاب ہے میں بے خطاب ہو کے رہوں

سنا دے ہمکو واعظ احمدِ مختار کی باتیں
پسند آئیں گنہگاروں کے دل کو پیار کی باتیں

کہینگے نفسی نفسی وہ تو یہ تھی امتی ہر دم
نبیوں سے نرالی ہیں مرے سرکار کی باتیں

مری آنکھوں میں دل میں جمگیا نقشہ مدینہ کا
مجھے بھاتی نہیں رضوانِ گل گلزار کی باتیں

تصدق دمبدم ہوتا ہوں میں ذکرِ اویسی پر
خوش آتی ہیں دلِ بیمار کو بیمار کی باتیں

ہجومِ حشر میں رحمت جھکے کیا چند نیکوں پر
ہزاروں میں نہیں سنتا کوئی دو چار کی باتیں

مذاقِ لن ترانی کا مزا کیا بوالہوس جانے
کوئی پوچھے کلیم اللہ سے دیدار کی باتیں

حفاظت شرع کی موقوف تھی مہرِ خموشی پر
کہیں منصور نے جو کچھ وہ سب تھیں دار کی باتیں

رہِ حق میں یتیمِ پاک پر کیا کیا ستم توڑے
سنی جاتی نہیں کفارِ ناہنجار کی باتیں

بھلا وہ بدر میں کیوں جان نہ دے تیغ ہلالی پر
لڑکپن ہی سے جو سنتا رہا تلوار کی باتیں

ہلالِ عید کا جلوہ نظر آئیگا عاشق کو
سنائے گر کوئی اوس ابروئے خمدار کی باتیں

مخالف ہی رہا بوجہل اوس نورِ الٰہی سے
کہاں بھاتی ہیں دل آزار کو دلدار کی باتیں

لگے رہتے ہیں جنکے کان ہر دم دل کے کھٹکے پر
سمجھتے ہیں وہی عاشق مزاج اس تار کی باتیں

نہ چھوڑینگے کبھی ہم قصرِ جنت میں بھی اے طوفاںؔ
محمد مصطفےٰؐ کے سایۂ دیوار کی باتیں

شفا پائیگا یہ بیمار اک دن — ملیگا شربتِ دیدار اک دن
درِ دیدہ کھلا رکھوں نہ کیونکر — مرے گھر آئینگے سرکار اک دن
چھپائیگا گناہوں کو کہاں تک — کھلیگا حشر کا بازار اک دن
پریشانی کریں گے دور میری — میرے آقا میرے غمخوار اک دن
تمنائے شہادت کہہ رہی ہے — گلے ملجائیگی تلوار اک دن
یقین ہے خوابِ راحت سے ملیگا — ہمارا دیدۂ بیدار اک دن
دہی ہے میرے سونے کی کسوٹی — ملیگی رحمتِ غفار اک دن
دکھا دے زندگی میں یا الٰہی — مدینہ کا مجھے گلزار اک دن

میسر نزع میں طوفاںؔ کو ہوگا
رسول اللہ کا دیدار اک دن

بلبلِ جاں وہ مدینہ کا چمن دور نہیں — قفسِ تن سے نکل جا کہ وطن دور نہیں
اب بھی سن لے کوئی آوازِ اویسِ قرنی — جذب کامل ہے تو صحرائے قرن دور نہیں
نور کی مہ نے پسِ مرگ اڑائی چادر — بیکسوں سے رہِ طیبہ میں کفن دور نہیں
شبِ معراج میں کہتا تھا براقِ نبوی — اک طرارہ جو بھروں چرخِ کہن دور نہیں
چشمِ تر اشکِ مسلسل کے عطا کر موتی — تجھ سے کچھ دامنِ دریائے عدن دور نہیں
گرچہ آیا ہے مدینہ سے تسلی کا جواب — کیا سبب دل سے مرے رنج و محن دور نہیں
ابھی آثارِ مدینہ تجھے آئینگے نظر — اے مسافر درِ سلطانِ زمن دور نہیں
مغفرت کہتی ہے مل جل کے خطا واروں سے — اے غزالانِ خطا مشکِ ختن دور نہیں

دل میں جو بات ہو نکلے وہی منہ سے طوفاںؔ

ایک ہی رنگ رہے دل سے وطن دور نہیں

نہ چھپی حقیقتِ بحر ہو نظر آئی سیلِ مجاز میں
جو سجود و تحفۂ ناز تھے ہوئے پیش موجِ نیاز میں

یہ چراغ ہی کا تھا نور سب ہوا جلوہ گر جو مجاز میں
کہ دکھائے شکل چھپا رہا وہ خود اپنی پردۂ راز میں

تھا عجیب سایۂ مصطفےٰ شبِ قدر میں بھی نہ رہ سکا
رخِ پاک پر تھا فریفتہ وہ چھپا تھا زلفِ دراز میں

ہے درود پاک وہ دل نشیں کہ خدا بھی پڑھتا ہے بالیقین
وہ نمازِ تحفۂ حق نہیں جو درود ہو نہ نماز میں

یہ امید تھی کہ ہر آئینہ وہ حبیب دیکھینگے آئینہ
یہ خیال ہو گیا آئینہ دلِ پاک آئینہ ساز میں

اُنہیں ڈالیو نہیں وہ پھول تھا وہیں پاک حق کا رسول تھا
چمنِ قبیلۂ ہاشمی جو مہک رہا تھا حجاز میں

میں نثار اپنے خیال کے کہ مدینہ جا کے وہ آ گیا
نہ کبوتر ایسا کبھی اڑا نہ مجال باز کوئی باز میں

دلِ پاک ابنِ سبکتگین کبھی آتا او سپہ نہ با الیقین
وہ چھپائے دیدۂ گمرہاں جو نہ ہوتی چشمِ ایاز میں

جو ہر اتلاطمِ عاصیاں پیم حشر میں تو نہ تھی اماں
نہ ملے فرشتوں کو مدح خواں تھے وہ مغفرت کے جہاز میں

وہ خیالِ خالِ رخِ صفا ہوا جس سے دل میرا مبتلا
اسی تل کی کب کہی خوش ادا وہ نگاہ نکتہ نواز میں

کبھی تھے وہ کعبہ میں بت شکن کبھی تھے بہارِ چمن زمن
رفقائے احمدِ مجتبیٰ نہ رکے نشیب و فراز میں

یہی طوفاں دل کا بخار ہے تو جو روتا زار و نزار ہے
تو ادیدہ ابرِ بہار ہے یہ اثر ہی سوز و گداز میں

وفورِ عشق سے روتا ہوا پہنچا مدینے میں
نظر آئی بہارِ خلد ساون کے مہینے میں

مہکتے تھے عروسانِ عرب کے گھر مہینوں تک
گلِ فردوس کی خوشبو تھی حضرت کے پسینے میں

فراقِ مصطفےٰ میں کیا کہوں کیونکر گذرتی ہے
دکن میں ہے جسمِ خاکی ہی مگر ہے جان مدینے میں

غریقِ بحرِ عصیاں وہ کسی دم ہو نہیں سکتا
محمد مصطفےٰ سا ناخدا ہو جس سفینے میں

نہ ہو جب تک نگاہِ مہر مجھ پر یا رسول اللہ
دلِ بیتاب کو کیونکر قرار آئیگا سینے میں

الٰہی میں نہ بھولوں کوئی دم کلمہ محمد کا
یہی اک ذکر ہو کندہ میرے دل کے نگینے میں

جما رہتا ہے ہر شب آنکھوں میں حلیہ محمد کا
اسی صورت سے قرآں ختم کرتا ہوں شبینے میں

رسول اللہ کے احکام پر وہ جان دیتے ہیں
اسی کی عاشقو نکو دھن لگی رہتی ہے جینے میں

ضعیفی میں نہ غم کھانا نہ آنسو پینا آتا ہے
مزا باقی رہا کوئی نہ کھانے میں نہ پینے میں

اگر ہے علم کا طالب تو کیوں دور جا کر
کسی صورت سے حاصل کر اگرچہ ہو وہ سینے میں

میرے مدفن میں جز عشق محمد کچھ نہیں طوفان
یہی اک لعل آتش رنگ رہتا ہے دفینے میں

اس شعر میں حدیث شریف۔ اطلب العلم ولو کان بالسین کے طرف اشارہ ہے اگرچہ علماء مقدس نے سین سے مراد ملک چین کی لی ہے لیکن دل کو اس تاویل سے تسکین نہیں ہوتی اسواسطے قرآن پاک میں رطب و یابس سب موجود ہے قطع نظر اس کے سرکار کی ذات عین علم ہے تو ایسا نبی چین میں کہ اوس وقت تک چین میں اسلام نہ تہا۔ جانے کی ہدایت کیوں دیتا بلکہ خاص آیات قرآنی کے اسرار و معانی سے آپ نے جن اشخاص کو تعلیم دی ہو ان کے سینے سے حاصل کرنیکے طرف اشارہ ہے اور اسی سے راقم کو تسکین ہوتی ہے۔

نازل ہوا ہے قرآن اے جان تری گلی میں
لاکھوں کو مل رہا ہے ایمان تری گلی میں

فاقوں میں بھی وہی تہا خوان خلیل تیرا
بھوکا رہا نہ اک دن مہمان تری گلی میں

مشہور ہے جہان میں خلق عظیم تیرا
رہتے ہیں دوست دشمن شادان تری گلی میں

اے خاتم الرسالت وای معدن شفاعت
دشواریاں ہوئیں سب آسان تری گلی میں

تو علم اولین ہے تو شمع بزم دین ہے
تیرا ہے سب اوجالا اے جان تری گلی میں

جس ہٹ پہ تھے ہٹیلے آخر وہی قبیلے
بگڑے ہوئے بنے سب انسان تری گلی میں

بعد از سلام خالق تجھ پر درود بھیجے
جبریل آرہے ہیں ہر آن تری گلی میں

تیرے فقیر کیونکر چھوڑیں دیار تیرا
جنت تری گلی ہے رضوان تری گلی میں

ہی رحمت خدا بھی ہر دم تری رضا جو
بخشش کا ہے مہیا سامان تری گلی میں

بو جہل جان کر کیوں انجان ہو گیا تھا — نکلے قمر کے ٹکڑے جانان تری گلی میں

تیری زبان سے باتیں کرتا ہے حق تعالیٰ — سن سن کے ہو گئے سب حیران تری گلی میں

آ آکے ابر سر پر تجھکو چھپا رہا تھا — سائے کو ڈھونڈتی تھیں ریاں تری گلی میں

اترا رہے ہیں دونوں تیری عنایتوں پر — دانا تیری گلی میں ناداں تری گلی میں

دل میں سما گئے جب ذہنی نکات تیرے — اک طفل بن کے بیٹھا لقمان تری گلی میں

کب تک یہ خوار راحت دکھلا دے پاک صورت
برپا ہے عاشقوں کا طوفان تری گلی میں

غافل نے عمر کھو دی میں تو کی گفتگو میں — مرنے سے پہلے مر کر گم ہو گیا نہ ہو میں

باغ جناں میں گلشن ہو کیوں نہ رج پرور — احمد کی خوبیاں ہیں پھولوں کے رنگ و بو میں

یہ اور دل جلوں کو بھڑکا کے چھوڑتی ہے — آتش بھری ہوئی ہے کوئل کے خوش گلو میں

مرنے سے پہلے توبہ لازم ہے عاصیوں کو — کافی یہی ہے صابن عصیاں کے شست و شو میں

سینہ میں ہے جو نافہ خود اوس سے بیخبر ہے — بن بن پھرے ہے آہو خوشبو کی جستجو میں

جنگ و جدل کی نوبت آتی تھی آخری پر — حضرت کی عمر ساری گذری ہے صلح جو میں

دیدار روز محشر اول اونہیں کا ہو گا — اوٹھینگے جو زمیں سے ڈوبے ہوے لہو میں

اخلاص میں ہر مو شامل ریا نہ ہوئے — ہرگز خلل نہ آئے موتی کی آبرو میں

معنی میں ڈوبنے کو کافی ہے راگ صوفی — یہ ہائے ہائے تیری ہو گی حجاب ہو میں

تاروں میں ماہ کامل پھولوں میں پھول یکتا — یا ذات پاک احمد یاران نیک خو میں

میں حور اونکو سمجھوں جو تیغ ہو بغل میں — اوٹھوں بروز محشر ڈوبے ہوئے لہو میں

نکلے نہ دل کے ارمان کیوں رو رہا ہے طوفان
ستر برس تو گذرے طیبہ کی آرزو میں

مجرئی تھے تشنہ لب آلِ پیمبر دھوپ میں — اور پلاتے تھے ستمگر آبِ خنجر دھوپ میں
آبِ پیکاں سے کیا جب حرملہ نے حلق تر — تلملا کر رہ گیا بے شیر اصغر دھوپ میں
جس گھڑی عہرا امامت ہو گیا پیوند خاک — خونِ ناحق کی شفق پھولی برابر دھوپ میں
دامنِ رحمت سے ڈہانکا اونکو پھر اللہ نے — جو کہ بے گور و کفن تھے تنِ بہتر (۷۲) دھوپ میں
ایک صدمہ کو ہی مشکل سے اوٹھاتا ہے بشر — تھا نیا صدمہ پہ صدمہ شہ کے دلبر دھوپ میں
بعد مدت کے جو چمکی رن میں تیغِ حیدری — کانپتے تھے خوف سے جبریل کے پر دھوپ میں
پونچھتے جاتے تھے منہ رومال سے محبوبِ حق — لاشۂ اکبر پہ روتے تھے جو سرور دھوپ میں
یہ غذا پائی سفر میں حضرتِ سجاد نے — چلتے چلتے ٹھوکریں کھاتے تھے اکثر دھوپ میں
رن میں ضربِ حیدری سے ہو گئے شامی کباب — جھڑتے تھے تیغِ دو پیکر سے جو اخگر دھوپ میں
کیا یہی تھا تفرقہ منظور تجھکو اے فلک — اشقیا ہوں چھاؤں میں آلِ پیمبر دھوپ میں

قطعہ

نہر پر روکا ستمگاروں نے جب عباس کو — یوں ہوا رطب اللسان وہ ماہ پیکر دھوپ میں
ختمِ حجت کیلئے آیا تھا یاں تک ورنہ آج — صابر و شاکر کہیں ہوتے ہیں مضطر دھوپ میں
مالکِ کوثر اگر چاہیں تو آہ سرد سے — سب کے سب مفلوج ہو جائیں بد اختر دھوپ میں
تجھے تھا اِلا نہیں تجری کا ابھی کھلجائی حال — برف بن بن کر پگھل جائینگے پتھر دھوپ میں

دامنِ آلِ نبی کو ہاتھ سے جانے نہ دے
کام آئیگا یہ طوفاںؔ روزِ محشر دھوپ میں

ردیف (و)

اے شاہِ عرب حسنِ خداداد دکھا دو — چہرے سے ذرا بُردِ یمانی تو ہٹا دو

چھوڑو نہ مجھے راہ میں اے قافلہ والو
اشکوں کی طرح مجھکو نہ آنکھوں سے گرادو

گھر پھونک دیا جس نے اویسِ قرنی کا
سرکار وہی آگ مرے دل میں لگادو

لکھے سے زیادہ جو خطا کی ہو تو مجرم
کچھ ایسے فرشتو مرے اعمال بتادو

بلبل نہ کبھی پھول کے پھیرے کو دیکھے
خاکِ درِ پاک آنکھ میں اوسکی جو لگادو

تم شمعِ شبستانِ الٰہی ہو محمد
لو اپنی لگا کر مجھے پروانہ بنادو

دل میں مرے آگ عشقِ محمد کی بھری ہے
اس شمع کو لیجا کے مدینہ میں جلادو

محشر میں درود آپ پہ پڑھتا جو رہونگا
پھر کون کہیگا کہ گناہونکی سزادو

جو شخص ادب سے نہ سنے نعتِ پیمبر
واجب ہے یہ سب پر اوسے محفل سے اوٹھادو

اللہ کے محبوب ذرا خواب میں آکر
سوتی ہوئی قسمت میری للہ جگادو

جز ذکرِ محمد مجھے بھاتا نہیں کوئی
لیلی کا فسانہ کسی مجنوں کو سنادو

ہوجائے عطا الفتِ حسنین کا صدقہ
اے ساقیِ کوثر مجھے وہ جام پلادو

پڑھ پڑھ کے قصیدہ کوئی اے حضرتِ طوفان
ہنگامۂ محشر میں نئی دھوم مچادو

کھڑا ہوں میں بحالِ زار دیکھو
ادھر بھی احمدِ مختار دیکھو

بھلا ہوں یا بُرا ہوں آپکا ہوں
میری جانب ذرا سرکار دیکھو

کیا بدنام مجھکو نفسِ بد نے
ہوا رسوا سرِ بازار دیکھو

ازل سے آپکے دامن میں ہوں میں
جو تم ہو گل تو میں ہوں خار دیکھو

خبر لو اے مسیحائے مدینہ
پڑا ہے آپ کا بیمار دیکھو

بہارِ بوستان ہے روئے احمد
شگفتہ ہیں گلِ رخسار دیکھو

ذرا چشمِ عنایت سے ادھر بھی
غریبوں کی طرف اکبار دیکھو

عزیزو بزمِ میلاد النبیؐ میں
نزولِ رحمتِ غفار دیکھو

تمہارا یا محمد عاشق زار ہوا ہے جان سے بیزار دیکھو

خبر دی خواب میں ہاتف نے طوفان
رسول اللہ کا دیدار دیکھو

آپ اپنے نامہ بر ہو مخبر اسکندر بھی ہو سامنے تو شاہد عالم کے پیغمبر بھی ہو
آپ علم الاولین ہو عالم و معلوم ہو نام کے امی لقب ہو خضر کے رہبر بھی ہو
اول و آخر تمہیں ہو ظاہر و باطن ہو تم گنج مخفی میں جو زر تھا اوسکے تم زیور بھی ہو
یا نبی تم دن کے سورج ہو تو شب کے چاند ہو ذرہ پرور بالیقین تو زمرہ و اختر بھی ہو
قلزم رحمت ہو تم میں قطرۂ ناچیز ہوں میں تو مجرم ہوں مگر تم شافع محشر بھی ہو
تشنہ کاماں محبت کیوں نہ دیکھیں آپکو مالک فردوس ہو اور ساقی کوثر بھی ہو
خانہ عالم کے ہو تم یا نبی روشن چراغ کچھ مدینہ میں نہیں ہو جلوہ گر گھر گھر بھی ہو
سبز گھوڑوں پر اترتے تھے ملاک جنگ میں مختصر سے بیدلوں میں صاحب لشکر بھی ہو
یا رسول اللہ دل اسلام کی ہمت ہو تم غازیوں کی تیغ ہو اور اوسکے تم جوہر بھی ہو
آپکا در چھوڑ کر جائینگے اب مجرم کہاں عاصیوں کے بخشوا دینے کی تم خوگر بھی ہو
لحمک لحمی کے وہ ہیں لفظ تو معنی ہیں آپ آپ ہی زور علی ہو فاتح خیبر بھی ہو
کیوں نہو ہر حکم سے اللہ کے اونکو خبر جن کا قاصد تیز دم جبریل سا شہپر بھی ہو
ہے یہی حسرت میرے دل کی تمنا ہے یہی آپکے در پر ہو سر پھر آپکی ٹھوکر بھی ہو

غرق کر سکتی نہیں کشتی کو طوفان کی ہوا
ہے سہارا آپ کا جب اوسکے تم لنگر بھی ہو

تمنا ہے کہ میں جی بھر کے دیکھوں اوس نبی کی صورت کو خدا جانے کہ کتنے سال باقی ہیں قیامت کو
سنا ہے بے ادب بھی چوم کر مہر نبوت کو خدا کی شان ہاتوں ہاتھ لیتا ہے جنت کو
میرے نزدیک تو ای خوف محشر آ نہیں سکتا رسول اللہ کی دل سے لگا رکھا ہے الفت کو

بلا اذنِ محمد صور اسرافیل کیا پھونکیں
ادب سے دیکھتے ہیں اونکے خوابِ استراحت کو

نبیوں کو تو روزِ محشر اپنی ہی پڑی ہوگی
مگر ڈھونڈینگے محبوبِ خدا اپنی ہی امت کو

چراغِ شرع جسنے چھوڑ کر راہِ طریقت لی
نہ پائیگا کبھی وہ عمر بھر شہرِ حقیقت کو

ہوا وہ لاکھ پردوں ہی میں صورت آشنا ہم سے
ہوئی بے پردہ گی جدم چھپا لیا اپنی صورت کو

ہوا ہوں یا نہیں ہیں تربتِ بیدار کی قابل
مسیحائے مدینہ دیکھئے والی حرارت کو

سدا پھر زیارت آسمانوں سے اوترتے ہیں
بناتے ہیں ملائک حرزِ جاں تعویذِ تربت کو

وہ بیمارِ محبت کو بھلا کیا بھول جائنگے
کہ جو صبح و مسا جاتے تھے دشمن کی عیادت کو

زمانہ کیوں نہوا و سپر سے قربان کیوں نہو صدقے
کہ جسنے وقتِ رحلت بھی نہ بھولا اپنی امت کو

تم کو اسلئے میں دیکھتا ہوں شوق سے طوفان
کہ اس نے بھی تو ترسٹھ سال تک دیکھا ہے حضرت کو

جنت کی آرزو نہ تمنائے حور ہو
دل ہے وہی کہ جس میں ولائے حضور ہو

افشائے رازِ عشق نکر چشمِ اشکبار
کچھ میرے حال پر بھی عنایت ضرور ہو

ہی مغفرت ضرور خطاوار کے لئے
حور و قصور کے لئے کوئی قصور ہو

جن کو ازل سے شافعِ محشر کا ہو خطاب
کیونکر گناہگار سے اون کو نفور ہو

میں ہوں وطن میں آپ مدینہ میں ہو حضور
ایسا نہو کہ شمع سے پروانہ دور ہو

آتے ہیں صبح و شام مضامین عرش سے
کیونکر نہ مجھکو نعتِ نبی پر غرور ہو

رونا میرا فراق میں خالی نہ جائیگا
اشکوں کے موتیوں میں محمد کا نور ہو

دیکھوں مدینہ جاکے میں بارانِ نور کو
سر پر سحابِ رحمتِ ربِّ غفور ہو

محروم ہو نہ جاوں میں کوثر کے جام سے
ایسا نہو کہ شیشۂ دل چور چور ہو

دیدار کے لئے تو ہزاروں پہاڑ ہیں
دل سے خیالِ طور اگر دور دور ہو

مارے خوشی کے شہرِ مدینہ کو دیکھکر
آنکھیں ہوں اشکبار تو دل میں سرور ہو

طوفان یادِ ساقیٔ کوثر میں رہ مدام
گر دل میں آرزو ہے شرابِ طہور ہو

اک نظر مجھپر بھی محبوبِ خدا ایسی تو ہو
لوٹ جائے جسپہ رحمت بھی ادا ایسی تو ہو

عشق میں حضرت کے مرجائیں فنا ایسی تو ہو
دم بھریں اللہ کا ہر دم بقا ایسی تو ہو

بوسۂ مہر نبوت لے لیا کس شوق سے
جنتی ہوجائے مجرم بھی خطا ایسی تو ہو

سر کے بل جاؤں مدینہ کو زیارت کیلئے
میری قسمت یا محمد مصطفےٰ ایسی تو ہو

ہوگیا ہوں مثل تنکہ میں اسی امید پر
لے اوڑے مجھکو مدینہ کی ہوا ایسی تو ہو

رکھ توکل پر نظر چلدے مدینہ کیطرف
ہمتِ مردانہ اے مردِ خدا ایسی تو ہو

بعد مردن قبر پر ہو فاتحہ خوان ماہتاب
دل میں میرے الفتِ بدر الدجیٰ ایسی تو ہو

خواب میں آکر کہیں سحبانِ وائل مرحبا
لے زبان ممدوح کی مدح و ثنا ایسی تو ہو

اشک ہوں آنکھوں سے جاری اور زبان پر ہو درود
عابد ناداں عبادت بے ریا ایسی تو ہو

ہو زبان پر نام احمد دل میں ہو یادِ خدا
عشق کہتا ہے کہ طوفان کی قضا ایسی تو ہو

کافور دل سے عشق حبیب خدا نہو
اس پھول سے الٰہی یہ خوشبو ہوا نہو

کیونکر لحد میں اوسکے رہی چاندنی کا فرش
جس دل میں سوزِ الفت بدر الدجیٰ نہو

لذت فراق مصطفوی میں ہے بے شمار
صحت ہوئی کہ درد کی کوئی دوا نہو

اوسکا وہ فضل بخشدیا مجھکو بیحساب
میری یہی خطا ہے کہ مجھسے خطا نہو

آنکھوں میں ہے وہ نور محمد بسا ہوا
حوران خلد پہ بھی مرا دل فدا نہو

رونے میں جو مزا ہے ہنسی میں بھلا نہیں
شادی وہ عین غم ہے کہ جسمیں مزا نہو

گلشن میں بس گئی ہے شمیم مزار پاک
دولہن بنی ہوئی کہیں بادِ صبا نہو

بھرتا رہا ہے دم جو مدینہ کا عمر بھر
ہندوستاں میں اوسکی الٰہی قضا نہو

شیدا جو دل سے چشم محمد پہ ہو گیا
کیونکر نہ اوسکی آنکھ میں شرم و حیا نہو

سچ ہے کہ اوس بشر کے دہن میں زباں نہیں
جس پر رسول پاک کی مدح و ثنا نہو

روتے رہو گے یوں ہی جو فرقت میں ہر گھڑی
طوفان یہ خوف ہے کہیں طوفاں بپا نہو

کر دے ای وحشت دل آج ہی بیکل مجھکو
سوئے صحرائے مدینہ کہیں لیچل مجھکو

ہوں سیہ کار پہ کرتا ہوں شفاعت پہ غرور
الفت زلف نبی پر ہی رہا بل مجھکو

تشنہ لب رہ کے پریشان نہ پھروں محشر میں
آب کوثر کی عطا کیجیے چھاگل مجھکو

اوسکی کو کو سے تو آتا ہے کلیجہ منہ کو
آپ کے ہجر میں تڑپاتی ہے کویل مجھکو

یاد آئی جو مجھے گلشن طیبہ کی بہار
اپنے ہمراہ اوڑا لیگئے بادل مجھکو

مجھ سیہ کار کے اعمال نہ کھلجائیں کہیں
حشر کے روز اوڑھا دیجئے کمبل مجھکو

حوض کوثر پہ تو رحمت کی گھٹا چھائی ہے
ہو عطا ساقی کوثر کوئی بوتل مجھکو

جب سے سودا زدہ زلف محمد ہوں میں
شوق سے لیتا ہے آغوش میں جنگل مجھکو

شوق سے جاتا ہوں طیبہ کو مگر خوف یہ ہے
راہ میں کر دے نہ بیرانہ سری شل مجھکو

وہ گنگار نظر کردہ رحمت ہوں میں
کہ ہر اک حور اوڑا دیتی ہے آنچل مجھکو

رنگ لائیگا غم ہجر محمد طوفان
آج کے رونیکا آئیگا مزا کل مجھکو

ردیف (ہ)

❁

اللہ سے بندے کو نسبت ہے رقیبانہ
وہ جس کا ہے شیدائی یہ اوسکا ہی دیوانہ

موسیٰ کو بنانا تہا اپنے ہی کو بیگانہ
پھر دیکھتے جی بھر کے وہ جلوۂ جانانہ

بلبل نہ چمن میں ہے محفل میں نہ پروانہ
عالم میں جسے دیکھو احمد کا ہے دیوانہ

اوس ساقیٔ کوثر نے دیکھا جو حقارت سے
شیشہ سے اوڑہی صہبا ٹکڑے ہوا پیمانہ

یہ نعت محمدؐ ہے عشاق سنیں دل سے
فرہاد کا قصہ ہے مجنوں کا نہ افسانہ

دل دُہلگیا کافر کا دہویا جو لباس اوسکا
اللہ رے حضرت کے اخلاق کریمانہ

گر شمعِ رسالت کے پروانے نہ ہم ہوتے
اپنا دل ویرانہ ہوتا نہ خدا خانہ

کشکول مرے دل کا بھر دو مئے الفت سے
آباد رہے ساقی ہر دم ترا میخانہ

دندانِ مبارک کی جب یاد رولاتی ہے
آنسو جو ٹپکتا ہے بن جاتا ہے دُردانہ

خدامِ حرم مجہکو روکو نہ زیارت سے
حاضر ہے یہ نقدِ دل لے لیجیئے نذرانہ

دیدار کی دولت ہے دربار محمدؐ میں
ہم کاسۂ دل لیکر جائینگے فقیرانہ

میں سر نہ اوٹھاونگا قدموں سے محمدؐ کے
کرلونگا ادا یوں ہی اک سجدۂ شکرانہ

دولت ہے توکل کی کچھ ایسا غنی دل ہے
احمد کے فقیروں کا ہے ٹہاٹ امیرانہ

طوفان کا پتہ کوئی پوچھے تو یہ کہدینا
گلیوں میں مدینہ کی پھرتا ہے وہ دیوانہ

طرح

روشن ہوئی جب شمع شبستانِ مدینہ
ہر بزم میں تہا جلوۂ جانانِ مدینہ

دیتا ہے زبان کو وہ مزا نامِ محمدؐ
ہے منہ میں میرے دانۂ رمانِ مدینہ

کیونکر نہ تڑپنے میں گذر جائیں شب و روز
ہے دل میں ترازو مرے پیکانِ مدینہ

دولت پہ شہنشاہونکی وہ تف نہیں کرتے
کیسے ہیں غنی دل کے فقیرانِ مدینہ

جب سے ہوا اللہ کے محبوب کا مسکن
ہیں حضرت جبریل مگس رانِ مدینہ

خدمت میں ہیں آکے حضرت ایوبؓ مبارک
اللہ کا محبوب ہے مہمانِ مدینہ

اے دشمنِ دین جانہ کبھی ملکِ عرب میں
جاگے نہ کہیں شیرِ نیستانِ مدینہ

پھیلی ہے دو عالم میں شمیمِ گلِ احمرؐ
اے صلِّ علیٰ نکہتِ بستانِ مدینہ

چوکھٹ پہ شہنشاہِ دو عالم کی پڑے ہیں
کیسے ہیں جوان بخت ضعیفانِ مدینہ

کچھ اور کہوں نعت مدینہ کی زمیں میں
طوفان ابھی نکلا نہیں ارمانِ مدینہ

کس منہ سے کہوں میں صفت و شانِ مدینہ
صنّاعِ ازل خود ہے ثنا خوانِ مدینہ

یارانِ وفادار کے حلقہ میں وہ گلُ ہے
تاروں میں ہے روشن مہِ تابانِ مدینہ

اللہ کے محبوبؐ کے جلوے کا تماشہ
دکھلاتا ہے ہر وقت بیابانِ مدینہ

شہباز جھجکتا ہے کبوتر سے وہاں کے
شیروں پہ ہے غالب سگِ دربانِ مدینہ

دارین کی دولت سے وہ کچھ ایسے غنی ہیں
شاہوں کے ہیں سرتاج گدایانِ مدینہ

جو دل کا ہوا اندھا اوسے کر دیتے ہیں بینا
ہیں اہلِ نظر سرمہ فروشانِ مدینہ

وان جاتے ہی جنت کا بتا دیتا ہے رستہ
ہے خضر ہر اک طفلِ دبستانِ مدینہ

حضرت کے سبب اونکو ملا رتبۂ عالی
ہیں عرش پہ سب خاک نشینانِ مدینہ

سب رسمِ بدی بھگئے فاروق کے خط سے
دریا پہ بھی جاری ہوا فرمانِ مدینہ

اک ایک مہاجر پہ فدا ہوتے تھے سوسو
کیسے متواضع تھے غریبانِ مدینہ

حیدر کے پسر احمدِ مرسلؐ کے نواسے
جنت کے یہ دو گلُ ہیں جوانانِ مدینہ

روزے کا مزا ملتا ہے محبوبؐ کے گھر میں
اے شوکت و شانِ مہِ رمضانِ مدینہ

بہلاتے ہیں دامانِ نظر چرخ کے تارے
جب نورُ اوگلتے ہیں چراغانِ مدینہ

وہ پیرس و برلن پہ کبھی رخ نہیں کرتے
ہوتے ہیں شب و روز جو قربانِ مدینہ

بلبل کیطرح روح تڑپ جاتی ہے طوفان
یاد آتا ہے جسدم چمنستانِ مدینہ

یاد آتا ہے یارب مجھے دربارِ مدینہ
دکھلا دے جمالِ رخِ سرکارِ مدینہ

ہے کوہِ صفا جبلِ طور کی چوٹی
آتے ہیں وہیں سے نظر آثارِ مدینہ

ہوتا ہے وہاں عشق محبت ہی کا سودا
عاشق کے لئے خوب ہے بازارِ مدینہ

رہتے ہیں ملائک بھی لباسِ عربی میں
رہتا ہے اسی شان کا دربارِ مدینہ

پڑھتا ہے کوئی شوق سے جب نعتِ پیمبر
سن سن کے تڑپ جاتے ہیں زوّارِ مدینہ

میلادِ نبیؐ کی ہے وہ تعظیم حرم میں
ہر وقت کھڑے رہتے ہیں اشجارِ مدینہ

جب ورد سے پڑھتے ہیں سلام آپ پہ عشاق
سینہ سے لپٹ جاتے ہیں ابرارِ مدینہ

جبتک نہ ملے شربتِ دیدار کا ساغر
عیسیٰ سے بھی اچھا نہ ہو بیمارِ مدینہ

آنکھوں میں رکھوں پنجۂ مژگاں سے اوٹھا کر
کلیوں سے بھی بڑھکر ہے مجھے خارِ مدینہ

وہ چار طرف جلوۂ پُر نورِ حرم کا
اور بیچ میں وہ خیمۂ زنگارِ مدینہ

جنت کا محل بھی مجھے ملجائے جو طوفان
یاد آئینگے ہر دم در و دیوارِ مدینہ

آئی شمیمِ روضۂ انور صبا کے ساتھ
غنچوں کے منہ بھی کھل گئے صلِّ علیٰ کے ساتھ

ہمدم ہے آہِ سرد فراقِ رسولؐ میں
ہے زندگی چراغ کی ہر دم ہوا کے ساتھ

وہ اپنے عاصیوں سے ملاتے نہیں نظر
آنکھوں میں بس گئی ہے مروت حیا کے ساتھ

شہباز ہیں وہ گنبدِ خضرا کے چھاؤں میں
پھر کیوں رہیں حرم کے کبوتر ہما کے ساتھ

جبتک ملے نہ گوشۂ دامانِ مصطفےٰ
جنت میں جاؤنگا نہ کسی پارسا کے ساتھ

جو بے خطا رہا وہ خطا وار ہے ضرور
بندہ کا ہے خمیر مرکب خطا کے ساتھ

واعظ نہ کر ذلیل کہ ہم عاصیوں کا حشر
ہوگا جوانِ ہاشمی خوش ادا کے ساتھ

پڑھکر درود مانگی جب اللہ سے مراد
بابِ قبول کھلگیا عزم و دعا کے ساتھ

دریا دلی پہ ساقیِ کوثر بھی آگیا
رحمت اوٹھی ہے جھوم کے کالی گھٹا کے ساتھ

یا رب یہی دعا ہے تیری بارگاہ میں
ہو جائے حشر میرا شہِ کربلا کے ساتھ

طوفان زندگی کا اسی میں ہے لطف خاص
کٹ جائے عمر ذکر حبیبؐ خدا کے ساتھ

ردیف (ی)

کاش ہم بھی روضۂ خیر البشر کو دیکھتے
کس نگاہِ شوق سے دیوار و در کو دیکھتے

کیا بگڑتا آپ کا گر ہم بھی اے شیخ الحرم
خوابگاہِ صاحبِ شق القمر کو دیکھتے

دولتِ دیدارِ احمدؐ سے غنی تھے جنکے دل
بھول کر بھی وہ نہ مڑکر مال و زر کو دیکھتے

جس گھڑی مہرِ رسالت ہو رہا تھا جلوہ گر
کاش ہم بھی اوس زمانہ کی سحر کو دیکھتے

دعوتِ جابرؓ میں ہوتے گر مسیحا بھی شریک
اوس لبِ جان بخش کے زندہ اثر کو دیکھتے

قافلے والو مدینہ میں وہ ملجاتا ضرور
ڈھونڈکر گلیوں میں میرے نامہ بر کو دیکھتے

بوریہ سے بھی تو کم قیمت تھی کسریٰ کی بساط
کیوں غلامانِ نبیؐ لعل و گہر کو دیکھتے

صولتِ توحید پر جنکی نظر تھی دمبدم
وہ شہنشاہوں کے کیونکر کرو فر کو دیکھتے

حضرتِ ایوبؑ بھی بیتاب ہوجاتے ضرور
کربلا میں گر وہ حیدرؓ کے پسر کو دیکھتے

جس نظر سے دیکھتے تھے نورِ پاکِ مصطفےٰؐ
ہم بھی اون اللہ والوں کی نظر کو دیکھتے

دل جلے گر دیکھ لیتے دل سے طوفان کا کلام
دردِ دل کو دیکھتے سوزِ جگر کو دیکھتے

مدینہ میں جس روز جاتے بنیگی
نئی چوٹ پھر دل پہ کھاتے بنیگی

تڑپ جاؤ نگا دیکھکر جب مدینہ
حرم کے کبوتر اوڑاتے بنیگی

ہوا گر مدینہ کی آئے چمن میں
تو کلیوں کو بھی مسکراتے بنیگی

شبِ ہجر گر آنکھ لگ جائے میری
تو پھر خواب میں آ دن کو آتے بنیگی

سرِ حشر اے مالکِ حوضِ کوثر
مجھے جامِ کوثر پلاتے بنیگی

نہ دیکھو میرے خرمنِ معصیت کو
تبسم کی بجلی گراتے بنیگی

کمی کی جگر نے جو رونے میں اے دل
لہو آنکھ سے پھر بہاتے بنیگی

وہیں ہو شفاعت کے یا مصطفےٰ تم
گنہگار کو بخشواتے بنیگی

اگر بھول جاؤں بھی میں یا محمدؐ
دمِ نزع کلمہ پڑھاتے بنیگی

یہ مداح محشر میں گھبرا نہ جائے
شفاعت کا مژدہ سناتے بنیگی

سرِ حشر عصیاں کی شرمندگی سے
پسینہ میں **طوفان** نہاتے بنیگی

دلِ بیتاب میں یارب خیالِ مصطفےٰ ٹھہرے
یہی شمس الضحیٰ ٹھہرے یہی بدر الدجیٰ ٹھہرے

جو شیدا ہے نبی طیبہ میں جا کر جا بجا ٹھہرے
میری آنکھوں کا سرمہ یارب انکی خاکِ پا ٹھہرے

رہِ حق میں کوئی رہزن مقابل آکے کیا ٹھہرے
چراغِ عشقِ احمدؐ جب ہمارا رہنما ٹھہرے

عجب کیا ہے کہ آکر خلد سے حوریں بلائیں لیں
شبِ ہجراں مری گر آپکی زلفِ دوتا ٹھہرے

جسے چاہو گے تم اوسکو خدا بھی بخش ہی دیگا
مسلماں ہے وہی جسکو بھروسہ آپکا ٹھہرے

بچی ہے نوح کی کشتی فقط نامِ محمدؐ سے
وہ ڈوبے ناؤ کیونکر جسکے خود ہی ناخدا ٹھہرے

کفِ افسوس ملتے رہ گئے زہاد محشر میں
گنہگاروں کے پلہ پر جو آکر مصطفےٰ ٹھہرے

وہی جنت ہے جس جا آپکا دیدار ہو جائے
وہی محفل ہے جس میں آپ ہی کا تذکرہ ٹھہرے

کسی صورت سے اے ماہِ مدینہ شکل دکھلا دو
دلِ بیمار کا کچھ تو علاج اے مہ لقا ٹھہرے

ترا محبوب کملی پوش یارب یوں نظر آئے
کہ جیسے چودہویں کے چاند پر کالی گھٹا ٹھہرے

شہ گل سے ہمارا حال بھی کچھ عرض کر دینا
مدینہ کے چمن میں تو جو اے بادِ صبا ٹھہرے

وہ آئے شافعِ محشر عیادت کو دمِ آخر
اجل بھی آئے تو کہدو کہ بالیں پہ ذرا ٹھہرے

قصیدہ پڑھتے ہی محشر میں محشر ہوگیا برپا
کہو صلِّ علیٰ **طوفان** کہ شورِ مرحبا ہر سُو ہے

میرا دل ہے کہ شیدائے رخِ محبوبِ داور ہے / ہزاروں میں یہی اک باغِ جنت کا گلِ تر ہے
تڑپتا لوٹتا ہے دمبدم بیتاب و مضطر ہے / مرے سینہ میں دل ہے یا مدینہ کا کبوتر ہے
ازل سے کشتۂ شمشیرِ ابروئے پیمبر ہے / دلِ صد چاک میرا گنبدِ خضرا کا جھومر ہے
چمن میں بلبلوں کو آج دیدارِ گلِ تر ہے / مبارک کیوں نہو یہ جشنِ میلادِ پیمبر ہے (طرح)
مسیحائے مدینہ لو خبر بیمارِ الفت کی / مہینوں سے تمہارے ہجر میں بیتاب و مضطر ہے
یہی شوقِ زیارت کہہ رہا ہی لوٹتے چلئے / کہاں خارِ مغیلاں جا بجا پھولونکا بستر ہے
اذاں کا بول بالا ہوگیا ناقوس سے بڑھکر / یہ اعجازِ نبیؐ جاری موذن کی زباں پر ہے
ہمیں ہے سابقہ محشر میں یارب دو کریموں سے / محمدؐ کی شفاعت ہے خدا بھی بندہ پرور ہے
تمازت ہوگئی کافور دیدارِ محمدؐ سے / ورق سونیکا ہے یا آفتابِ روزِ محشر ہے
نہ آیا نرغۂ کفار میں اسلام کا غازی / کلاہِ گیسوئے خیر الورا خالد کے سر پر ہے
مدینہ کے چمن میں جا کے سو سو بار آتا ہوں / وہ بلبل ہوں کہ بازو میں مرے جبریل کا پر ہے
تصدق ہوچکے گھر پر خدا کے حاجیو لیکن / چلو واں بھی جہاں اللہ کے محبوب کا در ہے
وہی مومن ہی جسکے قلب میں شوقِ زیارت ہے / نہو جس دل میں الفت مصطفےٰ کی وہ تو پتھر ہے

خیالِ کوئے احمدؐ جنت الفردوس ہے **طوفان**
جسے کہتے ہیں کوثر وہ ہمارا دیدۂ تر ہے

محمد مصطفےٰ جب باندھکر تیغِ دو دم نکلے / تو جاری ہوگئے کافور کعبہ سے صنم نکلے
فقیرانہ گئے بنکر امیرِ محترم نکلے / درِ محبوبِ حق سے جھولیاں بھر بھر کے ہم نکلے
سنا جب کوئی مداحِ رسول اللہ آتا ہے / تو اوسکی پیشوائی کے لئے شیخ الحرم نکلے
کسی جا بھی نکل جائیگا اسکا کیا بھروسہ ہے / تمنا ہے رسول اللہ کی چوکھٹ پہ دم نکلے

ہمیں رسوا نہ کر ستار تو بازار محشر میں
کہیں ایسا نہ ہو ہم عاصیوں کا واں بھرم نکلے

زیارت سے مشرف ہو کے نکلے ہم مدینے سے
نکلنے کو تو نکلے ہم مگر با صد الم نکلے

ہمارا عشق کامل نزع میں بھی رنگ لائیگا
دہن سے شوق سے نام محمد دمبدم نکلے

رہ الفت میں صدہا رنج کیونکر بوالہوس جھیلے
غلامان محمد ہی مگر ثابت قدم نکلے

غم ہجر محمد کا اثر خالی نہ جائیگا
پس مردن مرے داغ جگر شمع حرم نکلے

وہی مرد خدا ہے اور وہی شیدائے احمد ہے
زیارت کے لئے گھر سے جو بیدام و درم نکلے

پڑے تھے بیخبر آرام سے آغوش ساقی میں
جب آیا ہوش تو میخانۂ وحدت سے ہم نکلے

طفیل نعت احمد سب یہی کہتے ہیں طوفان کو
ثنا خوان محمد میں یہی معجز رقم نکلے

شوق کہتا ہے مدینہ مجھے چلنے کے لئے
جان پہلے ہی سے حاضر ہے نکلنے کے لئے

یا نبی آپ کے بیمار کی لے کون خبر
درد اٹھا مری کروٹ کو بدلنے کے لئے

وہ بھی دن آئے کہ طفلان مدینہ یارب
دوڑتے آئیں مرے سر کو کچلنے کے لئے

خون دل خون جگر بہہ گیا آنسو ہو کر
اے فراق نبوی دم ہے نکلنے کے لئے

رخ پہ ابروئے محمد کا اشارہ ہے یہی
بدر میں تیر ہے تلوار یہ چلنے کے لئے

حاجیوں نے در احمد کو تو آنکھوں سے ملا
رہ گئے ہم کف افسوس ہی ملنے کے لئے

داغ دل میں رہا خال رخ احمد کا خیال
میرے گلشن میں بلال آئے ٹہلنے کے لئے

آتش ہجر محمد سے کہاں نیند آئے
ہے اسی آگ میں سونا مرا گلنے کے لئے

گرمی الفت احمد سے بڑھی سوزش دل
اور شعلہ یہ بھبھوکا ہوا جلنے کے لئے

اللہ اللہ وہ مدینہ کا سہانا جنگل
خوب ہے اس دل وحشی کے بہلنے کے لئے

مجھ پہ احسان ہے اس نعت پیمبر تیرا
بھر دئے دل میں مرے لعل اگلنے کے لئے

شب معراج نکل آئے ہزاروں مطلب
بیل منڈھے پہ چڑھی پھولنے پھلنے کے لئے

ہو گیا وردِ زبان نامِ محمد طوفان
یہ عصا خوب ہے گرتے کو سنبھلنے کے لئے

حاجیو تم جو مدینہ سے ہو آتے جاتے
کچھ مرا حال بھی حضرت کو سناتے جاتے

خاکِ پاکِ درِ اقدس جو کبھی مل جاتی
ہم بھی کس شوق سے آنکھوں میں لگاتے جاتے

ہے یہ سودا زدۂ زلفِ معنبر کا علاج
لخلخہ سنبلِ طیبہ کا سنگھاتے جاتے

ہم اگر جا ہیں تو مشکل ہے مدینہ جانا
آپ گر جا ہیں تو کیا دیر ہی آتے جاتے

وہ بھی دن آئے کہ حج کر کے مدینہ کی طرف
وجد کرتے ہوئے ہم دھوم مچاتے جاتے

لامکاں تک گئے اک آن میں محبوبِ خدا
طورِ موسیٰ پہ گراں ہو گیا جاتے جاتے

بلبلانِ چمنِ خلد بھی ہر شام و سحر
تربتِ پاک پہ ہیں پھول چڑھاتے جاتے

دل کو ملتا جو کبھی شوقِ شہادت کا مزا
ہم بھی تلوار کے پھل منہ سے چباتے جاتے

یا نبیؐ جس نگہ ناز کے زخمی تھے بلالؓ
میرے دلبر بھی وہی تیر لگاتے جاتے

چلتے پھرتے رہے جس جا پہ مدینہ میں حضورؐ
فرش آنکھوں کا وہیں ہم بھی بچھاتے جاتے

غنچہ منہ کھول کے پڑھتے جو ثناءِ احمدؐ
صحنِ گلزار میں بلبل کو سناتے جاتے

آتشِ ہجر سے دیدیجئے طوفان کو نجات
یا نبیؐ دل کی لگی کو تو بجھاتے جاتے

کیا نامِ خدا ایک جوانِ مدنی ہے
وہ نور کی صورت ہی کہ اللہ غنی ہے

عشق درِ دندان میں عجب جاں شکنی ہے
پیتا ہوں جو آنسو وہی ہیرے کی کنی ہے

لوٹینگے کہاں دولتِ دیدار تو نگر
دربارِ محمد میں فقیروں کی بنی ہے

اک تیرِ نظر ہی نہیں کچھ کھب گیا دل میں
جو نوک ہے مژگاں کی وہ برچھی کی انی ہے

یہ ماہِ مدینہ کی محبت کا ہے جلوہ
تربت پہ مری چادرِ مہتاب تنی ہے

جس دل میں رہے الفتِ گیسوئے محمد
سینہ میں وہ دل نافۂ مشکِ ختنی ہے

جو چیختا رہتا ہو فراقِ نبوی میں
وہ طائرِ صحرائے اویس قرنی ہے

لب بند ہوئے سُنکے فصیحانِ عرب کے
کیا نامِ خدا شہرتِ شیرین سخنی ہے

وے صاف وہ ساقی تو مئی عشقِ محمد
بھٹی سے نکل کر جو صراحی میں چھنی ہے

دیدار کے طالب کا یہ موجود ہے سامان
اک ہاتھ میں کاسہ ہے گلے میں کفنی ہے

گر ہم نہ گئے روح تو جائیگی مدینہ
دل میں کششِ صادقِ حبّ الوطنی ہے

کیونکر نہ کریں حضرتِ جبریل خوشامد
محبوبِ خدا ہے وہ شفاعت کا دھنی ہے

ہے تارِ نظر سے بھی سوا نور کمر کا
پٹکہ نکل آیا ہے وہ رمزِ بدنی ہے

کیوں خون نہ رلائے دُرِ دندانکی شہادت
ہیرے کا جو ٹکڑا تہا وہ لعلِ یمنی ہے

کی عرض گنہگار بھی ہے دید کا طالب
طیبہ سے ندا آئی کہ یہ تو شُدنی ہے

طوفان مرے دل میں ہے مدینہ کی محبت
گو جسم وطن میں ہے مگر دل مدنی ہے

جوشِ عشقِ نبوی گر پسِ مُردن مارے
نور کی لہر چراغِ سرِ مدفن مارے

جلوۂ نورِ نبی ہوتا نہ لیلیٰ میں اگر
قیس پھرتا نہ کبھی بھولکے بن بن مارے

دلِ پُرداغ میں یوں زلفِ نبی کا ہے خیال
جیسے گلزار میں لہریں کوئی ناگن مارے

آکے روضہ کی جالی یہ جو پڑ جائے نظر
تیرِ عاشق کو ہر اک دیدۂ روزن مارے

سامنے جسکے ہو قندیلِ شریعت روشن
راہِ فردوس میں کیونکر اوسے رہزن مارے

آپکے سامنے خورشیدِ قیامت بھی جو آئے
سو طمانچے اوسے نورِ رخِ روشن مارے

کیا شفاعت کے طلبگار ہو تم اے طوفان
ذرا احمد یہ جو یوں بیٹھے ہو آسن مارے

بلبل جو کہیں نعتِ نبی بول رہا ہے
غنچہ بھی تنا کہنے کو منہ کھول رہا ہے

تنکے سے بھی ہلکا ہے گناہونکا ذخیرہ
بازارِ شفاعت میں یہی تول رہا ہے

نیند آئے کہاں عاشقِ حسنِ نمکین کو
بیدار ہے آنکھوں میں نمک گھول رہا ہے

اوس شمعِ نبوت پہ تو پروانہ ہے بلبل
جل جانیکو تیار ہے پر تول رہا ہے

عصیاں سے ہمارے ہوئی چینِ جبینِ آپ
داماں شفاعت میں کہیں جھول رہا ہے

خنجر کی طرح چاند سی صورت پہ بھوین ہیں
اس بدر میں اوس بدر کا رن بول رہا ہے

مستی میں بھی حضرت کی شریعت کو نچھوڑا
ہر حال میں دانا دلِ بہلول رہا ہے

لبریز رہی دل میں مئے عشقِ محمد
خالی نہ فقیروں کا یہ کشکول رہا ہے

فرقت میں ٹپکتے ہیں دُرِ اشک جو طوفان
دامن میں وہ جبریلِ امیں رول رہا ہے

جان تن سے نکل کر میری آنکھوں میں اڑی ہے
دیدار دکھا دو یہ مصیبت کی گھڑی ہے

گھر کر لیا دل میں غمِ دندانِ مبارک
ہیرے کی کنی لعلِ بدخشاں میں جڑی ہے

ہے دل میں میرے اوس قدِ بیسایہ کا جلوہ
لو شمع کی آئینہ میں بے سایہ کھڑی ہے

کیا شان ہے بیمارِ رسولِ مدنی کی
بالیں پہ عیادت کے لئے حور کھڑی ہے

گل شمع سے جھڑتے ہیں دمِ نعتِ پیمبر
پروانہ ہے بلبل کہ عجب پھول جھڑی ہے

باغوں میں تو اک باغ ہے پھولوں میں تو اک پھول
اے شہرِ محمد تری کیا شان بڑی ہے

تلواروں کی دھاروں میں بھی جاؤنگا مدینہ
دل بھی میرا فولاد ہے منزل جو کڑی ہے

خدامِ حرم آپ کے اس مار کے صدقہ
یہ ہاتھ میں درہ ہے کہ پھولوں کی چھڑی ہے

بجلی بھی تڑپ جاتی ہے بیتابی دل سے
طوفان ترا رونا ہے کہ ساون کی جھڑی ہے

زہے قسمت کہ کس راحت میں امت ہے محمد کی
خدا کا رحم ہے شامل شفاعت ہے محمد کی

نہ جانا تم سیہ کاری پہ میری حضرتِ واعظ
برا ہوں یا بھلا ہوں پر محبت ہے محمد کی

جو موسیٰ نے نہ دیکھا تھا وہ دیکھا آپ نے جلوہ
نظر باز و جدا سب ہے بصارت ہے محمد کی

بچانا۔ نار سے آزاد کرنا بخشوا دینا
یہ خصلت ہے محمد کی یہ عادت ہے محمد کی

کھنچا رہتا ہے ہر دم آنکھ میں نقشہ مدینہ کا
ہمارے کعبۂ دل میں زیارت ہے محمد کی

درِ فردوس پر حائل ہوا رضواں تو کہہ دونگا
اجارہ کیا کسی کا ملکِ جنت ہے محمد کی

جو فرمانِ خدا ہے بس وہی فرمانِ احمد ہے
خدا کی بادشاہت ہے (طرح) وزارت ہے محمد کی

نکل جا دُور ہو چل سامنے سے اے غمِ عقبیٰ
یہاں پیشِ نظر ہر وقت صورت ہے محمد کی

گنہگاروں کی جانب جب بڑھا شعلہ جہنم کا
ندا مالک نے دی ہاں ہاں یہ امت ہے محمد کی

گذرتی ہے مزے میں فکر دنیا ہے نہ عقبیٰ کی
خدا کی مہربانی ہے عنایت ہے محمد کی

جہاں میں جشنِ میلاد النبی کی دھوم ہے طوفان
زمیں سے عرش تک پہونچی وہ شہرت ہے محمد کی

نزع میں عشقِ محمد کی جزا آتی ہے
حور بنکر مری بالیں پہ قضا آتی ہے

دلِ بیمار شفا ہوگی پریشاں مت ہو
فرحت افزا وہ مدینہ سے ہوا آتی ہے

ہو کسی دن ترے محبوب کا دیدار نصیب
یا الٰہی مجھے اتنی ہی دعا آتی ہے

عطر ہی کھینچ اٹھینگے اک روز مدینہ والے
مری مٹی سے اٹھیں بوئے وفا آتی ہے

نہ کرامت محبوب سے سختی کا سوال
اے فرشتو تمہیں کچھ شرم و حیا آتی ہے

غنچے منہ کھول کے پڑھتے ہیں محمد پہ درود
مرحبا کی لبِ بلبل سے صدا آتی ہے

وجد میں جھوم کے کرلیتا ہوں دل ہی کا طواف
یاد جب صورتِ محبوبِ خدا آتی ہے

نازبرداریاں عاشق کی جو کرتے ہیں حضور
نہ ستم آتا ہے انکو نہ جفا آتی ہے

یوں بکھر جاتے تھے گیسوی مبارک رخ پر
جسطرح چاند پہ ہر سو سے گھٹا آتی ہے

ٹھہر مچل اے دلِ نالاں کہ مدینہ سے ضرور
اب کوئی خوشخبری لیکے صبا آتی ہے

یاد فرمایا ہے حضرت نے چلو آ طوفان
ہاتفِ غیب کی کانوں میں ندا آتی ہے

حضرت کی جب جلال سے رنگت بدل گئی
ابرو کھنچے تو بدر میں تلوار چل گئی

شق القمر سے چرخ کی آفت جو ٹل گئی
دستار آفتاب (طرح) کے سر سے اوچھل گئی

رونے سے رک سکی نہ تپش دل کی ایکدم
بجلی تڑپ تڑپ کے گھٹا سے نکل گئی

برسوں کے بعد کھائی مدینہ کی جب ہوا
بیمار مصطفےٰ کی طبیعت سنبھل گئی

صد حیف جیتے جی نہ زیارت ہوئی نصیب
ارمان خاک ہوگئے اور جان نکل گئی

لکھنی ہے اور نعتِ پیمبر ابھی مجھے
اسواسطے اجل بھی مرے سر سے ٹل گئی

روشن ہوا جو نور سراج المنیر کا
نارِ حسد سے جان جہنم کی جل گئی

کافی ہے ہمکو سایۂ دیوارِ مصطفےٰ
اے آفتابِ حشر تری دوپہر ڈھل گئی

چھڑکی کسی نے خاکِ مدینہ جو بعد مرگ
مارے خوشی کے نعش ہماری اوچھل گئی

جب آگیا خیال شفاعت بروزِ حشر
دہشت عذاب کی مرے دل سے نکل گئی

طوفان شبِ فراق میں نیند آئی کسطرح
سونے کی جان عشق کی بھٹی میں گل گئی

اوس شافع محشر نے شان اپنی جو دکھلائی
غش کھا گئے موسائی حیران ہوئے عیسائی

اے بادِ صبا کہدے چپکے سے اونہیں جاکر
فرقت میں تڑپتا ہے وہ آپ کا شیدائی

حورانِ بہشتی بھی زلفوں سے قدم جھاڑیں
گیسوئے محمد کا مل جائے جو سودائی

ہاں کاسۂ دل ساقی بھر دے مئے وحدت سے
بارش ہے شفاعت کی رحمت کی گھٹا چھائی

فرقت کے ستم دیکھوں یہ تاب نہیں مجھکو
روتے ہوئے برسوں سے کم ہوگئی بینائی

نقاش نے سایہ کو حضرت کے جو رکھا تھا
گودی میں اوسے لیکر معراج کی شب آئی

اک چاند کے دو ٹکڑے جب کردئے حضرت نے
گرنے لگے قدموں پر ملکے کے تماشائی

بیدرد نہیں سنتا افسانۂ دردِ دل
دربارِ محمد میں ہوگی مری رسوائی

خالق سے دعا کرکے بے فکر مجھے کردو
ملجائے مجھے حضرت اک گوشۂ تنہائی

میں غرق گنا ہوں پر کیوں کر نہ کروں طوفاں
اوس شافع محشر تک پہونچی مری رسوائی

دل مستمند کی خواب میں جو خوشی سی وہ آگئے
عربی عبادتی ادا انکیں جمال دکھا گئے

کوئی تہا جوں پہ فریفتہ کوئی چاند تارونپہ شیفتہ
کہ خدا سی بندے جو دور تھے اونہیں آپ آکے ملا گئے

نئی اوسکی شان ہے ہر زمان کیا ناتواں کو نگاہبان
دیا جالا مکڑی نے بے گمان جو وہ سوئے غار حرا گئے

ہی عجیب دین محمدی کہ یہی ہی دولت سرمدی
در پاک کے جو فقیر تھے وہی بادشاہ ہو یہ چھا گئے

تہا جو سر پہ چتر پیمبری تو علی سے ڈر گئی خیبری
وہ جو مارا نعرہ حیدری تو زمین عرش کی ہلا گئے

وہی رہتی خواب و خیال میں جو ہیں منتظر جمال میں
مرے دل میں سینہ میں آنکھ میں وہ حبیب پاک سما گئے

وہ کمال خلق عظیم کا وہ کرم رسول کریم کا
نئی شان اپنی دکھا گئی کہ گدا کو شاہ بنا گئے

کوئی پوچھتا ہی نہ تہا پتہ کہ کھاں ملے مسکن مصطفےٰ
اوسی گھر سے آتی تھی بوئے گل کہ جہاں رسول خدا گئے

دل و جان اونپہ نثار ہیں جو شفیع روز شمار ہیں
مری بگڑی بات بنا گئے مری جرم سارے مٹا گئے

کوئی بات ایسی بتائے تو کہ عطائے تو بہ لقائے تو
دل طوفان اونپہ نثار ہے جو سبق فنا کا پڑہا گئے

بلبل وہ نہیں ہم کہ جو گلشن میں رہینگے
یارب ترے محبوب کے مسکن میں رہینگے

محبوب خدا ہیں وہ دکھائی نہیں صورت
وہ مثل نظر آنکھ میں یا من میں رہینگے

نیکوں کی نظر حشر میں فردوس پہ ہوگی
کس شوق سے ہم آپکے درشن میں رہینگے

کیا پوچھتے ہو خانہ بدوشوں کا ٹھکانا
طیبہ ہی کے ہم کوچہ و برزن میں رہینگے

کیا غم جگر و دل میں ہیں حسرت و غم فرقت
یہ پھول ہمیشہ مرے مدفن میں رہینگے

جاینگے کھاں آپکا در چھوڑ کے عاصی
گو خار ہیں پر گل ہی کے دامن میں رہینگے

جنت میں بھی حوروں کا جو ہم کو ہوا تماشہ
ہم واں بھی خیال رخ روشن میں رہینگے

جو ذہن میں ہیں نعت پیمبر کے مضامین
ایسے نہ جواہر کسی معدن میں رہینگے

لاغر بھی ہوئے ہجرِ محمدؐ میں اگر ہم
تنکے کی طرح دیدۂ دشمن میں رہینگے

لیجائینگے کیا دیدۂ خونبار سے بازی
گو ابر برستے ہوئے ساون میں رہینگے

مجرم ہوں مگر حلقۂ گیسوئے محمدؐ
یہ طوق کیصورت مری گردن میں رہینگے

جو راہِ شریعت سے جدا ہو گئے طوفان
اک روز وہی پنجۂ رہزن میں رہینگے

جشنِ میلاد النبی کی دو جہاں میں دھوم ہے
ہر مکاں میں دھوم ہے اور لامکاں میں دھوم ہے

آج تارا عرش کا آیا ہے فرشِ خاک پر
آمد آمد کی زمین و آسماں میں دھوم ہے

گر گئے لات و ہبل ٹوٹا ہے کسرا کا محل
برق دین کی زمرۂ نوشیرواں میں دھوم ہے

ہو گیا مکے میں خورشیدِ رسالت جلوہ گر
جا بجا ہر مجمعِ پیر و جواں میں دھوم ہے

بج رہی ہے عرش پر نوبت رسول اللہ کی
قدسیوں میں شور ہے کون و مکاں میں دھوم ہے

چشمۂ کوثر میں ہے کس زور کا جوش و خروش
ساقیِ کوثر کی آمد سے جناں میں دھوم ہے

ذکر علم الاولین پر ختم ہے سلطانِ العلوم
جسکے علم و فضل کی ہندوستاں میں دھوم ہے

آ گیا دریائے رحمت جوش پر طوفان آج
نعتِ احمدؐ کی گروہِ عاشقاں میں دھوم ہے

(طرح)
اسلام کی حضرت نے جو وقت بنا ڈالی
کعبہ میں بتوں کی پھر بنیاد ہلا ڈالی

بلبل نے نہ سونگھا ہو اس پھول کی لا ڈالی
حضرت کیلئے مالی کشتی میں لگا ڈالی

تنکے سے بھی ہلکا تھا کیا بار امانت کا
کیوں حضرتِ انساں نے سر اپنے بلا ڈالی

گو نخلِ محبت میں آئے ہیں ثمر لیکن
بیدرد کے پتھر سے مالی تو بچا ڈالی

کیا نام محمدؐ کا میٹھا تھا لڑکپن سے
رحمت نے یہی مصری گھٹی میں ملا ڈالی

کیا نخلِ شہادت کا پھل قند سے میٹھا تھا
تلوار کو حمزہ نے دانتوں سے چبا ڈالی

کیوں جھومتی رہتی ہے ہر وقت شجر پر تو
کیا آج مدینہ کی کھائی ہے ہوا ڈالی

تھی راہ مدینہ میں جو خاک مری باقی / صد حیف کہ آندھی نے اوسکو بھی اوڑا ڈالی

میزان میں تو بھاری تھے پر ایسے سبک نکلے / قیمت ہی گناہونکی رحمت نے گھٹا ڈالی

اے عشق نبی تو نے چھوڑا نہ شریعت کو / اللہ کے بندے کی تصویر مٹا ڈالی

کیا روح نہ جا پہنچی طوفان کی مدینہ کو / کیوں نعش وہ بیکس کی مٹی میں دبا ڈالی

یا الٰہی شاد ہوگا یہ دل ناشاد بھی / کیا حبیب پاک عاجز کو کریں گے یاد بھی

مغفرت نے دیکھکر محشر میں شان مصطفےٰ / عاصیوں کو دی شفاعت کی مبارکباد بھی

ہیں وہ بلبل ہوں کہ پڑھتا ہوں محمد پر درود / نذر دیگا پھول لا لاکے مجھے صیاد بھی

بعد مردن اونکے کوچہ تک گیا اوڑکر غبار / کیا ٹھکانے سے لگی مٹی میری برباد بھی

صبر تھا وہ معجزہ روشن رسول اللہ کا / دیکھکر ایمان لاتے تھے ستم ایجاد بھی

غازیوں کی سخت جانی سے خمیدہ ہوگیا / اونکا لوہا مانتا تھا خنجر فولاد بھی

اوس یتیم پاک سے سن کر کلام اللہ کا / شوق سے شاگرد ہوتے تھے بڑے اوستاد بھی

کھینچکر تصویر نقاش ازل نے آپکی / دیکھکر چہرہ کو آنکھوں پر کیا ہی صاد بھی

حشر میں شان جمال مصطفےٰ کو دیکھکر / قیس لیلیٰ سے تو شیریں سے پھرا فرہاد بھی

دمبدم دیتا ہے ساقی مجھکو صہبائے طہور / کیا مزے کی ہی محبت میں خدا کی یاد بھی

حضرت عابد رہے زندان غم میں عمر بھر / ہوگئے تھے گرچہ قید شام سے آزاد بھی

ہم تو ایسے دل کو طوفان کہتے ہیں جہان سرا / جس میں ہو الفت بتوں کی اور خدا کی یاد بھی

(طرح)

خواجہ ترے گنبد پر کیا نور برستا ہے / میزاب کے پانی کو ہر شخص ترستا ہے

اے ہجر معین الدین مجبور نہ کر مجھکو / دوری کے شکنجہ میں کیوں تو مجھے کستا ہے

اے بی‌سروسامانی کی راہزنی تو نے / حالانکہ بہت آسان اجمیر کا رستہ ہے

کس شان کا وہ گل ہے جانِ دلِ بلبل ہے
اجمیر میں رہتا ہی باغوں میں مہکتا ہے

قوال کے نغموں میں تیرا ہی ترانہ ہے
سُن سُن کے ہر اک شیدا محفل میں تڑپتا ہے

کیوں ہاتھ پڑا اُو لجھا تیرا نشۂ اجمیری
ابتک وہ تیرا کشتہ مقتل میں سسکتا ہے

ساقی نے سمجھکر ہی جی بھر کے ندی مجھکو
وہ خوب سمجھتا ہے کم ظرف بہکتا ہے

جب جلتے ہوئے دل کا تپ تپ کے بخار اُوٹھا
بن بن کے وہی آنسو آنکھوں سے ٹپکتا ہے

خواجہ کی عنایت سے کچھ دور نہیں طوفان
خورشید کے پرتو سے ذرہ بھی چمکتا ہے

کوشش مری بخشش کی وہ کیا کیا نہ کرینگے
پر اپنے گنہگار کو رسوا نکرینگے

ہاتھ آئیگا جسدم گلِ گلزارِ مدینہ
ہم بھی خلشِ خار کا شکوہ نکرینگے

دندانِ مبارک کی شہادت سے قیامت
عاشق کبھی قدرِ دُرِ یکتا نکرینگے

دلکش ہے وہ اللہ کے محبوب کا روضہ
جنت کیطرف رخ کبھی شیدا نکرینگے

اوڑتا ہے پرِ شوق مدینہ کی ہوا پر
سامانِ سفر ہمتو مہیا نکرینگے

ہم دیکھ چکے روضۂ پر نور کا جھومر
نظارہ ہوئے عقدِ ثریا نکرینگے

ہرچند کہ دیوانے ہیں پر حسنِ ادب سے
گلیوں میں مدینہ کی تماشا نکرینگے

محبوبِ خدا کو کوئی کیا دیکھہ سکیگا
پر اپنے غلاموں سے تو پردہ نکرینگے

دیدارِ الٰہی جو میسر ہو تو پھر ہم
دوزخ میں بھی جنت کی تمنا نکرینگے

اس شرط سے زہاد کو مل جائیگی جنت
گر اپنی عبادت پہ وہ نخرا نکرینگے

کیوں ابر بہاری کیطرح روتے ہو طوفان
صحرائے مدینہ کو تو دریا نکرینگے

اپنے پلہ پر رسول اللہ کو پاتے ہوئے
شرم آتی ہے گنہگاروں کو شرماتے ہوئے

قافلے والے مدینہ کو تو جا کر آ گئے
رہ گئے ہم یاں دلِ وحشی کو بہلاتے ہوئے

دیکھکر حسنِ تکلم کو فصیحانِ عرب
سامنے آکر نکل جاتے تھے کتراتے ہوے

مژدۂ لا تقنطو سنکر ہوئے ہم باغ باغ
اور تازہ ہوگیا ہر پھول کملاتے ہوے

بیکسی جانے نہیں دیتی مدینہ کو حضور
آپ کو کیا دیر ہے پھر خواب میں آتے ہوے

جائینگے پیشِ خدا یوں حشر میں سلطانِ دین
بہرِ تسکین عاصیوں کو شکل دکھلاتے ہوے

ہے یہی احسان ترا مجھ پر مزارِ پاک سے
لائیو دو پھول اے بادِ صبا آتے ہوے

یوں رخِ پُرنور پر تھے گیسوئے عنبر فشاں
شمع کے سر سے دھواں نکلا ہے بل کھاتے ہوے

حشر کے میدان میں وہ رحمت اللعالمین
آئینگے ابرِ شفاعت سب پہ برساتے ہوے

عاشقوں کو کیوں نہو شمعِ رسالت کا ادب
کچھ نہ نکلا منہ سے پروانوں کی جلجاتے ہوے

مغفرت کا مژدۂ جان بخش سنکر خواب میں
آج **طوفان** صبح سے پھرتا ہے اتراتی ہوے

جب شمعِ محمد کی لو دل سے لگا بیٹھے
ہم صورتِ پروانہ تن اپنا جلا بیٹھے

اوس شانِ کریمی نے محشر میں چنا ہمکو
ہر چند کہ نیکوں کے مجمع سے جدا بیٹھے

ہیبت سے لگے ملنے سب تختِ سلاطیں کے
خرمے کی چٹائی پر جب نورِ خدا بیٹھے

خدامِ حرم ہمکو کیوں یاں سے اوٹھاتی ہو
ہم اپنے ہی آقا کی دہلیز پہ آ بیٹھے

اے دردِ جگر نکلے منہ سے مرے وہ نالہ
جو عرشِ معلےٰ کی زنجیر ہلا بیٹھے

حضرت ہی نہ آئیں تو کیا خاک شفا ہوگی
بیمارِ محبت سے سب ہاتھ اوٹھا بیٹھے

آذر کے وہ بت سارے تشنے ہوئے پتھر کے
کعبہ میں معاذ اللہ وہ بنکے خدا بیٹھے

گھر پاک نہیں دل کا ہرگز وہ نہ آئینگے
کسطرح سے لوہے پر کندن کی جلا بیٹھے

کیا درد بھرے دل کی آواز رلاتی ہے
یارب کہیں کوئل کا کوکو سی گلا بیٹھے

افسوس تپشِ دل کی ٹھنڈی ہوئی رونے سے
بھڑکے ہوئے شعلہ کو پانی سے بجھا بیٹھے

ہم خاک نشینوں کو کیا کام چھپر کہٹ سے
اک دم بھی نہ راحت سے محبوبِ خدا بیٹھے

شرمندۂ عصیاں پر رحمت کا پڑا پانی
ہم اپنے پسینہ میں خود آپ نہا بیٹھے

گیسوئے پیمبر کی الفت میں پریشاں ہے
بلبل ترے گلشن میں کیا باد صبا بیٹھے

جو فخر سلاطین تھے اور وہ بھی جو حق بین تھے
کوچہ میں محمد کے وہ مثل گدا بیٹھے

طوفان کی طبیعت بھی ہی نعت سے شاہانہ
کچھ فخر نہیں اوسکے بازو پہ ہما بیٹھے

بروں کو کچھ ایسی بھلی سوجھتی ہے
مدینہ کی ہر دم گلی سوجھتی ہے

فراق محمد میں روتی ہے شبنم
غضب ہے گلوں کو ہنسی سوجھتی ہے

عبث روتے رہتے ہیں پاؤں کے چھالے
زیارت کی دل کو خوشی سوجھتی ہے

شفاعت کی امید میں یا محمد
بدوں کو بھی نیکی بدی سوجھتی ہے

وظیفہ ہے نام مبارک کا ہر دم
ہمیں تو یہی یا نبی سوجھتی ہے

مرے دل میں وہ عشق کی دوربیں ہے
کہ جب دیکھئے دور کی سوجھتی ہے

مبارک ہو کعبہ کا حج حاجیوں کو
ہمیں راہ کچھ اور ہی سوجھتی ہے

جو روشن ہوئی بزم امکاں میں پہلے
اوسی شمع کی روشنی سوجھتی ہے

فراق محمد میں تڑپا رہا ہے
عجب درد کو دل لگی سوجھتی ہے

سر آنکھوں سے جائینگے سوئے مدینہ
جو کچھ سوجھتی ہے یہی سوجھتی ہے

فقط آرزوئے شہادت ہے دل میں
گنہگار کو خوب ہی سوجھتی ہے

یہی سلطنت ہے کہ در پر پڑے ہیں
غلاموں کو شاہنشہی سوجھتی ہے

بچا ذال دنیا کی الفت سے مولا
یہ کالی بلا اک پری سوجھتی ہے

گنہگار کو بخشوا کر ہی چھوڑا
یہی تجھکو اے ہاشمی سوجھتی ہے

جوانی تو عصیاں میں گذری ہی طوفان
بڑھاپے میں امر الہی سوجھتی ہے

دھوم ہے مصر میں یوسف کا جمال اچھا ہے
غل ہے کونین میں اللہ کا لال اچھا ہے

ذکر وہ ذکر کہ جس ذکر سے مذکور ملے
جلوہ گر حال ہو جس سے وہی قال اچھا ہے

یہی قاصد یہی دمساز ہے میرا ہر دم
جا کر آتا ہے مدینہ سے خیال اچھا ہے

قدر مداحِ پیمبر کی بڑھی روزِ جزا
آئی رحمت بھی مرے پاس یہ مال اچھا ہے

ہجر میں یادِ محمدؐ بھی نہیں وصل سے کم
عاشقوں کیلئے یہ رنج و ملال اچھا ہے

نہ رہے ناظر و منظور نہ حیرت نہ نظر
جب نہ میں تو کا ہو جھگڑا تو وصال اچھا ہے

حسب دلخواہ وہ دیتے ہیں تسلی کا جواب
میری جانب سے شفاعت کا سوال اچھا ہے

مثلِ طوبیٰ ہے ہرا دینِ محمدؐ کا علم
باغِ عالم میں یہ سرسبز نہال اچھا ہے

کلمہ گو کی شفاعت تو یقینی ہے ضرور
جسکا آغاز ہو نیک اوسکا مآل اچھا ہے

حسن پر اپنے تو اے حور کبھی ناز نہ کر
خالِ رخ سے ترے حضرت کا بلالؓ اچھا ہے

دیکھکر خلد میں **طوفان** کو کہا حضرت نے
ابتو بیمارِ محبت ترا حال اچھا ہے

دلا صبح و مسا جوئندہ باشی
نشانِ بے نشان یابندہ باشی

زبان تا در دہن زیبندہ باشی
ثنائے مصطفیٰ خوانندہ باشی

خدا را در دلم اے عشقِ احمدؐ
چو خورشیدِ فلک تابندہ باشی

بکن گریہ چو بلبل در فراقش
بسانِ گل بہ فردا خندہ باشی

خطابِ تو شفیع المذنبینی
ز عصیانم چرا شرمندہ باشی

ندائے غیب می آید بگوشم
بہ عشقِ مصطفیٰ پائندہ باشی

اگر تو بایزیدِ وقت ہستی
بہ پیشِ مصطفیٰ چون بندہ باشی

طوافِ تو باین امید کردم
کہ بر من مہربان آئندہ باشی

خدا را وا بکن چشمِ بصیرت
بہ ہر سو نورِ او بینندہ باشی

فدایم بر تو اے نام محمد — خوشا وقتیکہ بر دل کندہ باشی
چو خواہی لذت عشق محمد — کباب آسا دلا سوزندہ باشی

کلام تو جوان شد در ضعیفی
طفیل نعت **طوفان** زندہ باشی

کعبہ جا کر جو مدینہ کی زمین دیکھ چکے — زندگی ہیں وہی فردوس بریں دیکھ چکے
رہ گئے اپنا سا منہ لیکے حریصان عذاب — جب گنہگار کو حضرت کے قرین دیکھ چکے
کیوں نہو فخر حضوری سے اونہیں شام و سحر — آپ کی شان کو جبریل امین دیکھ چکے
قدم پاک سے سر میرا اوٹھاتے کیونکر — کیونکہ خدام ادب نقش جبین دیکھ چکے
پھول اگر بھی تو وہ حور و نکو نہ بھینگے کبھی — جو مدینہ میں وہ احسن نمکین دیکھ چکے
قافلے والو سے کیا عرض کرے حال اپنا — مبتلائے غم و اندوہ حزین دیکھ چکے
قد بے سایہ یہ کہتا تھا نظر بازوں سے — لامکان جسکا مکان ہے وہ مکین دیکھ چکے
بزم میثاق میں بیہوش جو ہوشیار ہو — چشم مشتاق سے حضرت کو وہیں دیکھ چکے
حسن اخلاق پہ حضرت کے فدا ہیں لاکھوں — کسقدر شمع کو پروانے حسین دیکھ چکے

اپنے مداح کو ممدوح طلب کرتے ہیں
عرصۂ حشر میں **طوفان** کو کہیں دیکھ چکے

ہر دو عالم میں ہوئی جلوہ نمائی اونکی — وہ ہیں محبوب خدا کے تو خدائی اونکی
جھاڑ کر پلکوں سے ہر صبح بچھا جاتے تھے — چومتے رہتے تھے جبریل چٹائی اونکی
ہوگیا ایک اشارہ سے قمر دو ٹکڑے — پنجۂ مہر کو پہیرے گی کلائی اونکی
قدسیوں نے بھی نہ پایا کہیں سایہ کا پتہ — ہے وہ دربار الٰہی میں رسائی اونکی
مغفرت حشر میں ڈھونڈیگی اوسی کو ہر سو — سوختہ دل کوئی دیگا جو دوہائی اونکی
لات و عزیٰ کی زبان پر ہوا جاری کلمہ — عین کعبہ میں جو صورت نظر آئی اونکی

دامن پاک سے ہوتی تھی کسی دم نہ جدا
ہم سے بہتر ہے مقدر میں بلائی اونکی

عاشقوں کا وہ مدینہ میں سلام رخصت
کس قیامت کی قیامت ہے جدائی اونکی

روزہ داروں نے بھی لاکھوں سے نہ ہمت ہاری
جنگ ایسی کہ پہاڑوں پہ چڑھائی اونکی

آئینہ دل کا نہ دارا سے مکدر ہوتا
دیکھ لیتا جو سکندر بھی صفائی اونکی

امتی آپ کے کتنے ہی برے ہوں طوفان
پر محمد کو ہے منظور بھلائی اونکی

آئی دم بھر میں غلاف شاہ سی ملتی ہوئی
ہے نسیم صبح میری آہ سے ملتی ہوئی

خضر بھی راہ مدینہ دیکھکر کہنے لگے
ہاں یہی فردوس کی ہے راہ سے ملتی ہوئی

عاشقوں کے قبر کی مٹی اوڑ گئی عرش پر
خاک نعلین رسول اللہ سے ملتی ہوئی

اللہ اللہ مغفرت کی ہی خبر کس شان کی
آگئی پیغمبر ذیجاہ سے ملتی ہوئی

داغ اوسمیں ہے تو انکے حسن سے دل باغ باغ
پاک صورت بھی کہیں ہے ماہ سے ملتی ہوئی

ہوگیا تنگ شفاعت سی گناہوں کا پہاڑ
کوہ کو نسبت نہ تھی کچھ کاہ سے ملتی ہوئی

کیوں نہ ہوئی مجھکو طوفان ساقی کوثر کی دھن
اونکی الفت ہے خدا کی چاہ سے ملتی ہوئی

رحمت خاص جہاں روز برستی ہوگی
وہی اللہ کے محبوب کی بستی ہوگی

حاجیو دیکھ تو لو قبلۂ کونین کا گھر
ختم کب حج کی یہ ارکان پرستی ہوگی

رہ گئی در پہ نظر حیف نہ آیا قاصد
آنکھ ایسی تو کسی کی نہ ترستی ہوگی

ہے خریدار گناہوں کی فقط رحمت عام
جنس مہنگی ہے مگر حشر میں سستی ہوگی

ہر دو ابرو سے محمد کے عیاں ہوتا ہے
یہی سرجنگ میں اک تیغ دودستی ہوگی

عینی انگور ہوئی مست محبت یہ حرام
اوسکے فاقہ میں کوئی اور ہی مستی ہوگی

رنگ لائیگا جنوں حشر میں جسدم طوفان

الفتِ زلفِ محمدؐ مجھے گستی ہو گی

چالیس برس میں نورِ خدا دکھلا دیا کملی والے نے
قرآن کا نسخہ پڑھ پڑھ کر تڑپا دیا کملی والے نے

عشاق کو اپنے ذکر جلی بتلا دیا کملی والے نے
ہُو ہُو کی پھونک سے شعلوں کو بھڑکا دیا کملی والے نے

کعبہ سے نکل گئے لات و ہبل سب گونج گئی ملکے کی جبل
نقارہ انّا فتحنا کا بجوا دیا کملی والے نے

کنگھی سے سلجھ کر گیسوئے سر لٹکے جو سمٹ کر بینی پر
یوں چاند کے دو ٹکڑے کر کی دکھلا دیا کملی والے نے

لکھا ہوا کلکِ قدرت کا حسنین کے خونِ شہادت کا
امت کو قبالہ جنت کا دلوا دیا کملی والے نے

بے کھٹکے راہِ شریعت سے اوپر چلنا ہی طریقت ہے
بعد اس کے مقام حقیقت سے فرما دیا کملی والے نے

اوہنا جو مدثر کا گھونگٹ حوروں نے بلائیں لیں چھپ چھپ
بلبل کی ہوئی گل سے کھٹ پٹ تڑپا دیا کملی والے نے

تلوار سے کاٹا ڈھالوں کو توڑا فولاد کے جالو نکو
محلوں میں اللہ والوں کو بٹھلا دیا کملی والے نے

حالِ شہ عثمان اعلیٰ ہے لاکھوں ٹکڑوں میں نرالا ہے
شاہوں میں اللہ والا ہے سمجھا دیا کملی والے نے

اپنے ہی رکھا بیماروں میں اپنے ہی رکھا لاچاروں میں
طوفان کا ستارہ تاروں میں چمکا دیا کملی والے نے

عرض میری پیشِ محبوبِ خدا اچھی رہی
گو مرض اچھا نہ تھا لیکن دوا اچھی رہی

بعد مردن قبر میں ہر سو اجالا ہو گیا
دل میں شمع آرزو جلوہ نما اچھی رہی

ہجر کی شب یوں تو کاٹے سے نہ کٹتی تھی کبھی
پر مؤذن کی صدائے جانفزا اچھی رہی

کس طرح تھی سے مرے ارمانوں کی کلیاں کھل گئیں
باغِ دل میں کیا مدینہ کی ہوا اچھی رہی

ذکر اللہ محمدؐ ہی رہا رطب اللسان
کیا زبان پر لذتِ حمد و ثنا اچھی رہی

اصل میں سارا یہ خیاطِ ازل کا تھا کمال
جسم پر اس کے شفاعت کی قبا اچھی رہی

راہِ طیبہ کے ہیں رہزن بھی بڑے مہمان نواز
مفلسوں کی قدر بیحد جابجا اچھی رہی

انبیا میں منتخب ہیں خاص محبوبِ خدا
کیا جوانِ ہاشمی کی ہر ادا اچھی رہی

راحت افزا صبحدم آئی مدینہ سے ہوا
نیم شب کی آج تاثیرِ دعا اچھی رہی

کیوں نہو مہرِ نبوت کی زیارت عام کو
لاکھ نیکوں سے عکاشہ کی خطا اچھی رہی

مژدہ لاتقنطو سُن کر ہوا دل باغ باغ
یہ خبر طوفان طفیلِ مصطفیٰ اچھی رہی

حشر کا روز ہے محبوب طرحدار بھی ہے
جلوۂ طور بھی ہے لذتِ دیدار بھی ہے

رخِ پرنور پہ وہ گیسوئے خمدار بھی ہے
شعلۂ طور ہے پھر اوس پہ دہواں دہار بھی ہے

اسلئے خلد میں جا نیکی دعا کرتا ہوں
بزم افروز وہاں جلوۂ سرکار بھی ہے

صلح جو آپ سا ہوگا نہ زمانہ میں کوئی
ختم حجت کے لئے ہاتھ میں تلوار بھی ہے

یاد نیکوں کی جو دربارِ محمد میں ہوئی
عرض کی میں نے کہ حاضر یہ گنہگار بھی ہے

دمِ رحلت بھی رہا امتِ عاصی کا خیال
انبیا میں کوئی اسطرح کا غمخوار بھی ہے

ختم ہے اوسپہ جمالی و جلالی اوصاف
رحم پرور بھی ہے اور قاتلِ کفار بھی ہے

قاصد اکیسے یقین ہو کہ ملا صاف جواب
اونکے انکار میں پنہاں کوئی اقرار بھی ہے

المدد اے شہ کونین رسولِ عربی
ضعف پیری بھی ہے اور عشق کا آزار بھی ہے

اے شب ہجر نبیؐ اپنے کو تنہا نہ سمجھ
ترے ہمراہ مرا دیدۂ بیدار بھی ہے

دیکھ لے بلبل جان باغ مدینہ کی بہار
خواب راحت میں وہاں سیدِ ابرار بھی ہے

عاصیوں کے لئے اونکا ہے سہارا کافی
ابرِ رحمت کے سوا سایۂ دیوار بھی ہے

اللہ اللہ وہ نبیؐ ہمکو ملا ہے طوفان
سب کا ہادی بھی ہے رہبر بھی ہے مختار بھی ہے

حسن یوسف اور حسن مصطفیٰ کچھ اور ہے
اے زلیخا طرز محبوبِ خدا کچھ اور ہے

زاہدانِ خشک تو جنت کے خواہشمند ہیں
یا رسول اللہ میری التجا کچھ اور ہے

اپنے عاشق کو وہ دیدارِ خدا دکھلائینگے
اے نظر بازو محمد کی عطا کچھ اور ہے

خوبیوں سے متصف تھے گرچہ سارے انبیا
پر جوانِ ہاشمی کی بھی ادا کچھ اور ہے

عاصیوں کو دیکھتے ہی مسکرا کر رہ گئے
آپ کی چشم مروت میں حیا کچھ اور ہے

مسند نوشیرواں کا ہے تکلف ہر طرف
سادگی کہتی ہے فرش بوریا کچھ اور ہے

ٹھنڈی ٹھنڈی آرہی ہے کیا ہوائے مغفرت
وہ مدینہ ہے جو اُٹھی ہے گھٹا کچھ اور ہے

گلۂ اُمت کے چرواہے سبھی ہیں سرسبز یاں
جبتو مکے کے پہاڑوں پر فضا کچھ اور ہے

کفر اور اسلام میں ہے ایک ہی نقطہ کا فرق
ہے دعا کچھ اور تاثیر دعا کچھ اور ہے

سب سخنور کہتے ہیں سن سن کے طوفاں کا کلام
بلبل باغ پیمبر کی صدا کچھ اور ہے

دیکھکر شمع رسالت کو جلے گھر والے
مثل پروانہ فدا ہو گئے باہر والے

اللہ اللہ وہ طرحدار جوان مدنی
بال شانوں پہ وہ لٹکے ہوئے گھونگر والے

دل و جاں آپ کی تعلیم مبارک کے نثار
ہو درود آپ پر اے گنبد اخضر والے

جنکی آنکھوں میں ہو آئینہ رخسار نبی
وہ بھی ہیں اپنے نصیبے کے سکندر والے

فقر نے توڑ دیا کفر شہنشاہوں کا
گر گئے آپ کے قدموں پہ بڑے سر والے

ماہمہ تشنہ لبانیم توئی آب حیات
ہم بھی اک جام کے محتاج ہیں کوثر والے

بے پروبالی نے ہمکو نہ کہیں کا رکھا
اوڑ گئے گلشن بطحی کے طرف پر والے

اے جوان مدنی کیوں نہ بھروں دم تیرا
مرے ایمان کی جان جانئے جوہر والے

میں ترے صبر کے صدقہ ترے فاقوں کے نثار
شکم پاک پہ باندھے ہوئے پتھر والے

ہمتو بیتاب رہے ہجر ہی میں طوفان
آ گئے جاکے مدینہ سے مقدر والے

باب جبریل ہیں پر اپنا مسکن چاہیئے
پھر نگاہ منتظر کو انکا درشن چاہیئے

ہے یہی یارب تری شان کریمی سے امید
روز محشر مصطفےٰ کا سر پہ دامن چاہیئے

یا الٰہی میں ہوں دیوانہ رسول اللہ کا
بعد مردن وادی طیبہ میں مدفن چاہیئے

عاشقانِ مصطفیٰ کی آرزو جنت کو ہے
کہتی ہے دوزخ کہ مجھکو اونکا دشمن چاہیئے

ابرِ رحمت میں ہوا نورِ محمد جلوہ گر
ایسی بجلی کو مرے عصیاں کا خرمن چاہیئے

بعدِ مُردن بھی خیالِ مصطفیٰ دل میں رہے
میری تربت میں یہی اک شمع روشن چاہیئے

ان دریچوں میں ہیں تو محبوبِ خدا ہیں جلوہ گر
کیوں نہ پھر آنکھ پر پلکوں کی چلمن چاہیئے

جسکے دل میں ہوں ہزاروں خواہشوں کی مورتیں
اوسکی پوجا کو تو کاسی کا برہمن چاہیئے

ہجرِ احمد میں جو تم طوفان پھر رونے لگے
کہتی ہیں حوریں انہیں لعلوں کا جوشن چاہیئے

کون سے مست نے نظر ڈالی
جھومتی ہے چمن کی ہر ڈالی

نام میٹھا جو ہے محمد کا
حق نے منہ میں یہی شکر ڈالی

ہیں اوس انگشتِ پاک پر قربان
جسنے ٹکڑے قمر کے کر ڈالی

خاک میری اوڑا کے آندھی نے
لو مدینہ کی راہ پر ڈالی

کیا سبک بار تھا امانت کا
پھر بلا کیوں ہمارے سر ڈالی

جب ہوا کھائیگی مدینہ کی
لائیگی پھول کر ثمر ڈالی

حشر میں گرمیِ شفاعت نے
آگ دوزخ کی سرد کر ڈالی

غمِ شبیرؑ سے گلستان میں
خاک پر لوٹتی ہے ہر ڈالی

ہمنے دریائے عشق میں طوفان
ناؤ دل کی تو بے جگر ڈالی

دل و جان تجھ پہ فدا تاجِ شفاعت والے
دے سند خلد کی اے مُہرِ نبوت والے

کبھی فاقوں سے شکستہ نہوا دل اونکا
کبھی لاکھوں سے نہ لیا ہوئی ہمت والے

ساتھ اللہ کے پڑھتے ہیں فرشتے بھی درود
ہو سلام آپ پر اے نور کی تربت والے

قبر سے جھومتے اوٹھینگے بروزِ محشر
ہم تو اے ساقیِ کوثر ہیں ترے مست والے

قابلِ دید ہے گلزار مدینہ کی فضا
تکتے ہیں کس نگہِ شوق سے جنت والے

ہے مثل جسکو پیا چاہئے سہاگن ہے وہی
متکلم ہوئے اللہ سے لکنت والے

لامکاں سے یہی معراج میں آتی تھی ندا
مرحبا اے نمکیں حسن کی صورت والے

عاصیوں سے نہ تجھے آنکھ پھراتے دیکھا
اے جوانِ مدنی چشم مروت والے

بجھگیا جھوٹ کی آندھی سے جو ایمانکا چراغ
اٹھگئے محفلِ عالم سے صداقت والے

نارِ دوزخ سے نہیں کم حسد و بغض کی آگ
قبر میں سوتے ہیں راحت سے محبت والے

ہوگیا بعد فنا اونکے فقیروں کو عروج
ملگئے خاک میں سب دولت و حشمت والے

آرہی عشق محمد سے نہ گھبرا **طوفان**
پیتے ہیں شربتِ دیدار حرارت والے

مدینہ کے طرف عاشق کوئی پیدل جو چلتا ہے
ید بیضا کیصورت پاؤں سے چھالا نکلتا ہے

خبر لے کون حضرت آپکے بیمار الفت کی
مگر اک دردِ دل ہر دم مری کروٹ بدلتا ہے

دکن سے کھینچکر سوے مدینہ ای جنوں لیچل
عرب کی وادیوں ہی میں فقط وحشی بہلتا ہے

وہ دندانِ مبارک کی شہادت رنگ لائی ہے
قرن کا لعل منہ سے دمبدم موتی اوگلتا ہے

مجھے جب ساقی کوثر کی صورت یاد آتی ہے
تو ان آنکھوں سے پہروں چشمۂ کوثر ابلتا ہے

شب عشق نبی عشاق کو سونے نہیں دیتی
اسی آتش میں سونا چاہئے والوں کا گلتا ہے

تری رحمت شفاعت مصطفے کی دیکھکر یا رب
برنگِ طفل محشر میں ہر اک عاصی مچلتا ہے

شب شق القمر کا خوف ایسا چھا گیا دل پر
کہ خورشیدِ فلک بھی زرد رو ہوکر نکلتا ہے

رسولِ ہاشمی امی لقب کی نعت سن سنکر
برنگِ شمع سینہ میں دل مومن پگھلتا ہے

ملیگا گوہر ایمان تصدیق رسالت سے
شہادت کا وہی تلوار کے سایہ میں پلتا ہے

گروہِ مشرکیں غارِ حرا کو گھیرتا کیونکر
کبوتر پاسبان مکڑی کے جالے میں نکلتا ہے

بخاراتِ جگر آنکھوں میں جم جم کر ٹپکتے ہیں

وہی روتا ہے طوفان جسکا دل سینہ میں جلتا ہے

حسن محبوب خدا میں وہ ملاحت ہوگی / جسپہ نازل ہوا قرآن وہی صورت ہوگی

عاشقوں کو یہی کہتی ہے مدینہ کی فضا / جس جگہ نورِ خدا ہو وہی جنت ہوگی

کیا ملیگی ہمیں فردوس میں وہ اے واعظ / اونکے دیوار کے سایہ میں جو راحت ہوگی

عاصیوں کو جو محمدؐ کا ہو دیدار نصیب / دیکھنا حشر میں پھر اور قیامت ہوگی

مغفرت کہتی ہے محشر میں گنہگاروں سے / دیکھو تم آج تمہاری ہی شفاعت ہوگی

احمدِ پاک ہیں محبوبِ خدا کے تو ضرور / اونکی امت بھی نظر کردۂ رحمت ہوگی

پہنچکر حشر سے جنت میں جو لیجائیگی / وہ رسول مدنی کی ہی محبت ہوگی

دیکھکر بن گئی خاموش قبیلوں کی ہوا / واہ کس شان کی وہ شمعِ رسالت ہوگی

اپنی امت کو وہ جنت کے قبالے دینگے / پشت پر جنکی عیاں مہرِ نبوت ہوگی

سنگریزوں کو ابوجہل تو خالی نہ سمجھ / ان میں پیغمبر برحق کی شہادت ہوگی

خوانِ نعمت کا وہی شخص وہی ہی طوفان
جسپہ سرپوشِ مصیبت یہ مصیبت ہوگی

باغوں میں مدینہ کا چمن اور ہی کچھ ہے / اللہ کے پیارے کا وطن اور ہی کچھ ہے

رخ پر جو بکھر جاتے تھے گیسوے معنبر / ماہِ مدنی کا وہ گہن اور ہی کچھ ہے

نازاں نہ ہو روغن پہ چراغِ شبِ ہجراں / دل میں میرے الفت کی جلن اور ہی کچھ ہے

اس بھیس میں ہوگا کوئی شیدائے محمدؐ / صحرا سے مدینہ کا ہرن اور ہی کچھ ہے

ہیں ایک خموشی میں ہزاروں گل خنداں / غنچوں میں محمدؐ کا دہن اور ہی کچھ ہے

ہوتا ہے یقین بدر میں تلوار چلے گی / ابروئے محمدؐ پہ شکن اور ہی کچھ ہے

گو عشق کے گلشن میں کھلے پھول ہزاروں / لیکن وہ گل باغ قرن اور ہی کچھ ہے

گر رہِ طیبہ نے مزار رکھ لیا پردہ / شیدائے محمدؐ کا کفن اور ہی کچھ ہے

شیدا اے رسولِ مدنی ہے شہِ عثمان
شاہوں میں یہ سلطانِ وطن اور ہی کچھ ہے

مداحِ محمد کے تو لاکھوں ہوئے لیکن
طوفان کا اندازِ سخن اور ہی کچھ ہے

میکشوں کی بزم ہے گردش میں پیمانہ بھی ہے
بادۂ توحید سے معمور میخانہ بھی ہے

کیا ہوگا حشر میں بیمارِ عصیاں کا علاج
وان محمد کی شفاعت کا شفاخانہ بھی ہے

المدد اے قبلۂ کونین شاہِ انبیا
کعبۂ دل کے قرین کا بی کا بتخانہ بھی ہے

دیدۂ مشتاق کیا دیکھے مدینہ کی فضا
ہوش میں جاکر وہاں بیہوش ہو جانا بھی ہے

آیئے خلوت سرائے دل میں محبوبِ خدا
آپکا شیدا تو اب اپنے سے بیگانہ بھی ہے

کہتا تھا جبریل سے اونکا براقِ تیز پر
لامکاں تک جاکے پھر اک آن میں آنا بھی ہے

آب و دانہ بلبلِ باغِ نبی کا ہے یہی
اشکِ حسرت بالیقیں پانی بھی ہے دانہ بھی ہے

گر ہو دیوانہ سلیمانِ مدینہ کا کوئی
اوسکے بہلانے کو جنت میں پریخانہ بھی ہے

مرتے ہیں بندے بھی تو اللہ کے محبوب پے
عاشقی میں انکی اک شانِ رقیبانہ بھی ہے

خاک میں ملکر بھی ہو جاتا ہے دانا پھر نہال
مر مٹے گر ہم مدینہ میں تو کچھ پانا بھی ہے

عاشقوں کی خستہ حالی پر نہ جا **طوفان** بھی
ہے خزانہ بھی وہیں جس جا کہ ویرانہ بھی ہے

خط مرا لیکے کبوتر جو ہوا ہوتا ہے
وہ مدینہ میں پہونچتے ہی ہما ہوتا ہے

جب کوئی عشقِ محمد میں فنا ہوتا ہے
وہی ہر وقت ہم آغوشِ بقا ہوتا ہے

اے فراقِ نبوی جان لبوں پر آئی
اب مسیحا بھی جو آجائیں تو کیا ہوتا ہے

تو سلامت رہے اے دیدۂ دیدار طلب
ترے رونے میں نرالا ہی مزا ہوتا ہے

حشر میں رحمتِ باری نے منادی کردی
آج ہی وعدۂ دیدار وفا ہوتا ہے

طور سے کم نہیں کچھ وادیِ طیبہ کی فضا
اس کا جلوہ بھی نیا ہوش ربا ہوتا ہے

کیوں نہ رحمت کی رہے آنکھ سیہ کاروں پر
قابلِ قدر کسوٹی سے طلا ہوتا ہے

کیوں نہ رونے سے ہو سرسبز نہالِ امید
جس میں پانی ہو وہی کھیت ہرا ہوتا ہے

وہی ہو جاتا ہے مدّاحِ محمدؐ **طوفان**
روزِ اوّل سے جو مقبولِ خدا ہوتا ہے

جو دل میں یادِ رسالت مآب کی آئی
دماغ میں مرے خوشبو گلاب کی آئی

کریم نے مجھے ہاں بیحساب بخشدیا
جو میری حشر میں باری حساب کی آئی

زباں پہ نامِ محمدؐ تو دل میں یادِ خدا
اجل بھی آئی تو کس آب و تاب کی آئی

بہار لوٹ رہی ہے خوشی سے پھولوں پر
چمن میں جب سے سواری جناب کی آئی

اثر یہ ہے مرے ساقی کے حسنِ نمکیں کا
کبھی نہ کیف میں تلخی شراب کی آئی

خیال آیا جو نعتِ نبیؐ کا پیری میں
تو ذہن میں مرے قوت شباب کی آئی

کسی سے بارِ امانت نہ اوٹھ سکا جس دم
خرابی اس دلِ خانہ خراب کی آئی

جب آئے دھوم سے محشر میں شافعِ محشر
ہوا یہ غل کہ تباہی عذاب کی آئی

سنی جو نعت نکیرین لاجواب ہوئے
کوئی گھڑی نہ سوال و جواب کی آئی

نظر پڑا جو سراج المنیر کا جلوہ
تو آفتاب کو نوبت حجاب کی آئی

چھپا کبھی نہیں **طوفاں** دل جلے کا کلام
دہن سے وقتِ سخن بو کباب کی آئی

ہو گیا ٹکڑے قمر اس میں نہ کوئی راز ہے
اون کی محبوبی ادا کا نام ہی اعجاز ہے

یا الٰہی کس طرح دیکھوں دیارِ مصطفےٰ
ضعف دامنگیر ہے طاقت پر پرواز ہے

اللہ اللہ کیا جمالِ مصطفےٰ ہے دلربا
سادگی میں بانکپن ہے ہاشمی انداز ہے

اے کبوتر خط مرا لیجا مدینہ کو ابھی
تو پرندوں میں بڑا اشاریں ہی شہباز ہے

جسنے دیکھا بعدِ حج گھر قبلۂ کونین کا
در حقیقت حاجیوں میں وہ بڑا ممتاز ہے

پڑھتے ہی کلمہ ملے کیوں کر نہ جنت کی سند
خیر ہے انجام اوسکا جسکا نیک آغاز ہے

اوسمیں ہے مژگان کی خوبی اسمیں ہے رخسار کی
خار و گل (طرح) دونوں کو اپنے بانکپن پر ناز ہے

آرہی ہے دمبدم وہ خوشنما و دلکش صدا
میرے کانوں کو بھی در پردہ کسی سے ساز ہے

یاس و حسرت درد فرقت کے سوا کچھ بھی نہیں
نعت احمدؐ میں جلے دل کا یہی انداز ہے

وہ نہیں میں جو کروں اپنی عبادت پر گھمنڈ
میں وہ عاصی ہوں تری رحمت پہ مجھکو ناز ہے

قافلہ تو بڑھ گیا رستہ میں تنہا چھوڑ کر
بیکسی میں عشق احمدؐ ہی مرا دمساز ہے

شاعری کا زمزمہ میری ترانے میں نہیں
وہ صدا قوال کی بلبل کی یہ آواز ہے

لاکھ راز دل چھپاتا ہوں پہ چھپ سکتا نہیں
دیدہ گریاں مرا **طوفان** بڑا غماز ہے

جمال مصطفےٰ میں کیا آئے دل نشین رکھدی
جھلک اپنی ہی تو نے اوسمیں صورت آفرین رکھدی

مسیحائے مدینہ اک نظر بیمار الفت پر
خدا نے کیا شفا چشم عنایت میں نہیں رکھدی

فراق مصطفےٰ میں چشم ترکیوں کی کمی تو نے
گریباں تر ہوا لیکن اچھوتی آستین رکھدی

طفیل نور احمدؐ کہہ رہی ہے شان آدم کی
بڑی بنیاد (طرح) کعبہ کی جہاں اپنی جبین رکھدی

قلوب المومنین کو حق نے دی الفت مدینہ کی
دیار مصطفےٰ کی عرش اعظم پر زمین رکھدی

یہیں سے دیکھتا ہوں مثل موسیٰ طور کا جلوہ
مری آنکھوں میں نور مصطفےٰ نے دوربین رکھدی

محل کر مغفرت کے سامنے گٹھری گناہوں کی
بھروسہ پر تمہارے یا شفیع المذنبین رکھدی

ہزاروں نعمتوں میں ایک تھی وہ نعمت عظمیٰ
کسی نے آپ کی دعوت میں گر نان جویں رکھدی

جنازہ اوڑ گیا سوئے مدینہ ایکصورت
کفن میں جسکی گٹھری خاک در سلطان دین رکھدی

ملی وہ عقل علم الاولین کے عشق سے اونکو
در عثمان علیخان پر اسطوفان جبین رکھدی

بجز اسکے نہ تھی معراج میں دیدار کی صورت
فضائے لامکاں میں پیکر سالار دین رکھدی

کبوتر ہو گیا بازو شکستہ راہ سے واپس
مری عرضی اوڑا کر ہی آندھی نے کہیں رکھدی

زبان پاک سے سن سن کے قرآنِ الٰہی کو ... فصیحانِ عرب نے آپ کے در پر جبین رکھدی

وہ قسّامِ ازل کا مجھ پہ ہے احسان طوفان
زبان پر لذتِ نعتِ شفیع المذنبین رکھدی

محمد کو خوشبو جو پیاری نہ ہوتی ... گلستان میں بادِ بہاری نہ ہوتی

خدا کو جو اُلفت تمہاری نہ ہوتی ... رہائی کی صورت ہماری نہ ہوتی

سفر میں تڑپتی تھی رُوحِ بلالی ... جو ناقہ پہ اونکی سواری نہ ہوتی

نہ لیتا اگر چٹکیاں دردِ دل میں ... لبوں پر کبھی آہ و زاری نہ ہوتی

پہنچتے نہ جنت میں بے دغدغہ ہم ... شفاعت کی گر راہداری نہ ہوتی

جو فرقت میں ساون کی بدلی نہ روتی ... تو بجلی میں یہ بیقراری نہ ہوتی

غلافِ مبارک کی خوشبو جو آتی ... شبِ ہجر پھر مجھ پہ بھاری نہ ہوتی

دمِ واپسیں تک بھی آتا جو قاصد ... نظر سوئے طیبہ ہماری نہ ہوتی

دکھاتا جو صورت وہ ماہِ مدینہ ... شبِ ہجر اختر شماری نہ ہوتی

بتوں کی نہ صورت نکلنے کی ہوتی ... جو کعبہ میں صورت تمہاری نہ ہوتی

شفاعت کو محشر میں آتے نہ احمد ... تو غم سے کبھی رستگاری نہ ہوتی

جو دریا دلی پر وہ ساقی نہ آتا ... تو کوثر کی پھر نہر جاری نہ ہوتی

نظر ہاشمی کی جو طوفان پہ پڑتی
تو پھر نیند آنکھوں میں طاری نہ ہوتی

سُرمگیں چشمِ محمد میں حیا خوب رہی ... نیچی نظروں میں مروت کی ادا خوب رہی

صدقہ ہو ہو کے یہ کہتے تھے مریضانِ کہن ... لبِ پیغمبر پر حق میں شفا خوب رہی

زندہ اک دم میں ہوئے حضرتِ جابر کے پسر ... مرحبا آپ کی تاثیرِ دعا خوب رہی

حسنِ نمکین تھا محمد کا وہ اللہ اللہ ... خال و خط پر نظرِ اہلِ وفا خوب رہی

جسمِ اطہر سے کسی دم ہوئی کملی نہ جدا
ہر گھڑی راہِ مدینہ پہ گھٹا خوب رہی

دامنِ پاک پہ قربان ہزاروں دل تھے
عربی طرز کی قامت پہ عبا خوب رہی

سرخرو موئے مبارک سے ہے مہندی کا خضاب
قسمتِ برگِ حنا جلوہ نما خوب رہی

شبِ فرقت میں نظر آئی بہارِ جنت
چمنِ دل میں مدینہ کی ہوا خوب رہی

گلِ اخلاقِ محمد کی وہ خوشبو پھیلی
باغِ اسلام کی عالم میں فضا خوب رہی

ہوگئی مہرِ نبوت کی زیارت سب کو
عاشقِ زار کی محفل میں خطا خوب رہی

شبِ فرقت میں بجز اسکے نہ تھا کوئی علاج
دردِ دل کے لئے رونے کی دوا خوب رہی

جان دی نام محمد کا جو لیتے لیتے
سب یہ کہتے ہیں کہ طوفان کی قضا خوب رہی

سوزِ دلِ محشر نہ دیگا مجھے جینے
آتے ہیں شب و روز پسینوں پہ پسینے

اے بیکسی ہمسفرِ راہِ مدینہ
احسان ترا مجھ پہ ہے کہ پوچھا نہ کسی نے

گھس جاتے تھے لاکھوں میں وہ یارانِ محمد
شیروں کے جگر رکھتے تھے فولاد کے سینے

افسوس مرا دامنِ تر رہ گیا سوکھا
شرمندہ ہی رکھا مجھے اشکوں کی کمی نے

تھی پیرہنِ پاک میں بھی شانِ شفاعت
بخشوا دیا لاکھوں کو اویسِ قرنی نے

کیا معجزہ قرآن کی بلاغت کا دکھایا
پڑھ پڑھ کے فصاحت سے اُس اُمّی لقبی نے

اک آن میں آئے گئے معراج میں حضرت
ہر چند کہ افلاک پہ در تھے نہ تو زینے

شیدائے نبی ہے تو شریعت پہ عمل کر
رستے ہیں یہی چاہنے والوں کے قرینے

وہ چشمِ بصیرت کو بھی کیونکر نظر آئے
دیکھا نہ قدِ پاک کے سایہ کو پری نے

یہ کوئی عبادت نہیں دولت ہے محبت
طاقت ہے یہ کسکی جو گنہگار سے چھینے

جھکتی ہے سرِ حشر گنہگار پہ رحمت
نیکوں کو خجل کر دیا طوفان کی بدی نے

کھا کے تلوار کے پھل مست جو بھالون میں رہے
وہی جانباز محمد کے رسالون میں رہے

بے زرہ لڑتے تھے لاکھوں سے بہادر ایسے
شیر اللہ کے ٹکڑی کے بھی جالون میں رہے

بادشاہوں کی نہ تھی اونکی نظر میں قعت
جنکے سو طرح کے پیوند دو شالون میں رہے

پختہ کاران عرب لائے نبی پر ایمان
پست فطرت ہی مگر خام خیالون میں رہے

بھولے بھالوں نے ہی فردوس کی بازی جیتی
وہی ہارے کہ جو شطرنج کی چالون میں رہے

آپ کے دل میں تھی ابلاغ رسالت کی جو دھن
کبھی بے فکر مہینوں میں نہ سالون میں رہے

صلح جو ہو گئے تعلیم محمد سے وہی
جو قبیلے ہمہ تن جنگ و جدالون میں رہے

ہو گئے سینہ سپر لاکھوں سے یاران نبی
پھول جنت کے وہ ایسے تھے کہ ڈھالون میں رہے

خار طیبہ سے مرا دل نہ کبھی ٹوٹے گا
ٹوٹ کر گر وہ مرے پاؤں کے چھالون میں رہے

بالیقین خاص وہ بندہ ہے خدا کا بخدا
احمد پاک کے جو چاہنے والون میں رہے

حسن حوران بہشتی کا نہ چمکے گا کبھی
رخ پہ گر رنگ بلالی جو نہ خالون میں رہے

آرزو ہے یہی طوفان کی تمنا ہے یہی
بلبل روح مدینہ کے نہالون میں رہے

رہی دو کریموں میں امت تمہاری
خدا کی ہے رحمت شفاعت تمہاری

نہ آئی کسی میں نہ سوجھی کسی کو
فصاحت تمہاری بلاغت تمہاری

کیا پست خاکوں نے روئیں تنوں کو
کسی دن ہوئی کم نہ ہمت تمہاری

پڑھا سنگریزوں نے کلمہ تمہارا
عجب شان کی ہے رسالت تمہاری

تمہیں نے بنایا ہے کعبہ کو کعبہ
نہیں حج سے کچھ کم زیارت تمہاری

تمہاری اطاعت ہے طاعت خدا کی
خدا سے ملائی شریعت تمہاری

فدا ہو گئے مثل پروانہ لاکھوں
وہ روشن ہے شمع نبوت تمہاری

ازل سے یہی بات مانی ہوئی ہے
نبیوں میں ہوگی امامت تمہاری

خدا خود درود آپ پر پڑھ رہا ہے
وہی جانتا ہے فضیلت تمہاری

مرے دل کو ہر روز دیتی ہے تسکین
کلام الٰہی میں صورت تمہاری

پسند آئی زاہد کو حورِ بہشتی
مجھے بندہ پرور عنایت تمہاری

کہوں کیا جو ملتی ہے رونے میں لذّت
مزا دے رہی ہے محبت تمہاری

دلِ غمزدہ کی یہی آرزو ہے
میسر ہو مجھکو زیارت تمہاری

اسی میں خدا یاد آتا ہے طوفان
بنی تنگدستی فراغت تمہاری

یہ طوفان سے کہتا ہے دریائے رحمت
نہیں دیکھی جاتی ندامت تمہاری

آیا نہ نامہ بر نہ مدینہ سے تار بھی
تک تک کے تھک گئی نگہِ انتظار بھی

پیری میں جوشِ عشقِ محمدؐ خدا کی شان
جلوہ دکھا رہی ہے خزاں میں بہار بھی

گم ہو کہیں نہ راہِ مدینہ میں نامہ بر
نکلے گی ڈھونڈنے کو مری جانِ زار بھی

کرتا ہے وجد ذکرِ سراج المنیر پر
پروانہ بن گیا ہے چراغِ مزار بھی

وحشت تو لیچلی ہے مدینہ مجھے مگر
چھیڑے نہ پھر کہیں خلش نوکِ خار بھی

رونے پہ مستعد جو ہوئی چشمِ اشکبار
سوزِ جگر سے جھوم کے اوٹھا بخار بھی

واعظ مجھے تو انس ہے ذکرِ حبیبؐ سے
آرام کچھ تو پائے دلِ بیقرار بھی

تقدیر سے وہ قافلہ سالار ملگیا
راحت رساں بھی ہے وہ مرا غمگسار بھی

ہے آپکا یہ ذرّہ ناچیز مدح خواں
ہر دم نگاہِ مہر کا امیدوار بھی

اوس چشمِ مستِ ساقیِ کوثر کو دیکھکر
بیہوش ہوگئے تھے بڑے ہوشیار بھی

قطعہ

لکھے گئے وہ جرم جو سرزد ہوئے نہ تھے
مجرم بنا ازل ہی سے ناکردہ کار بھی

اس مصلحت میں شانِ شفاعت کے تھے حقوق
شامل تھی اوس میں رحمتِ پروردگار بھی

طوفان کو کیون نہ نعت محمدؐ پہ ہو گھمنڈ
ہیں اوسکے قدر دان شہِ دُلدُل سوار بھی

ہوش میں آو مزاروں کے مٹانے والے
خواب راحت سے محمدؐ کو جگانے والے

ہم ضعیفوں سے تو تنکہ بھی نہیں ہل سکتا
سو گئے عرش کی زنجیر ہلانے والے

کردے لِلّٰہ بس اب مردہ دلونکو زندہ
لبِ جان بخش سے مُردونکو جلانے والے

بول بالا رہے ہر وقت موذّن ترا
پنجگانہ دلِ خفتہ کو جگانے والے

ہائے اسلام کے وہ نورِ نظر ہیں کس جا
تیز تلوار کو دانتوں سے چبانے والے

زندگی میں ہوئے ظالم سے کبیدہ نہ کبھی
کیسے صابر تھے محمدؐ کے گھرانے والے

کیوں نہ میں شوق سے رکھوں تجھے سینہ میں درود
دلِ بیتاب کو تسکین دلانے والے

ساقیا چشمۂ کوثر ترا لبریز رہے
جام کوثر مجھے بھر بھر کے پلانے والے

حشر میں پاک و سبکدوش نظر آتے ہیں
شوق سے بار امانت کے اوٹھانے والے

پھر ہمیں شوکتِ اسلام دکھادے یارب
اپنے بگڑے ہوے بندونکو بنانے والے

وہ کہاں گم ہوے سہتے تھے جو تلوار کی آنچ
آگ پانی میں بھی ہمت سے لگانے والے

نگہ یاس سے تکتے ہی رہے ہم طوفان
روز طیبہ کے طرف جاتے ہیں جانے والے

صورتِ نمکین ادا ہے بانکی
پیغمبر آخر الزمان کی

احمد کی کبھی ہوا نہ بگڑی
غیروں نے ہزار خاک پہانکی

جابر کے پسر ہوے ہیں زندہ
کیا بات ہے ہاشمی جوانکی

خوش ہوگئی زرد رو سے رحمت
ہے شاہ کو قدر زعفران کی

تھی شمع جو بزم کن فکان میں
رونق ہے اوسی سے دو جہان کی

خالق سے کریں کلام موسیٰ
لکنت سے ہے منزلت زبان کی

پیری میں ہے جوش عشق احمد — دراصل بہار ہے خزاں کی
دیدار کے دُہن میں یا محمد — آنکھوں میں ہے جان نیمجان کی
بیٹھے ہوئے آب و گل کا پتلہ — کر لیتا ہے سیر لامکان کی

طوفان نے اوڑائی خاک کیا کیا
وحشت کے سبب کہاں کہاں کی

کیا قدر بڑہی رگ گلو کی — قربت ہوئی جسکو خاص ہُو کی
میٹھی ہے بہت شراب الفت — کڑوی کڑوی نہ لون سُبو کی
اے دل نظر آگیا مدینہ — بر آئے مُراد آرزو کی
کیا شان ہے اوسکی لامکان میں — اللہ سے جس نے گفتگو کی
رو رو کے نہ کر تو مجھکو رسوا — اے چشم تجھے قسم لہو کی
لڑتی رہی گرمیوں میں دن رات — کفار سے اونکی فوج ہُو کی
ہے خال سے حسن صورت حور — کیا قدر بڑہی سیاہ رو کی
روتا تہا جو ہجر مصطفےٰ میں — رحمت نے اوسی کو آبرو کی
معراج کے شب میں تھی شفاعت — ہے اور ہی بات روبرو کی
اللہ نے بال بال بخشا — اولجھن نہ رہی وہ موبمو کی
پہلے دنیا سے ہاتھ دہولے — نیت یہی خاص ہے وضو کی
چھوڑی جس نے رہ شریعت — عقبیٰ کی اوسی نے راہ چو کی
دیدار میں تھی دوئی کہاں کی — تھی ایک ہی دید دوبدو کی

توحید کی وہ ہوا ہے طوفان
گم ہو گئی راہ جستجو کی

درد سے ہے جو دل لگی دل کی — ہے اسی میں ہنسی خوشی دل کی

اونکی صورت جو یاد آتی ہے
دیکھ لیتا ہوں آرسی دل کی

درحقیقت خوشی ہے باعث غم
خوب روتی رہی ہنسی دل کی

یاد کر دم بدم محمد کو
تونے یہ واعظا کہی دل کی

نور احمد میں غور کرنے سے
خوب بڑھتی ہے روشنی دل کی

چین سے بیٹھنے نہیں دیتی
شب فرقت ہیں بیکلی دل کی

نفس کے حکم کو نہ مان کبھی
مان لے ہان بری بھلی دل کی

المدد اے شفیع روز جزا
کیا بجھائے کوئی لگی دل کی

بیخودی سے خدا بھی ملتا ہے
دور کر دیتی ہے خودی دل کی

قافلہ جب چلا مدینہ کو
ہائے اوسوقت بیکسی دل کی

ہیں سینے سے جو ہم بگڑ بیٹھے
بات بگڑی ہوئی بنی دل کی

کھائی رنج دم ہوا مدینہ کی
پھر تو کھلنے لگی کلی دل کی

دل سے نکلی نہ آرزو اکدم
رہگئی دل ہیں یا نبی دل کی

رکھو نظر موت اختیاری پر
ہان اسی ہیں ہے زندگی دل کی

سوز فرقت سے جلگیا طوفان
بے خبر جلد ہاشمی دل کی

کیا مری پیاس قلزم رحمت کے سامنے
عصیان کی کیا بساط شفاعت کے سامنے

ٹکڑے قمر کے ہوتے ہی شرمندہ ہوگیا
بوجہل بارگاہ رسالت کے سامنے

فصل خزاں کے ساتھ ہی موسم بہار کا
راحت کھڑی ہوئی ہے مصیبت کے سامنے

شر کو عزیز رکھتے ہوں مطلب نہ خیر سے
ایسے ہی لوگ ہونگے قیامت کے سامنے

جنت کا عیش رنج و مصیبت سے کم نہیں
اوس ہاشمی جوان کی محبت کے سامنے

تلوار کی طرح ہمہ تن سرنگوں ہوئے
لاکھوں جوان اونکی شجاعت کے سامنے

اے ضعف تو نے کی رہِ طیبہ میں رہزنی
شرمندہ ہوں میں شوقِ زیارت کے سامنے

کیونکر نہ ہو سوالِ شفاعت سے انفعال
کیا میری عرض انکی عنایت کے سامنے

کیا منزلت ہے بلبلِ باغِ رسول کی
ہے جسکا آشیان درِ رحمت کے سامنے

طوفان کو معصیت کا برہوا الم نہیں
پڑھتا ہے نعت شوق سے حضرت کے سامنے

اے وحشتِ جنون تھم جا طیبہ نظر آتا ہے
دامن کے نہ کر ٹکڑے روضہ نظر آتا ہے

عاشق کی نگاہوں سے پوچھے کوئی دل والا
صحرائے مدینہ میں کیا کیا نظر آتا ہے

بلبل کے ترانے میں جبریل کا لہجہ ہے
ہر نخلِ مدینہ کا طوبیٰ نظر آتا ہے

دُنیا کے تماشوں کی الفت کو مٹا دل سے
اس خوابِ خیالی میں وہ کا نظر آتا ہے

نورِ رخِ احمد سے نسبت ہے کہاں اسکو
شکلِ مہِ کامل میں دھبا نظر آتا ہے

ہے سب میں وہ ہرجائی اور سب سے علیحدہ ہے
خورشید کا ذرّوں میں جلوہ نظر آتا ہے

یوں جسمِ بلالی کو تکلیف نہ دے ظالم
یہ نورِ محمد کا شیدا نظر آتا ہے

احمد کے فقیروں کو کیا کام ہے کاہو سے
اس رنگ میں یَیں تو کا جھگڑا نظر آتا ہے

الحاد سے بچ بچ کر چل راہِ طریقت پر
اس راہ میں چوروں کا کھٹکا نظر آتا ہے

رحمت کی اولی العزمی کہتی ہے یہ طوفاں سے
دریا ترے عصیاں کا قطرہ نظر آتا ہے

ہائے کیا روضۂ پرنور کی جالی ہوگی
بالیقین طور کے جلوے سے نہ خالی ہوگی

کنجِ تنہائی کا قاصد رہِ طیبہ میں نہ کر
ساتھ تیرے میری آشفتہ خیالی ہوگی

عرصۂ حشر میں مخصوص ہے نیکوں کی نجات
رحمتِ عام کی صورت بھی نرالی ہوگی

ہے مدینہ میں اوسی نخل کی تقدیر بلند
جسکی اوس روضۂ پرنور پہ ڈالی ہوگی

وحشتِ طیبہ میں جو کھاتا ہو بگولہ چکر
دل یہ کہتا ہے وہی روحِ بلالی ہوگی

بدر میں کیوں نہ ہو خورشید رسالت کو جلال
ہو گیا ایک اشارہ سے قمر دو ٹکڑے

دست پرنور میں جب تیغ ہلالی ہو گی
شان اوس ماہ مدینہ کی جلالی ہو گی

ابر رحمت ہے وہی ماحی امت ہے وہی
جو عبائے عربی جسم پہ کالی ہو گی

کفش برداری خدام معلے کی سند
کب عنایت مرے آقا مری والی ہو گی

اوس گنہگار کو کیا خاک جلائیگی جحیم
قدرت حق نے جسے جاہ سے پالی ہو گی

نعت کی فکر سے ہیں عرش نشیں ہو طوفاں
دیکھنا اور طبیعت مری عالی ہو گی

حور و ملک ہیں سارے خیر البشر پہ صدقے
عالم ہے در پہ قربان جبریل گھر پہ صدقے

شرم و حیا پہ اونکی شمس و قمر ہیں قربان
افلاک ہو رہے ہیں نیچی نظر پہ صدقے

ختم الرسل کے تن پر ہے ختم جامہ زیبی
ہر ایک پیرہن ہے پیغامبر پہ صدقے

تار نظر پہ قابو کسطرح پا سکے گا
گر لاکھ بار بھی ہو پتلی کمر پہ صدقے

روشن یہی نشان ہے اعجاز مصطفے کا
کیوں کر نہوں ستارے نور قمر پہ صدقے

کس شان کی شجاعت امی لقب نے پائی
جرأت ہے دل پہ قربان ہمت جگر پہ صدقے

شب بھر کے سونے والو اٹھو نماز پڑھ لو
پروانے ہو رہے ہیں شمع سحر پہ صدقے

چاروں طرف حرم میں وہ نور کا ہے عالم
ہوتی ہے جان زائر دیوار و در پہ صدقے

طینت میں جسکی مضمر خلق محمدی ہو
کیونکر نہوں فرشتے ایسے بشر پہ صدقے

پڑتی ہے آنکھ میری جب ہاشمی چمن پر
ہوتا ہوں مثل بلبل گلہائے تر پہ صدقے

شبیر کی نصیحت کیونکر یزید مانے
اسلام پر یہ قربان وہ مال و زر پہ صدقے

ذکر خدا میں لذت میٹھی درود سے ہے
طوفان کا دل ہے ایسے شیر و شکر پہ صدقے

کبھی رہتا نہیں مستوں سے ترا در خالی
دے نہ اے ساقی کوثر مجھے ساغر خالی

کبھی سید ہی ہوئی ظالم اصلی کی کجی
بانکپن سے تو نہ دیکھا کوئی خنجر خالی

کبھی نیکوں سے نہیں دینِ پیمبر خالی
موتیوں سے تو نہ ہوگا یہ سمندر خالی

جھولیوں میں ہے فقیروں کی خزانہ سارا
کیوں نہ رہجائے کفِ دستِ پیمبر خالی

گھر سے اللہ کے اونکو تو نکلتے ہی بنی
دعوی کرتے تھے خدائی کا جو پتھر خالی

مالکِ چشمۂ کوثر ہے وہ دریا دل ہے
دیکھ سکتا نہیں ساقی مرا ساغر خالی

ہے وہی مفلس و محتاج فقیر ونکا فقیر
ہے سخاوت سے اگر دستِ تونگر خالی

مجھ سیہ کار سے ہے رحمتِ باری کو فروغ
بے کسوٹی کے تو پرکھے نہ کوئی زر خالی

چین اک آن بھی محبوبِ خدا کو نہ ملا
نہ رہا خار الم سے کبھی بستر خالی

آندھیوں نے مرے نامہ کو اوڑایا افسوس
پھر گیا راہِ مدینہ سے کبوتر خالی

گھومتا رہتا تھا حسنینؓ کے گہواروں پر
نہ تھا حضرتِ جبریل کا شہپر خالی

مردہ دل اوس لبِ جان بخش کو چھوکر جائے
زندہ کر دیتی ہے محبوب کی ٹھوکر خالی

خضرِ شوق مدینہ مجھے پہونچا دیگا
راہ میں چھوڑ نہ دیگا مرا رہبر خالی

سادگی سی شہ عثمان کی ہے شاہی کو فروغ
ہیبتِ حق سے نہیں تیغ میں جوہر خالی

جشنِ میلاد کی ہے دہوم دکن میں طوفان
جوشِ الفت سے نہ ہوگا یہ سمندر خالی

کریگا قدر جو اللہ مدح خوانوں کی
کھلے گی حشر میں تقدیر خوش بیانوں کی

تو وہ حبیب ہے معراج ہی میں دست بدست
ملی کلید خدائی کے کارخانوں کی

جھکے ہیں روضۂ احمد کو دیکھنے کے لئے
نگاہِ شوق زمین پر ہے آسمانوں کی

جہاں میں شور ہے اعجازِ حسن نمکین کا
شراب ہوگئی سرکہ شراب خانوں کی

نبی کے سامنے لڑ بھڑ کے مٹ گئے لیکن
بہادری نہ مٹی ہاشمی جوانوں کی

تڑپتے رہتے ہیں تیغِ فراق کے گھائل
خبر تو لیجئے للہ نیم جانوں کی

ہنسی خوشی سے بنے میزبان رسول اللہ — خلوص دل سے تواضع تھی مہمانوں کی

لکھا ہوا کبھی قسمت کا مٹ نہیں سکتا — ہزار پھیرئے تسبیح لاکھ دانوں کی

چلو مدینہ کو لو آسرا محمد کا — وہی جگہ تو یقیناً ہے بے ٹھکانوں کی

دکھائی قوتِ روحی جو روزہ داروں نے — رہی نہ قدر زمانہ میں پہلوانوں کی

خطاب ملگیا فتحان کا نامور طوفان
نبی کے حکم سے تلوار ہے پٹھانوں کی

ایسا کہیں دلکش کوئی منظر تو نہیں ہے — جنت ہے مگر شہر پیمبر تو نہیں ہے

اے خضر مدینہ کا پلا دے مجھے پانی — قسمت مری کچھ مثلِ سکندر تو نہیں ہے

جس سنگ کے کعبہ میں لیا کرتے ہیں بوسے — وہ غارِ حرا کا کوئی پتھر تو نہیں ہے

تشنہ نہ رکھیگا جو کسی کو سرِ محشر — دراصل وہی ساقیِ کوثر تو نہیں ہے

خط لیکے اڑا شوق سے طیبہ کو کبوتر — جبریل کا بازو ہیں کوئی پر تو نہیں ہے

خورشید کہاں نورِ محمد کے برابر — روشن صفتِ شمع وہ گھر گھر تو نہیں ہے

آوارہ و سرگشتہ جو رہتا ہو ہمیشہ — وہ شیفتۂ زلفِ پیمبر تو نہیں ہے

پتلی کیطرح آنکھوں میں فرماتی ہیں آرام — محبوبِ خدا کا یہی بستر تو نہیں ہے

اشعار میں دکھلاتا ہے جذبات کی موجیں
طوفان کہیں الفت کا سمندر تو نہیں ہے

ہے فیض رسان راہِ مدینہ کا شجر بھی — راحت کے سوا دیتا ہے رہرو کو ثمر بھی

وہ شہرِ مدینہ ہے کہ جس پر سحر و شام — خورشید فدا ہوتا ہے صدقے ہے قمر بھی

ہمدم نہیں کچھ تو ہی چراغِ شبِ ہجران — روشن مرے دل میں ہے مدینہ کی سحر بھی

رونے پہ جو آجاتا ہے شیدائے محمد — کس شوق سے اٹھتے ہیں بخاراتِ جگر بھی

اب دیر نکر چلنے میں اے شوقِ زیارت — سامان بھی مہیا ہوا باندھی ہے کمر بھی

اک آن میں تانبے کو بنا دیتی ہے سونا
اکسیر ہے اللہ کے بندوں کی نظر بھی

طوفان ترے رونے سے بپا ہوتا ہی طوفان
اے مردِ خدا جلد شبِ ہجر میں مر بھی

ہوئی کافور ظلمت کفر کی نورِ محمدؐ سے
کروڑوں گھر ہوئے روشن اسی شمعِ مجرد سے

زمانہ کی نظر سے گر گئے گر ہم تو کیا غم ہے
اوٹھینگے زور سے گھر ہے تعلق جذر کو مد سے

محمد مصطفیٰ مداح سے راضی نہوں کیونکر
خدا بھی بالیقین خوش ہو ہی جاتا ہے خوشامد سے

وہ کیونکر قلزمِ توحید میں غوطہ لگا نکلے
کہ جنکے کان ہی واقف نہیں ہیں صوتِ سرمد سے

کلام اپنا محمدؐ کی زبان پر کر دیا جاری
بہت راضی ہے اوستادِ ازل شاگردِ ارشد سے

مسیحائے مریضِ عشق کو کیونکر شفا ہو گی
مشرف ہو نہ جبتک شربتِ دیدارِ احمدؐ سے

شفاعت کی سرِ محشر مچی جب دھوم اے طوفان
خدا کے نیک بندے بھی تو شرمانے لگے بد سے

تھی بالخصوص کوئی تجلّی نہ طور کی
موسیٰ وہ اک جھلک تھی محمدؐ کے نور کی

فاقہ رسولِ پاک کا روزے سے کم نہ تھا
گتھلی کبھی کھلی نہ دہن میں کھجور کی

آنکھوں میں اشک دل میں محبت کی آگ ہے
بھٹی سلاگ رہی ہے شرابِ طہور کی

فردوس کے قصور میں جو قصر ہو بلند
منزل وہی ہے ایک ہماری قصور کی

کیا بوالہوس کو یادِ الفت نصیب ہو
میکش کے آنکھ میں ہے نشانی سرور کی

جس دل میں خاص مخبرِ صادق کا عشق ہو
کیونکر خبر نہ اوسکو ملے دور دور کی

مداح کی جو موت بھی آئی تو نیک خو
سیرت میں وہ بلال ہی صورت ہی حور کی

مجھکو ہے اس امید پہ محشر کا انتظار
دیکھوں اسی بہانے سے صورت حضور کی

عاصی کو مصطفیٰ کا ثناخوان بنا دیا
بیحد یہ مہربانی ہے ربِّ غفور کی

زاہد تو اپنے زہد پہ نازاں نہو کبھی
ہے بابِ مغفرت میں رسائی قصور کی

طوفانِ بے تمیز پہ رحمت کی ہے نظر
ہوتی رہی معاف خطا بے شعور کی

ہے خودی خود خدا کی خدا کے لئے
بندگی رہ گئی مصطفٰے کے لئے

مَن رَآنی تھی خیر الورا کے لئے
قولِ حق تھا یہی حق نما کے لئے

کوچۂ مصطفٰے ہے وہ دار الشفا
آئینگے خود مسیحا دوا کے لئے

اللہ اللہ شہیدانِ راہِ خدا
وہ فنا ہو گئے تھے بقا کے لئے

قبر میں اونکی آخر اجالا ہوا
جو تڑپتے تھے بدر الدجیٰ کے لئے

آرزوئے شہادت اگر دل میں ہے
سر ہتھیلی پہ رکھ لے خدا کے لئے

قطعہ

اول و آخر و ظاہراً باطناً
یہ تعین ہے خیر الورا کے لئے

پر سمجھ سوچ سے ذاتِ حق ہے بری
شرک ہے ہر اشارہ خدا کے لئے

یا الٰہی نکل جائے سجدے میں دم
ہو یہی اک بہانہ قضا کے لئے

کربلا میں شہیدوں کو حق مل گیا
خون بہا اپنا وہ خون بہا کے لئے

اوسکی رحمت سے ہرگز نہ مایوس ہو
ہاتھ اوٹھا جلد طوفان دعا کے لئے

قدرتِ باری سے پانی ہی بضاعت خاک کی
رفتہ رفتہ لی کفِ دریا نے صورت خاک کی

آب آتش باد مل جل کر کبھی رہتے نہ تھے
ہو گئے یکجا ملی جب نیک صحبت خاک کی

شیوۂ انسانیت ہے خاکساری سے عیاں
حضرتِ آدم میں تھی سب آدمیت خاک کی

خاک ہی دکھلا رہی ہے باغِ عالم میں بہار
ابر بن بن کر برستی ہے حرارت خاک کی

قدسیوں میں تھا یہی چرچا شبِ معراج میں
لامکاں میں جلوہ گر ہوتی ہے صورت خاک کی

ذرہ ذرہ بن گیا ہے خاک کا قندیلِ طور
دید کے قابل ہے اے موسیٰ حقیقت خاک کی

دیکھنے پاتا نہ اپنا نور خورشید فلک
گر نہ ہوتی سامنے اوسکے کثافت خاک کی

گھومتی رہتی ہے آواز اذان افلاک پر
پنجگانہ عرش پر بجتی ہے نوبت خاک کی

کیوں نہو مقبول بندوں کی تیمم سے نماز
پاک ہے مانند پانی کے طبیعت خاک کی

خانہ زادِ خاک ہیں الماس و لعل و سیم و زر
کیوں خزانوں میں مقفل ہے یہ دولت خاک کی

ہے وہی جنت جہاں دیدار ہو اللہ کا
ورنہ حق میں ہے نظر بازونکو جنت خاک کی

دیکھنے کو خاک کے چشم بصیرت چاہیئے
اوسکے جلوے سے نہیں خالی حقیقت خاک کی

زر میں جو ہیں خوبیاں زیور سے ہوتی ہیں عیاں
خاک کے پتلوں سے بڑھجاتی ہے زینت خاک کی

خاکساروں نے کیا اسلام کا جھنڈا بلند
ہفت کشور پر ہوئی جاری حکومت خاک کی

مال ہے تو فرض ہے تجھپر زکات اے مالدار
ورنہ ہوجائیگی لاکھوں کی سخاوت خاک کی

خاک پر ہیں خواب راحت میں محمد مصطفےٰ
عرش سے بھی بڑھگئی طوفاں فضیلت خاک کی

اللہ احد ہے یہی توحید کھری ہے
وہ پاک ہے ایسا کہ اشاروں سے بری ہے

مکی مدنی ہاشمی و مطلبی کی
دل میں مرے الفت ہے کہ شیشے میں پری ہے

سادات کے ملبوس کا ہے خاص ہرا رنگ
بن پانی کے کھیتی یہ محمد کی ہری ہے

اک روز یہی خرمن عصیاں پہ گریگی
ایمان کی جو بجلی دل مومن میں بھری ہے

وہ چشم بصیرت سے کبھی چھپ نہیں سکتا
پردہ جسے کہتے ہیں وہی بے بصری ہے

دشمن پہ ہے تلوار چلانا بہت آسان
ہیں دین کے پیچھے جو اوڑائے وہ جری ہے

محشر میں گناہوں کی خریدار ہے رحمت
بازارِ شفاعت میں یہی جنس کھری ہے

طیبہ کو گئی عطر میں ڈوبی ہوئی آئی
رشکِ گلِ فردوس نسیم سحری ہے

گر طالب حق ہے تو پکڑ ہوش کا دامن
یہ واقف اسرار رہ بے خبری ہے

شیدائے پیمبر کی علامت ہے یہی خاص
لب خشک ہے رخ زرد ہے آنکھوں میں تری ہے

اخلاص فنا ہوتا ہے رنگین کفنی سے
طوفان یہ فقیری نہیں دریوزہ گری ہے

اوٹھتے جو بخارات شبِ ہجر جگر سے — ساون کی گھٹا بن کے وہی آنکھ سے برسے
خط لیکے اوڑا سوئے مدینہ جو کبوتر — لپٹا ہی رہا حضرت جبریل کے پر سے
دیدار محمد سے ملا عشق خدا کا — سچ ہے کہ مزا شیر کا بڑھتا ہے شکر سے
محبوبِ خدا اک نظر مہر ادھر بھی — کبتک مرا دیدہ ترے دیدار کو ترسے
خاکِ کفِ پا اوسکی میں آنکھوں میں لگاؤں — آئے جو مسافر کوئی طیبہ کے سفر سے
غازی ہے وہی مرد بہ فرمانِ محمد — ہتیار پسِ مرگ کھلیں جسکی کمر سے
اے ضعف مجھے شوق ہی لیجائیگا طیبہ — شل پاؤں بھی ہو جائیں تو جاؤنگا میں سر سے
روضہ پہ محمد کے فدا ہوتے ہیں ذرات — پوچھے کوئی گردش کا مزا شمس و قمر سے
سرکش جو قبیلے تھے جبکے سامنے اونکے — دل جنکے لرزتے رہے اللہ کے ڈر سے
ہاتھی کی سواری پہ نہ مغرور ہو غافل — کنکر نہ ابابیل کی منقار سے برسے

پروانہ ہی دیکھئے ترے اشعار کو طوفان
نسبت نہیں کچھ شمع کو مکھی کی نظر سے

آج طیبہ سے نسیم سحری آتی ہے — ساتھ خوشبو کے کوئی خوشخبری آتی ہے
ہے مدینہ میں وہ حسن نمکین کا جلوہ — چھوڑ کر شہر سلیمان کا پری آتی ہے
درد اوٹھ اوٹھ کے مرے دلکو جگا دیتا ہے — بھول کر نیند جب آنکھوں میں ذری آتی ہے
آگیا خواب میں جب گنبد خضرا کا خیال — حور پہنے ہوئے پوشاک ہری آتی ہے
قافلہ چھوڑ گیا راہِ مدینہ میں حضور — ساتھ میرے مری آشفتہ سری آتی ہے
ایک منزل میں تو رہتے نہیں ملکر دو نون — ہوش جاتا ہے تو پھر بیخبری آتی ہے
کہیں ہو سکتی ہے محبوب کی امت کھوٹی — رحمتِ حق کی کسوٹی پہ کھری آتی ہے

شاعری میں تو مرے عیب کو حاصل ہے کمال | نکتہ چینی کی کسے دردسری آتی ہے

غم شبیر میں اشکوں کا بہا دے دریا
تجھکو طوفان فقط نوحہ گری آتی ہے

جو فرمان رسول ہاشمی پر جان دیتا ہے | اوسی کو حق تعالی دولت ایمان دیتا ہے

نبی المحترم امی لقب کی وہ عنایت ہے | میں اوس پر جان دیتا ہوں تو وہ ایمان دیتا ہے

نہ پائے رفتنی دارم نہ جائے ماندن ہے نیم | مرا ساقی مجھے جب بادۂ عرفان دیتا ہے

بجز دیدار والا سیر جنت سے بھی وحشت ہے | مگر دل کو تسلی آپ کا ارمان دیتا ہے

خبر میری کوئی لے یا نہ لے ہر حال میں خوش ہوں | مرا مولا ہدایت صبر کی ہر آن دیتا ہے

بلائینگے مجھے دربار میں کب یا رسول اللہ | دلاسا یوں تو ہر دم آپکا دربان دیتا ہے

شفاعت کو شفیع المذنبین آتے ہیں محشر میں | گنہگاروں کو فضل رب یہی اعلان دیتا ہے

درود پاک پڑھنا فرض ہے فعل الہی ہے | یہی قرآن میں ہر مومن کو وہ فرمان دیتا ہے

اوسی کے ہاتھ میں تلوار اپنا کام کرتی ہے | کہ اول جس بہادر کو خدا اوسان دیتا ہے

اگر جیب جائے تو دیکھینگے پھر سب دیکھنے والے | پتہ سوز دروں کا خود مرا دیوان دیتا ہے

خدا رکھے سلامت میر عثمان علیخان کو | سفر کا حاجیوں کو بے طلب سامان دیتا ہے

قطعہ

مبارک ہوں یہ روزے تیس (۳۰) دن کے روزہ داروں کو | کہ اونکو عید کی دعوت مہ رمضان دیتا ہے

رہے محروم میں وجہہ جو اس نعمت سے دنیا میں | تو اونکو مژدۂ لاتقنطو قرآن دیتا ہے

محبت عاشق ہے طوفان بعد تیرہ سو برس کے بھی
محمد مصطفے کے نام پر وہ جان دیتا ہے

دل میں یا رب ترے محبوب کا ارمان رہے | جان کی جان رہے اپکا ایمان رہے

کیسے وہ لوگ تھے دنیا میں محمد کے غلام | یاد اللہ سے خالی نہ کوئی آن رہے

رہ گئی دل میں مدینہ کے سفر کی حسرت
عمر بھر ہم تو میاں بے سروسامان رہے

عید اونکی تھی جو تلواروں سے کٹتے تھے گلے
حکم پیغمبرِ ذی شان پہ قربان رہے

ساتھ اللہ کے پڑھتا ہو جو بندہ بھی درود
مومنِ خاص وہی ہے یہی پہچان رہے

نام سنتے ہی محمد کا تڑپ جاتے ہیں
ہم اسی ایک سہارے سے مسلمان رہے

حکم کو اونکے شہنشاہوں نے سر پر رکھا
احمدِ پاک کے جو تابعِ فرمان رہے

لوحِ محفوظ تو دی حق نے مسلمانوں کو
کیوں نہ پھر سینۂ حفاظ میں قرآن رہے

آئے تو جائے نہ پھر نعت مبارک کا خیال
خانۂ دل میں الٰہی یہی مہمان رہے

قطعہ

نیک اعمال برائی سے بدل جاتے ہیں
فرض ہو ترک تو کیوں قلب میں ایمان رہے

وہی باغی وہی غدار ہے دشمن ہی وہی
جو اطاعت سے اولی الامر کی انجان رہے

بحرِ عصیاں میں ہے موجود شفاعت کا جہاز
دل طوفان میں کیوں وحشتِ طوفان رہے

علمِ لدن کے عالم امی قرآن والے
ایمان کا سبق دے ایمان کی جان والے

سایۂ ترا کہاں ہے اوسکا پتہ بتا دے
اس ذات بے نشان کے اعلیٰ نشان والے

نعلینِ پاک تیرے پہنچے ہیں لامکاں تک
خرمے کی ڈالیوں کے سادہ مکان والے

قرآن سنا سنا کر حق کا یقین دلایا
پتھر کو پوجتے تھے وہم و گمان والے

سرکش جو تھے قبیلے نیچا انہیں دکھایا
لاکھوں سے منہ نہ پھیرا اک آن بان والے

عصیاں کے ڈھیر لاکھوں بازارِ حشر میں ہیں
تکتے ہیں تیری صورت اونچی دکان والے

خالق مع الملائک بھیجے درود تجھ پر
صلِ علیٰ محمد اے مان بان والے

سب انبیا کھینگے ہو اک نظر ادھر بھی
اے وہ شفیعِ محشر رحمت کی شان والے

خالق کا نور تو ہے دل کا سرور تو ہے
شاہِ غفور تو ہے ہاشم کی آن والے

تلوار بدر کے دن جب اونکی چل رہی تھی — گوشہ کو ڈھونڈتے تھے تیر و کمان والے

حسنینؑ کے الم میں روتی ہیں دونوں آنکھیں — ہوتے ہیں انپہ قربان دونوں جہان والے

شیدائے مصطفےٰ ہے تو سب میں ہے معظم — اے شہریار اعظم ہندوستان والے

طوفان ترے سخن کی محشر میں داد دینگے
حسانِ ابنِ ثابت شیریں زبان والے

وہ جوانِ عربی ملکے رہا یاروں سے — نہ ہوا چاند مدینہ کا جدا تاروں سے

کیوں نہ الفت ہو محمدؐ کو گنہگاروں سے — پھول رہتا نہیں گلشن میں جدا خاروں سے

قدر سونے کی کسوٹی سے ہوا کرتی ہے — کیوں لگاوٹ نہو رحمت کو سیہ کاروں سے

یوں تو پٹکہ نکل آتا تھا کئی بار مگر — کمر پاک نہ خالی رہی ہتیاروں سے

قبر شیدائے محمدؐ پہ چڑھانے کے لئے — بلبلیں پھول اوڑا لاتی ہیں گلزاروں سے

عید اونکی تھی جو مرتے تھے شہادت کیلئے — ہاتھ پھیلا کے گلے ملتے تھے تلواروں سے

اہل جنت ہوئے بھولے ہی بہ فرمانِ نبیؐ — خوب اچھے رہے ناداں ہی ہوشیاروں سے

لے خبر جلد مسیحائے مدینہ انکی — اب تو پرہیز قضا کو بھی ہے بیماروں سے

دیکھکر مہر شفاعت کو ہر اک سینہ پر — بیخطا چھپتے رہتے ہیں خطاکاروں سے

بلبلیں پڑھتی ہیں جب نام محمدؐ پہ درود — پھول جنت کے ٹپک جاتے ہیں منقاروں سے

زرد رو ہو گئے جو زر پہ فدا رہتے تھے — کوئی پرسش نہوئی حشر میں ناداروں سے

عاشق شہر محمدؐ ہے ازل سے طوفان
وہ تو ملتا نہیں جنت کے طلبگاروں سے

صوفیانہ

دید بازی کی حلاوت چشمِ تر سے پوچھیے — اشکباری کا مزا دردِ جگر سے پوچھیے

پوچھئے سوزِ دلِ مضطر کا پروانہ سے حال
عاشقی کی انتہا شمعِ سحر سے پوچھئے

آشیانہ تک رسائی کا سبب کھلتا نہیں
یہ فسانہ طائرِ بے بال و پر سے پوچھئے

اوّل و آخر وہی ہے ظاہر و باطن وہی
کون سے زیور میں رہتا ہے یہ زر زرگر سے پوچھئے

ہوش میں کس طرح پیتے ہیں شرابِ بیخودی
بیخبر رہتے ہیں کیونکر باخبر سے پوچھئے

آئینہ خانے میں ہیں کسکی ہزاروں صورتیں
جلوہ آرائی کا عالم جلوہ گر سے پوچھئے

سب نظر آتا نظر لیکن نظر آتی نہیں
یہ نظر بازی کسی اہلِ نظر سے پوچھئے

ابتدا عین انتہا ہے انتہا عین ابتدا
تخم کی جو کچھ حقیقت ہے ثمر سے پوچھئے

کس کا سوزِ عشق ہے اور کس کا سینہ ہے پرداغ
آئینہ ہو جائیگا شمس و قمر سے پوچھئے

طور پر موقوف کچھ اوس یار کا جلوہ نہیں
ہر جگہ ناظر ہے وہ نورِ نظر سے پوچھئے

اوسکی چتون پھرتے ہی عالم میں ہلچل پڑ گئی
کسلئے طوفان بپا ہے بحر و بر سے پوچھئے

سلام



ہو سلام اونپہ رسول کا جو شہیدِ تیغِ جفا ہوئے
ہو درود اونپہ بتول کا جو اسیرِ رنج و بلا ہوئے

ہے شجر شہید کا بارور نہ رہا یزید کا کر و فر
جو فنا ہوئے وہ بقا ہوئے جو بقا ہوئے وہ فنا ہوئے

وہ بہارِ چمنِ علیؑ وہ جو کھل رہی تھی کلی کلی
جو ستم کی گرم ہوا چلی تو وہ پھول سارے ہوا ہوئے

تبرِ ستم سے کٹے گلو ہوئے سبز پوش ہی بحر و بر
گلِ نخلِ فاطمہؑ ہو یہ ہو جو پسے تو رنگِ حنا ہوئے

نہ رہا یزید کا مکر و فن نہ وہ سلطنت نہ وہ انجمن
ملے خاک میں بھی جو گلبدن تو وہ عین خاکِ شفا ہوئے

وہ خطا ہی کیا تھی شہید کی گری جسپہ فوج یزید کی
وہ ہوا تھی ظلمِ شدید کی کہ ہزار حشر بپا ہوئے

یہ وہ آلِ پاکِ رسول ہیں یہ وہ باغِ خلد کے پھول ہیں
کہ دعائیں انکی قبول ہیں یہی کعبہ دوسرا ہوئے

وہ جو دوستانِ نکو سیر شہِ کربلا کے تھے ہمسفر
ہوئے تن سے اُنکے جدا بھی سر پہ حسینؑ سے نہ جدا ہوئے

وہ علیؑ کی شانِ عبودیت جسے جانتی تھی ربوبیت
اسی منزلت کی تھی کیفیت کہ نصیریوں کے خدا ہوئے

یہی ایک نقطہ کا فرق تھا رفقائے نحس و سعید میں
وہ خطا ہوئے یہ عطا ہوئے وہ دغا ہوئے یہ دعا ہوئے

وہ یزید ظلمتِ کفر کیں یہ حسینؑ شمعِ رہِ یقین
وہ بنا جو رہزنِ راہِ دین یہ شہنشہِ شہدا ہوئے

نہ مٹا شقی تو بھی گھر کہ یہ اہلبیت ہیں پاک تر
اسی در سے دیکھا خدا کا گھر یہی لوگ قبلہ نما ہوئے

دلِ طوفاںؔ اُنکے الم کا گھر کہ جہاں نہ غیر ہے نہ جنگ کار
اسی غم میں روتے ہیں بحر و بر کہ شہید تشنہ کُشا ہوئے

سلام

مجرئی فوج قلعہ گیر تھی دھری کی دھری
قتل سادات کی تدبیر تھی دھری کی دھری

رُخ پہ جو زلف گرہ گیر تھی دھری کی دھری
پائے عابدؑ میں وہ زنجیر تھی دھری کی دھری

راہ کو بھول کے پھر آ گئے مقتل میں حسینؑ
ہائے کیا گردشِ تقدیر تھی دھری کی دھری

بھائی پر کر دیا بیٹوں کو فدا زینبؑ نے
دل میں کیا الفتِ شبیرؑ تھی دھری کی دھری

ضعف سے بچ نہ سکا شہ سے گلوئے اصغرؑ
گرچہ آواز پہ تیر تھی دھری کی دھری

بیڑیاں پاؤں میں اور گردن و بازو میں رسن
مہمانوں کی یہ توقیر تھی دھری کی دھری

باغیوں کے وہ رنگ آمیز تھے دعوت کے پیام
خطِ گلزار میں تحریر تھی دھری کی دھری

قتل شبیرؑ پہ ہر شخص تلا بیٹھا تھا
واہ کیا خواہشِ جاگیر تھی دھری کی دھری

نام پانی کا بھی لاتے نہ زباں پر شبیرؑ
الفتِ اصغرِ بے شیر تھی دھری کی دھری

چھد گئی مشکِ سکینہ تو وہ تڑپے عباسؑ
خاک پر نور کی تصویر تھی دھری کی دھری

قیدیوں میں سرِ شبیرؑ وہ دربارِ یزید
کیا ہی سادات کی تحقیر تھی دھری کی دھری

ہر مسلماں کے لئے بیعتِ فاسق ہے حرام
اسلئے آپ کی تقریر تھی دُہری ٹھہری

تہا مداوا یہی سجادؑ کی بیماری کا
رسنِ ظلم گلوگیر تھی دُہری ٹھہری

رن میں وہ اکبرِ مہرو وہ چمک تیغوں کی
دھوپ میں چاند کی تنویر تھی دُہری ٹھہری

رن سے پھر خیمۂ اطہر میں نہ آتے شبیر
کیا کریں الفتِ ہمشیر تھی دُہری ٹھہری

خنجرِ شمر جو رُک رُک کے چلا گردن پر
لبِ شبیر پہ تکبیر تھی دُہری ٹھہری

کٹ گئی آپ کے سب یار و انصار و عزیز
آیۂ حق کی یہ تفسیر تھی دُہری ٹھہری

دشمنوں سے نہ رُکا پھر جو نمازی طوفاںؔ
کششِ حضرتِ شبیر تھی دُہری ٹھہری

سلامی جب نہ اصغرؑ کو بھی اک قطرہ پلا پانی
برنگِ اشک اُس دم شہ کی نظروں سے گرا پانی

جوانانِ علیؑ لڑتے ہوئے پیاسے کٹے آخر
گلے تک ہی رہا تلوار کے بھی دھار کا پانی

ملائی آنکھ جب ابنِ حسنؑ نے تیغ چمکا کر
لرز کر ارزقِ شامی کا زہرہ ہو گیا پانی

لبوں پر سرد آہیں اشک جاری چشمِ حق میں سے
یہی سبطِ نبیؐ کے تھے مقدر میں ہوا پانی

تنِ شبیر پہ تھی دمبدم بوچھار تیروں کی
نیا برسا رہی تھی رن میں ڈھالوں کی گھٹا پانی

شجرِ اسلام کا سرسبز رہتا پھر نہ عالم میں
نہ دیتا گر علیؑ کا لعل اپنے خون کا پانی

چھدی جب مشک تو عباسؑ نے رو کر یہ فرمایا
چچا پر رہ گیا آخر بھتیجی کا گلہ پانی

قطعہ

کہا شبیرؑ نے اے ناریو ہم میرِ کوثر ہیں
جو چاہیں ہم تو یہ پانی ہوا ہو اور ہوا پانی

وہ دریا دل ہیں قاتل کو بھی ہم شربت پلاتے ہیں
مگر تم نے نہ مہمانوں کو اک قطرہ دیا پانی

تڑپ کر موجِ دریا سر پٹکتی ہے کنارہ سے
یہ کہتی ہے نہ پہونچا باغِ زہرا تک مرا پانی

بہن کے اسقدر بھائی کے غم میں بہ گئے آنسو
کہ رکھتے رکھتے آنکھوں پر ہوئی ساری ردا پانی

یہ خنجر کہا شبیرؑ نے خوش ہو نہ اے قاتل	شہادت مجھکو پانی ہے تو تجھکو بھی سزا پانی

شہید کربلا کا غم قیامت خیز ہے طوفان
اگر دل پانی پانی ہے تو آنکھوں سے بہا پانی

ٹھمری نعتیہ

چلو چلو سکھی طیبہ نگری سین میں جیا گھبراوت ہے
خود مہر نبوت کو لیکر جنت کی سند پاوت ہے
اوس رشک سکندر کی بتیاں جب کوئی نہیں لیجاوت ہے
پیاسا سمندر پار بسیں کوئی نہ وہاں تک جاوت ہے
سپنے میں کبھی کملی والا جب سر دوارے آوت ہے
وہ بال سکھی گھونگر والے اور دونوں نین وہ متوالے
مکے کے پہاڑوں ہی میں نیا کم سن چرویا آوت ہے
کہاتا ہی رہا فاقوں کی ہوا پتھر کو شکم سے باندھ لیا
سر پر جو کملیا اوڑھ لیا سایہ کبھی سنگ سا تھ رہا
اُمی لقبی لکھا نہ پڑھا اخلاق سی سب کو گھیر لیا

وہ پاک محمدؐ صلی اللہ علیٰ ہر دم پل پل یاد آوت ہے
وہ گنج خفی بھید سکھی مکی مدنی کہلاوت ہے
نوشاہِ عالم کے گھر میں خود بنکے پیمبر آوت ہے
بن بنکے پکہیرو سیاں مورا اک آن میں جاتا آوت ہے
پاپن کا سندیسہ سن سنکر وہ پاک نبی ترساوت ہے
اور بردیا فی کا گھونگٹ مکھ پر یہی زرا سر کاوت ہے
اُمت کی بکریاں ہانک کے وہ جنت کیطرف لیجاوت ہے
سختی میں سکھی انسانوں کو یوں صبر کڈھنگ سکھلاوت ہے
یکتائی کا دم بھرتا ہی رہا کلمہ میں یہی بتلاوت ہے
ہاشم کے گھرانے کا لڑکا قرآن خدا کا لاوت ہے

دکھ درد میں ہے دلدار یہی بیمار کا یہی غمخوار یہی
دن رین خیال محمدؐ کا طوفان کا دل بہلاوت ہے

ترجیع بند

قد وہ بے سایۂ محمدؐ کا وہ حسن نمکین — قاب قوسین ہوئیں اور وہ پُر نور جبین
ہیں وہ اللہ کے محبوب حسینوں کے حسین — ہمہ تن نورِ الٰہی ہمہ تن چشمِ یقین
بال شانوں پہ وہ لٹکے ہوئے سینہ کے قرین — وہ لباسِ عربی زیبِ تنِ سرورِ دیں
وہ بشاشت و تبسم لبِ نازک پہ کہیں — اور وہ آوازِ ثنا خوانیِ جبریلِ امین

مرحبا سیّدِ مکّی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

سوئے حق جاتے ہیں کس شان سے سلطانِ زمن — وہ ادائے عربی اور وہ تقدس کی پھبن
نرم رفتار وہ سادی و سجیلا دامن — شرم آلودہ وہ آنکھیں وہ خمیدہ گردن
مژدۂ وصل سے وہ آپ کا چہرہ روشن — اور وہ شوخی سے براقِ نبوی کی ان بن
اوس پہ وہ نور فشاں زین کی اطراف کرن — یہ سماں دیکھکے کہتے تھے غزالانِ ختن

مرحبا سیّدِ مکّی مدنی العربی
دل و جان بادِ فدایت چہ عجب خوش لقبی

شبِ معراج ہیں وہ حسن محمدؐ کا دو چند — وہ سواری میں پھڑکتا ہوا جنّت کا سمند
دوش پر کاکلِ پرخم کی وہ لٹکی تھی کمند — جسکے ہر پیچ میں ہر دم دلِ عشاق تھے بند
کیوں نہو کوئی جمالِ نبوی سے خورسند — کہ خدا کو بھی تو اندازہ یہ آیا تھا پسند
دیکھکر آپ کو عیسیٰ تو جلاتے تھے سپند — مجمرِ مہر سے ہوتی تھی یہ آواز بلند

مرحبا سیّدِ مکّی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

قدِ بے سایہ سے روشن ہے دلیلِ ادراک
پھر تو معراج کے نسبت یہ کہونگا بیباک
جن کو اک آن میں طے کر گئے شاہِ لولاک
جہل سے سوجھیگا اولادِ ابوجہل کو خاک

کہ نظر سے بھی زیادہ تھا مطہّر تنِ پاک
سامنے آپ کے آئینہ نما تھے افلاک
ہر دو عالم میں ہے اللہ کی محبوبی دھاک
جو ہیں صادق وہ مریں پر بھی کہینگے یہ تپاک

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

دیکھی بجلی نے براقِ نبوی کی جو لپک
نہ لگی تھی ابھی کچھ اسکی پلک سے بھی پلک
دیکھکر اوس رخِ پرنور پہ مقنع کی جھلک
بھینی بھینی کبھی کاکل کی جو آتی تھی مہک

اوسکی سرعت نے اشارے سے کہا یاں سی سرک
اتنے عرصہ میں ستاروں کی گئی آنکھ جھپک
پھر وہیں خاک میں مل گئی کند نکلی دمک
کلمہ پڑھتے تھے بیساختہ یہ حور و ملک

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

آگیا سامنے زربفت کا جس وقت حجاب
وہاں کے حاجب نے کہا کون کہاں میں ہوں جناب
سنکے وہ بھی بصد آداب جھکا بہرِ صواب
پایا جبریل امیں نے جو نیا استصواب

پھر تو جبریل نے پردے کو ہلایا بہ شتاب
اور میرے ساتھ ہیں محبوبِ خدا فیضمآب
معِ مرکب کے لیا آپ کو ہوکر بیتاب
حسرت و یاس سے فرقت میں یہ کہتے تھے خطاب

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

منتہی حضرتِ جبریل کا سدرہ تھا مقام
کیونکہ تھامے تھے براقِ نبوی کی وہ لگام
گرچہ تھے اور بھی پردے کئی حائل بتمام

وہاں سے بڑھ جانیکا لائق نہ زبان تھی نہ کلام
اسی آغاز کا تھا پردۂ اوّل انجام
اٹھ گئے ہاتھ کے مانند وہ سب بہرِ سلام

چلتے چلتے جو تہا کاوڑے سے تہی طرز خرام
تہا براقِ نبوئی کا یہی گلُ ریز کلام

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جلوہ فرما ہوے پھر مسندِ رفرف پہ حضور
شکلِ محبوب پہ ہوتا تہا فدا عالمِ نور
نہ بصارت میں تہی کجلک نہ بصیرت میں قصور
چشمِ مشتاق کا مشتاق بنا جلوۂ طور
نہ وہان رنج نہ راحت نہ مصیبت نہ سرور
نہ جدائی کی شکایت نہ تو نزدیک نہ دور
ایک ہی رنگ میں تہا جلوۂ یکتا کا ظہور
جوش میں آکے یہی کہتی تہی صہبائے طہور

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

گنجِ مخفی میں جو زر تہا وہی زیور نکلا
بحرِ توحید میں پھر ڈوب کے گوہر نکلا
ہے وہ بندہ کہ جو اللہ سے ملکر نکلا
راز کا کہول کے دروازہ خوش اختر نکلا
کیا شفاعت کا علم ہاتھ میں لیکر نکلا
پیشوائی کے لئے عرش کا لشکر نکلا
جب وہ ماہِ مدنی خلد کے اندر نکلا
یہی بیساختہ رضوان کی زبان پر نکلا

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

تختۂ خلد میں پہونچے جو شہنشاہِ زمن
جامہ زیبی کا ہوا شور وہ گلشن گلشن
کہ ہر اک پہول بنا دیدۂ بینا ہمہ تن
کہنے کو صلِ علیٰ کہل گئے غنچوں کے دہن
تھے ملائک میں اشارے کہ یہ ہیں نور بدن
دل میں گھر کیوں نہ کرے ایسے جوانکی چتون
مثلِ موسیٰ ہوے بیہوش جوانانِ چمن
کہتا تہا بلبلِ سدرہ بھی زبان سے یہ سخن

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حوریوں میں شبِ معراج کی تھی دھوم بڑی
لب پہ تھا پان کا لاکھا نہ تو مسّی کی دھڑی
یک بہ یک آمدِ محبوب کی آئی جو گھڑی
گرتے پڑتے کہیں حضرت پہ نظر اونکی پڑی

الفتِ شاہِ زمن دل میں سناں بنکے گڑی
دیکھیے جسکو وہ سو ناز و ادا سے تھی کھڑی
وہیں حوروں کی بھی قسمت پئے دیدار اڑی
یہ صدا آئی جو ہسلی کسی ہیکل سے لڑی

مرحبا سیّد مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

سیر کرتے تھے ارم کی جو حبیبِ غفّار
سر پہ وہ خوانِ جواہر وہ فرشتوں کی قطار
ہر ملک شانِ جوانِ مدنی پر تھا نثار
انبیا کا وہ پرا نوار کے گھوڑوں پہ سوار

بارے شادی کے سماں تھی نہ پہولوں میں بہار
دیکھنا بہالنا وہ آپ کا با عزّ و وقار
آوبا نہ وہ اشاروں سے تکلم ہر بار
ابنِ مریم کی وہ پہلو میں نقیبانہ پکار

مرحبا سیّد مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

آئی عجب گلشنِ جنت میں مدینہ کی ہوا
سرو پر قمری تو بلبل بھی کہیں نغمہ سرا
کہیں حوروں کا جھگڑا کہیں غلمان کا پرا
اور لگی چلنے دبے پاؤں ادب سے جو صبا

ہر شجر وجد سے بس جھوم رہا تھا ہر جا
کہیں کوثر کی وہ موجوں میں نئی نشو نما
سب پہ طرہ تھا غرض جلوۂ محبوبِ خدا
یہی آجاتی تھی غنچوں کے چٹکنے سے صدا

مرحبا سیّد مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

خوشنما خلد میں وہ جلوۂ صنّاعِ ازل
نہ خزاں کا کہیں کھٹکا نہ فنا کا تھا خلل
کہیں ہیرے کی مکاں تھے کہیں موتی کے محل

نہ وہاں خار کا تھا نام نہ جنگل نہ جبل
تھے زمرد کے جو اشجار تو یاقوت کے پھل
کہیں سرسبز وہ خیمے تھے کھنچے دل بادل

کہیں حورانِ بہشتی کی وہ آپس میں چہل — کوئی بیساختہ گاتی تھی یہ قدسی کی غزل

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

ڈالی ڈالی پہ وہ خوش اوڑتے تھے خوش رنگ طیور — شاخِ مرجان کے جو تھے پاؤں تو رخ صنوبرِ حور
سر پہ یاقوت کا تھا تاج دیا شعلۂ طور — پھول جاتے تھے کبھی پیکے وہ صہبائے طہور
کبھی کوثر میں نہاتے کبھی اوڑتے بہ سرور — پر جھٹکتے تو مہکتی اٹھی شمیم کافور
پڑھ رہا تھا کوئی طٰہٰ تو کوئی سورۂ دہر — اور وظیفہ تہا کسی کا یہ دم نور ظہور

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

سیر کرتے ہوئے جب آپ ہوئے واں سے رواں — ہوگئی سامنے طبقاتِ جہنم بھی عیاں
آگیا دل میں خیالِ امتِ عاصی کا وہاں — بتضرع یہ دعا کرنے لگے شاہِ زماں
بخشدے امتِ عاصی کو الٰہی عصیاں — غیب سے آئی ندا اے سببِ ہر دو جہاں
نار سے امتِ محبوب کو نسبت ہے کہاں — بلکہ دم بھرتا ہے ہر وقت یہی باغِ جناں

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

پھر یہ ارشاد ہوا اے مرے محبوبِ جمیل — تری امت کی ہمیشہ مری رحمت ہے کفیل
ایسا رو رو کے شفاعت میں نہ کیجے تعجیل — نارِ دوزخ کہیں بن جائے نہ گلزارِ خلیل
آج سے تابعِ فرمان ہے ترا عزرائیل — نہ کریگا کبھی وہ امتِ عاصی کو ذلیل
اے شہِ جن و بشر ہو نہ عنایات میں ڈھیل — آپ کی مدح سرائی مری بخشش کی سبیل

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

احمدِ پاک نے اک آن میں کیا کیا دیکھا
لنترانی کا نہ حائل کوئی پردا دیکھا
رات بھر آپ نے واں نورِ خدا کا دیکھا
وہ ہلتی ہوئی زنجیر کا کھٹکا دیکھا

جس کو موسیٰ نے نہ دیکھا تھا وہ جلوہ دیکھا
ہر طرف سے ارنی کا ہی تقاضا دیکھا
اور یہاں گرم بدستور بچھونا دیکھا
اور یہی سب کی زباں پہ وظیفہ دیکھا

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

احمدِ پاک کو معراج ہوئی جسمانی
سجدہ کرتے ہی اضافات ہوئے ہیں فانی
حسن تصدیقِ رسالت سے ہوئے آسانی
نزع میں بھی مجھے دکھلائینگے جب نورانی

مومنوں کو تو نمازوں میں ملی روحانی
ملکئی عینِ بقا جس کا نہیں ہے ثانی
آپ ہی وصلِ الٰہی کے بنے ہیں بانی
جب یہ کہتا ہوا اٹھوں گا بصد حیرانی

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جلوہ گر ہوتا قدِ پاک کا سایہ کیونکر
سببِ رحمتِ باری ہے تنِ فخرِ بشر
پھر کہاں رحمتِ خورشید قیامت کا اثر
سکر اکر جو وہ باندھینگے شفاعت پہ کمر

حشر کے روز سبب اسکا کھلے گا یکسر
سر پہ چھا جائیگا وہ ابر کی صورت بنکر
دیکھکر شان یہ جھک جائیگی رحمت بھی ادھر
میں بھی یہ کہہ کے رکھونگا قدمِ پاک پہ سر

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل وجاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

سر نہ چڑھ اسے فلکِ پیر ذرا ہوش سنبھال
واہ کس حسن پہ تجھکو ہے یہ دعوائے کمال
تو نے دیکھا ہی نہیں خواجۂ عالم کا جمال

مہ و خورشید سے ہوتا نہیں ارشاد اقبال
تیرے رخ پر تو چمکتے ہیں یہ دو داغِ زوال
گھٹ گیا جسکے تراشیدہ ناخن سے ہلال

ایسے ذی حسن پیمبر کی نہیں کوئی مثال
صدقے ہو ہو کے یہی کہتے تھے ہر وقت بلال

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

حسن یوسف پہ زلیخا تو کبھی ناز نہ کر
گرم تھا مصر میں گو حسن کا بازار مگر
اللہ اللہ وہ ہے آپ کے نقشہ میں اثر
کر دیا صاد جب آنکھوں پہ پڑی اوسکی نظر

نور احمد کے مقابل ہیں وہ ہے شمع سحر
شق ہوا یاں تو اک انگشت شہادت سے قمر
شیفتہ ہو گیا نقاش ازل بھی جسپر
یہی پیدا ہوا آواز قلم سے یکسر

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

ہے زلیخا کو جو یوسف کی محبت پیاری
رہگئی حضرت عیسیٰ کی وہ حکمت ساری
ہیں سر دست یہاں حضرت موسیٰ عاری
حسن یوسف دم عیسیٰ ید بیضا داری

یاں ملاحت سے ہیں محبوب جناب باری
دیکھکر استن حنانہ کی آہ و زاری
اونگلیوں سے جو ہوے پانی کے چشمے جاری
انچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

گلشن دہر کے ہو جائیں گر اشجار قلم
حسن نمکین پہ فدا ہو گیا سارا عالم
ہیں رسولوں کے وہ سرتاج شہنشاہ امم
آپ نے ہر بت سنگین کو توڑا اجسدم

سر سو آپ کا رتبہ کبھی ہوگا نہ رقم
جسکے دیدار سے روشن ہوئی قندیل حرم
معدن حلم و حیا مخزن الطاف و کرم
یہی کہتے رہے آواز شکستہ سے صنم

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جبکہ مکے میں ہوئی نور الٰہی کی نمود
پھر عبادت کے وہ قائم کئے حضرت نے حدود
تھا کوئی صرفِ قیام اور کوئی محوِ سجود
چھا گیا سر پہ جو ابرِ کرمِ ربِّ ودود

ظلمتِ کفر گئی ایسی وہاں سے کہ نہ بود
کوئی کہتا تھا اذان اور کوئی پڑھتا تھا درود
تھے وہ ہر حال میں راضی برضائے معبود
معجزے دیکھ کے کہتے تھے نصارا و یہود

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

آپ کے قد پہ مزین تھی جو گل پیرہنی
پھر تو لب سے جو ہوا سرخ وہ لعلِ یمنی
اڑ گئی آپ کی جب شہرتِ شیریں سخنی
اپنی کچھ عشق میں شیریں کی نہ کی جاں شکنی

جب سے دیکھا ہے تو سکتے میں ہے سروِ چمنی
درِ دنداں پہ فدا ہو گئی ہیرے کی کنی
سن کے فرہاد نے کی ترک وہیں کوہکنی
یہی آتی تھی صدا صاف دمِ تیشہ زنی

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

کشتِ دیں فیضِ قدم سے ہوئی جس وقت ہری
سر سے شاہوں کے گرے خاک پہ وہ تاجِ زری
دیتے تھے کعبہ کو جبریل یہی خوشخبری
دہر میں دینِ محمد کی ہوئی جلوہ گری

نقشِ پا سے ہوا نورِ یدِ بیضا نظری
مل گئی خاک میں کفار کی شوریدہ سری
اب کوئی آن میں ہوگا تو برائی سے بری
کرتے ہیں مدح و ثنا جن و بشر حور و پری

مرحبا سیدِ مکی مدنی العربی
دل و جاں باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

دی خبر بادِ بہاری نے یہ جا کر اول
جتنے مکے میں ہیں سب نور کے ہو جائیں محل
جس پہ عاشق ہی رہا ربِّ علا عز و جل

رشکِ فردوس بنے آج یہ سارا جنگل
ایک چرواہا یہاں آتا ہے کمسن بیدل
ہے وہ ذی قدر مگر تن پہ ہے کالی کملی

نام احمد ہے رسولوں میں ہے سب سے افضل — قدم پاک یہاں آئیں تو پڑھنا یہ غزل

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

تہا عجب خواجۂ عالم کے گھرانے کا چلن
صابر و شاکر و دلجو متواضع ہمہ تن
باغ عالم میں بھی ایک انوکہا تہا چمن
پہول جہڑتے تھے دہن سی جو وہ کرتے تھے سخن

رنج میں شاد ہر اک شخص تو فاقوں میں مگن
گلرخ و گلبدن و گل صفت و غنچہ دہن
دل من داند و من دانم و داند دل من
پیار سے نانا کو کہتے تھے حسین اور حسن

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

باغ زہرا میں ہوا ظلم و ستم کی جو چلی
کھیتی سادات کی پانی کے نہ ملنے کی جلی
عاشق دین نبی شیفتۂ لم یزلی
مدح احمد سے زبان ہنگئی مصری کی ڈلی

اوڑ گئے پہول رہی ایک بھی باقی نہ کلی
جو بلا شام سے آئی تھی وہ ٹالے نہ ٹلی
نہ جہکا بیعت فاسق پہ سعید ازلی
تہ خنجر یہی کہتے تھے حسین ابن علیؓ

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

مجھ گنہگار کی محشر میں نہ عزت ہوگی
سر پہ سایہ فگن اللہ کی رحمت ہوگی
پھر تو اوس وقت نہ دل میں کوئی وحشت ہوگی
دیکھکر شان یہ طالب مری جنت ہوگی

گر چپ و راست محمد کی شفاعت ہوگی
اور پس و پیش بزرگوں کی عنایت ہوگی
گر تسلی کو صحابہ کی محبت ہوگی
شکر کی جا مجھے کہنی یہی مدحت ہوگی

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل وجان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جز درِ پاک کہیں ہے نہ ٹھکانا میرا
یاں تو سنتا نہیں کوئی بھی فسانہ میرا
بد تر از غیر ہے اسوقت یگانہ میرا
آپ کے پائنتی آقا ہو سرانا میرا

دیکھئے غم یہ شب روز کا کھانا میرا
گوشِ ناقدر سے ہے دور ترانہ میرا
ایک مدت سے مخالف ہے زمانہ میرا
شغل ہے ابتو یہی روز و شبانہ میرا

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

اے شہِ حسن و بشر فخر سلاطینِ زمن
آپکا ہے وہی مداح و فدائی ہمہ تن
ہو فدا طرۂ دستار پہ سورج کی کرن
قدر سے اوسکی مہکتا ہے گلستانِ سخن

میر عثمان علیخان ہے جو سلطانِ دکن
پاک دل پاک جگر پاک زبان پاک دہن
ہفت کشور پہ وہ قابض ہو تہ چرخ کہن
زین سبب مطلع پر نور بخواند دل من

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

جلوہ گر تخت پہ جب ہوگا وہ خلاقِ زمان
جس کے پلے پہ ہوں سردار شفیع دو جہاں
جب شفاعت کے لئے آپ ہلائینگے زبان
ڈھونڈتی آئیگی رحمت کہ معاصی ہیں کہاں

عرصۂ حشر میں مخلوق پھریگی لرزان
اوسکو دوزخ سے نہ کچھ ڈر ہے نہ خوفِ میزان
دور بہا گینگے ہر عاصی سے ہزاروں عصیاں
اوس گھڑی ہیں بھی قصیدہ یہ پڑہونگا طوفان

مرحبا سید مکی مدنی العربی
دل و جان باد فدایت چہ عجب خوش لقبی

ترجیع بند

راحت طلب شد است کنون جانِ زارِ ما
یا بہم ہزار عجب غش در آغوش یار ما

جنبش نمیکند ز حزارم غبارِ ما
ترسم کہ ہیچ صبر نہ گرد و قرارِ ما

آہستہ برگِ گل بہ فشاں برمزارِ ما
بس نازک است شیشۂ دل درکنارِ ما

وہ عشقِ مصطفےٰ کا جگر میں بخار ہے — جس سے زمین کے ہاتھ پہ چھالا مزا ہے
بلبل تو آج میری عبث غمگسار ہے — مرے لئے تو برگِ گل نوکِ خار ہے

آہستہ برگِ گل بہ فشاں برمزارِ ما
بس نازک است شیشۂ دل درکنارِ ما

مجمع ہو عاشقوں کا سرِ قبر صبح و شام — پڑھتے رہیں درود محمد یہ خاص و عام
ہر حال میں ہو عاشقِ احمد کا احترام — دیکھو ادب سے پھول چڑھایا کریں مدام

آہستہ برگِ گل بہ فشاں برمزارِ ما
بس نازک است شیشۂ دل درکنارِ ما

الفت میں نیند آتی ہے عاشق کو وار پر — ہنستا ہے گل کیطرح وہ غیروں کی مار پر
شبلی جو آئے پھول چڑھانے مزار پر — منصور نے کہا یہ لحد سے پکار کر

آہستہ برگِ گل بہ فشاں برمزارِ ما
بس نازک است شیشۂ دل درکنارِ ما

دیکھو تمام عمر کا جاگا ہوا ہوں میں — سب گھر لٹا کے قبر کو پایا ہوا ہوں میں
نیند آ گئی اجل کا سلایا ہوا ہوں میں — جاگوں نہ پھر کہیں کہ ستایا ہوا ہوں میں

آہستہ برگِ گل بہ فشاں برمزارِ ما
بس نازک است شیشۂ دل درکنارِ ما

اوسکا غلام ہوں جو رسولوں کا تاج ہے — ہے عرش پر دماغ اویسی مزاج ہے
مانا لحد پہ پھول چڑھانا۔ رواج ہے — ہاں صرف اس قدر ہی مجھے احتیاج ہے

آہستہ برگِ گل بہ فشاں برمزارِ ما

بس نازک است شیشۂ دل در کنارِ ما

آنکھوں میں بعد مرگ بھی احمد کا نور ہے
ویدار ہو رہا ہے نرالا سرور ہے
ہر ذرہ ذرہ قبر کا قندیل طور ہے
کہتا ہوں درود تو مجھیں لازم ضرور ہے

آہستہ برگِ گل بہ فشاں بر مزارِ ما
بس نازک است شیشۂ دل در کنارِ ما

خالق نے میری عرض عزیز و قبول کی
دلہن بنی ہوئی ہے لحد مجھ ملول کی
آئی ہے بعد مرگ سواری رسول کی
خوشبو مہک رہی ہے محبت کے پھول کی

آہستہ برگِ گل بہ فشاں بر مزارِ ما
بس نازک است شیشۂ دل در کنارِ ما

مر جاؤں ہجر میں تو نہ کرنا کبھی ملال
کہتے ہیں مجھکو جن و بشر خادم بلال
ہوتا ہے بعد مرگ ہی محبوب سے وصال
آئیں جو فاتحہ کو تو اتنا رہے خیال

آہستہ برگِ گل بہ فشاں بر مزارِ ما
بس نازک است شیشۂ دل در کنارِ ما

طوفان نے زندگی میں اٹھائیں وہ سختیاں
موت آ گئی جو ہجر پیمبر میں ناگہاں
کوہ گراں کو پھول سمجھتا تھا وہ جوان
کی مرتے دم یہ مجھ سے وصیت کہ بھائی جان

آہستہ برگِ گل بہ فشاں بر مزارِ ما
بس نازک است شیشۂ دل در کنارِ ما

ترجیع بند

بہار آتے ہی پھر زخم دل ہوئے ہیں ہرے
یہ حال ہے تو پھر عاشق بھلا جئے کہ مرے
اور اٹھا وہ درد جگر میں کہ ضبط سے ہے پرے
کوئی نہیں کہ مسیحا کو جا کے تار کرے

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسی ما نمی برد خبرے

مرا تو ہجر پیمبر میں ہے یہ حال تباہ
مدینہ جب نظر آئے تو حاجیو للّٰہ
چلوں جو اوٹھ کے تو آنکھوں سے سوجھتی نہیں راہ
مری طرف سے یہ کہنا کہ یا رسول اللہ

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسی ما نمی برد خبرے

غلام فخر شہنشاہ کا کہوں کیا حال
پھر آیا دل میں جو محبوب کے وطن کا خیال
بھٹک کے شام کی جانب گیا وہ بعد وصال
تڑپ تڑپ کے یہ رو رو کے کہہ رہا تھا بلالؓ

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسی ما نمی برد خبرے

ہم اونکے وصل کے امیدوار رہتے ہیں
تڑپتے لوٹتے ہیں بیقرار رہتے ہیں
جو آج سات سمندر کے پار رہتے ہیں
اسی خیال سے ہم اشکبار رہتے ہیں

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسی ما نمی برد خبرے

کیا ہے بے پر و بالی نے طائر پر بند
فغاں سے پاس بھٹکتے نہیں چرند و پرند
کمند پاس نہیں اور ہے بام یار بلند
بحال زار دل ما کدام رحم کنند

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسی ما نمی برد خبرے

فراق مصطفےؐ کی ہے وہ نرالی بات
نہ رو دل سے ہے فرصت نہ بیکلی سے نجات
کہیں یہ کس سے کہ کیونکر گذرتے ہیں دن رات
بایں حال جو دکھڑا ابھی لکھدیا ہیہات

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے

کسے ز بیکسی ما نمی برد خبرے

وہ بیکسی کی مصیبت ہے مجھ پہ شام و پگاہ — کہ جذبِ دل سے جدا ہو گیا بدل کے نگاہ
کرم کچھ آپ ہی فرمائیں یا رسول اللہ — بس اب تو دم بھی چلا کا الٰہ الا اللہ

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسی ما نمی برد خبرے

امید وصل میں گذری ہماری عمر تمام — نہ چین شب کو ملا اور نہ دن کو کچھ آرام
روانہ ہوتے ہیں ہر وقت گو درود و سلام — مگر کوئی نہیں ایسا سنائے مرا پیام

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسی ما نمی برد خبرے

جو نامہ بر ہیں وہ ہوتے ہیں جان کر انجان — ہوا سے میرے کبوتر بھی ہو گئے پران
ہے مرے نام سے بجلی کا تار بھی لرزان — ملا ازل سے مجھے بخت نارسا طوفان

نہ قاصدے نہ صبائے نہ مرغ نامہ برے
کسے ز بیکسی ما نمی برد خبرے

ترجیع بند

نسیما صبحدم عزم سفر کن — بہ ہر دم مدحت خیر البشر کن
پریشان حالم و بر من نظر کن — بیان افسانۂ درد جگر کن

نسیما جانب بطحیٰ گذر کن
ز احوالم محمد را خبر کن

نسیما حد سے گذری آہ و زاری — لگی ہے دل پہ الفت کی کٹاری
نسیما دیکھ میری بیقراری — کٹھن ہے ہجر کا دن رات بھاری

نسیما جانب بطحیٰ گذر کن
ز احوالم محمد را خبر کن

نسیما طالبِ دیدار ہوں میں
نسیما عشق سے بیمار ہوں میں

فدائے احمد مختار ہوں میں
بہت مجبور ہوں لاچار ہوں میں

نسیما جانب بطحیٰ گذر کن
ز احوالم محمد را خبر کن

نسیما دیکھ لے کوئے محمد
نسیما نیک ہے خوئے محمد

وہاں رہتی ہے خوشبوئے محمد
خدا را جلد جا سوئے محمد

نسیما جانب بطحیٰ گذر کن
ز احوالم محمد را خبر کن

نسیما لا خبر جان جہان کی
نسیما دیکھ حالت نیمجان کی

نہیں ہے مجھ میں اب طاقت بیان کی
یہ تجھ میں سر و جہری ہے کہاں کی

نسیما جانب بطحیٰ گذر کن
ز احوالم محمد را خبر کن

نسیما جا مدینہ بہر داور
نسیما کانپتی ہے کیوں یہ تھر تھر

محمد مصطفیٰ کا ہے وہاں گھر
چلی آ جا درِ گلُ ہی سے مل کر

نسیما جانب بطحیٰ گذر کن
ز احوالم محمد را خبر کن

نسیما چھوڑ دے تو سیر گلشن
نسیما مجھ سے کر ایسی نہ ان بن

بنا اپنا نہ یوں باغوں میں مسکن
مدینہ ہے ترے حق میں گھر انگن

نسیما جانب بطحیٰ گذر کن

زاحوالِ محمدؐ را خبر کن

نسیما سُن ذرا کویل کی کُو کُو
لگاتی آگ دل میں وہ کی ہُو ہُو
نسیما کب مدینہ جائیگی تُو
گُلِ احمدؐ کی کس دن لائیگی بُو

نسیما جانبِ بطحیٰ گذر کن
زاحوالِ محمدؐ را خبر کن

نسیما سُن یہی دکھڑا ہے میرا
پریشان ہوگیا ہے حال تیرا
نسیما اِس پتہ سے کر تو پھیرا
مدینہ میں جہاں ہے سبز ڈیرا

نسیما جانبِ بطحیٰ گذر کن
زاحوالِ محمدؐ را خبر کن

نسیما آج تو کیا کر رہی ہے
جو ٹھنڈی سانس ہر دم بھر رہی ہے
نسیما کیون چمن میں مر رہی ہے
اگر تو سیر کی خوگر رہی ہے

نسیما جانبِ بطحیٰ گذر کن
زاحوالِ محمدؐ را خبر کن

نسیما ہو بسر کیا زندگانی
ضعیفی آگئی گذری جوانی
کریں تحریر کیا کہدے زبانی
سُنا دے جاکے طوفان کی کہانی

نسیما جانبِ بطحیٰ گذر کن
زاحوالِ محمدؐ را خبر کن

تضمین بر قصیدۂ اکبر الہ آبادی

ہو عمر بسر وعدۂ دیدار میں کبتک
گنتا رہوں تاروں کو شبِ تار میں کبتک

آنسو ہو نمک دیدۂ بیدار میں کبتک
بیتاب رہوں ہجر کے آزار میں کبتک
دم باقی رہے عشق کے بیمار میں کبتک

دل سینہ میں کیوں کر نہ غم ہجر سے دھڑکین
ممکن نہیں جو برگ خزان دیدہ نہ کھڑکین
جو طائر پر بند ہیں کیونکر نہ وہ پھڑکین
پوچھو کوئی اوس ساقی کوثر سے کہ تڑپین
عاشق طلب شربت دیدار میں کبتک

بیمار ہوں میں زلف معنبر کی ہوا سے
مضطر جگر و قلب ہیں دارو شفا دے
محبوب خدا اب لب جان بخش ہلا دے
اپنے گل نیرنگ کا نیرنگ دکھا دے
تڑپا کرے بلبل ترے گلزار میں کبتک

گرداب کے ہیں قلزم عصیاں میں وہ چکر
گردش ہے بہر حال تو کس کام کا لنگر
محبوب خدا اب نظر مہر ہو مجھ پر
کیوں دیر لگائی ہے لگا دو کوئی ٹھوکر
کشتی میری ٹکرائیگی منجدھار میں کبتک

جو چھوڑ کے دنیا کو بنا دین کا جوگی
مٹی کبھی اوس کی کہیں برباد نہوگی
طوفان کیطرح وہ بھی محبت کا ہی روگی
اے باد صبا پوچھیو حضرت سے کہ ہوگی
اکبر کی رسائی ترے دربار میں کبتک

تضمین بر قصیدۂ شہر حیدرآبادی

دم بھرتا تھا کیا کیا تیرا
لب پہ نہ آیا شکوہ تیرا
اوس کا جنوں تھا شہرہ تیرا
مرگیا عاشق شیدا تیرا
اب تو ہوا دل ٹھنڈا تیرا

آہ تری وہ گریہ و زاری
رات ہوئی ہم سایہ پہ بھاری

آئی لبوں پر جان ہماری عشق میں کیسی عمر گذاری
کچھ تو بیان کر قصہ تیرا

مونس کی مونس کو غرض ہے ماہی کی یونس کو غرض ہے
ہو وہی مضطر جس کو غرض ہے ظلّ ہما سے کس کو غرض ہے
بس کرتا ہے سایہ تیرا

کٹ گئے دن وا چھوڑکے تجھکو حاصل کیا منہ موڑکے تجھکو
کہتا ہوں منہ پھوڑکے تجھکو جاؤں کہاں میں چھوڑکے تجھکو
ساتھ ہے تیرے سایہ تیرا

پھول میں ہے سب رنگت تیری شاق ہے مجھکو فرقت تیری
آنکھوں میں ہے صورت تیری دل میں بھری ہے الفت تیری
سر میں بھرا ہے سودا تیرا

گم ہوا باطل آگیا جب حق دین کی دونی بڑھ گئی رونق
صدقہ ترے پیغمبر برحق اک انگلی سے چاند ہوا شق
دیکھا جب کہ اشارہ تیرا

کیوں رہتا ہے کیا ہے مصیبت طوفاں سے سن اپنی حقیقت
تیرے لئے حضرت کی شفاعت تجھکو ہنر کیا خوف قیامت
شافع محشر مولا تیرا

تضمین بر غزل ملا نا یدم شاہ صنا بیدم وارثی اٹاوی

میخانۂ وحدت میں جبتک رہی مینوشی تھا ہوش کے سر پر بھی احسان فراموشی

یاد آگئی بھولے سے تکتی رہی خاموشی — کھینچی ہے تصوّر میں تصویرِ ہم آغوشی

اب ہوش میں آنے دے مجھکو نہ ای بیہوشی

ہو بارِ امانت سے جبتک نہ سبکدوشی — اور یاد کو حاصل ہو جبتک نہ فراموشی
صوتِ نفسی جبتک کرتی رہی سرگوشی — جبتک ہے ہوشیاری جبتک نہو بیہوشی

ساقی نہ رکے ساغر جاری رہے مے نوشی

بلبل نہیں گلشن کا شہبازِ حقیقت ہوں — ہیں بے پر و بالی پر پروازِ حقیقت ہوں
ہاں نغمۂ حقیقت ہوں غمّازِ حقیقت ہوں — ہیں سازِ حقیقت ہوں دمسازِ حقیقت ہوں

خاموشی ہے گویائی۔ گویائی ہے خاموشی

آنکھوں سے سدا آنسو بہتے ہیں محبت میں — مستوں کیطرح عاشق رہتے محبت میں
صدمے غمِ فرقت کے سہتے ہیں محبت میں — گم ہونے کو پا جانا کہتے ہیں محبت میں

اور یاد کا رکھا ہے یاں نام فراموشی

وہ راہ نہ وہ رہبر وہ خضر نہ وہ رہزن — وہ دیر نہ وہ کعبہ تسبیح نہ وہ سمرن
مشہود نہ شاہد وہ حسن نہ وہ درشن — وہ گل ہے نہ وہ بلبل وہ نغمہ نہ وہ شیون

بلبل کا نشیمن ہے کاشانۂ خاموشی

کہتا تھا شبِ فرقت عاشق سے یہ پروانہ — یہ یاد رہے تجھکو اے ہمتِ مردانہ
مٹی میں فنا ہو کر سرسبز ہوا دانہ — کھو جانا ہے پا جانا۔ پا جانا ہے کھو جانا

بیہوشی ہے ہوشیاری۔ ہوشیاری ہے بیہوشی

ہیں شیخ و برہمن میں جھگڑے مری توبہ کے — شہروں میں لگے بٹنے پرچے مری توبہ کے
مہوش لگے رونے دکھڑے مری توبہ کے — وہ قلقل مینا میں چرچے مری توبہ کے

اور شیشہ و ساغر کی میخانہ میں سرگوشی

دل جل کے بھی رہتا ہوں میں اپنی خموشی سے — باتیں بھی جو کرتا ہوں میں اپنی خموشی سے

جو پاتا ہوں پاتا ہوں میں اپنی خموشی سے
جو سُنتا ہوں سُنتا ہوں میں اپنی خموشی سے

جو کہتی ہے کہتی ہے مجھسے مری خاموشی

بھولے سے نہ آیا پھر کچھ ہوش ذرا ہم کو
دیکھی نہ کبھی شادی پایا نہ کبھی غم کو
بہلانے نہ پایا کچھ اپنے دلِ برہم کو
یادِ رخِ گلگوں میں بھولا ہے دو عالم کو

پھولوں سے بھرا ہمنے دامانِ فراموشی

ہے عشق کی بستی میں کافر نہ کوئی مومن
نے رنج نہ راحت ہے نے شب ہے نہ کوئی دن
باطن میں نہاں ظاہر ظاہر میں نہاں باطن
اسرارِ محبت کا اظہار ہے ناممکن

ٹوٹا ہے نہ ٹوٹیگا قفلِ درِ خاموشی

کس ساقیِ بیہوش نے مستی کی نظر ڈالی
گل مست ہیں باغوں میں بلبل کی ہے قوالی
شیشہ یہ جھکا ساغرِ محفل ہوئی متوالی
یاں خاک کا ذرہ بھی لغزش سے نہیں خالی

میخانہ دُنیا ہے یا عالمِ بیہوشی

دامن یہ وہ کیا دھبا قابل ہو جو دھلنے کا
کچھ شمع نہیں ہم میں جو رنج ہو گھلنے کا
میزانِ عدالت میں کیا کام ہے تلنے کا
ہاں ہاں مرے عصیاں کا پردہ نہیں کھلنے کا

ہاں ہاں تری رحمت کا ہے کام خطاپوشی

صحبت نہ کبھی چھوڑی خوشبو نے گلِ تر کی
نسبت تو ازل سے ہے ہر عرض کو جوہر کی
زردی کسی صورت سے ہوگی نہ جدا زر کی
ہر ذرہ نے لی چادر خورشیدِ منور کی

ہر قطرہ کو حاصل ہے دریا سے ہم آغوشی

بھولے ہوئے برسوں کے آتے تھے گلے ہم سے
خوش ہوگئے بر رنگِ گل ہنس ہنس کے کھلے ہم سے
مل مل کے گلے مانگے الفت کے صلے ہم سے
کل غیر کے دھوکے میں وہ عید ملے ہم سے

کھولی بھی تو دشمن نے تقدیرِ ہم آغوشی

محبوب کی کمبل کا سایہ یہ مقدم ہے
مسجودِ ملائک ہے ہم خلقتِ آدم سے

محرابِ حرم طوفان سجدے کیلئے خم ہے
اس پردہ میں پوشیدہ لیلاے دو عالم ہے
بیوجہ نہیں بیدم کعبہ کی سیہ پوشی

تضمین بر غزل امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ

بہ ہزار ناز و عشوہ بہ کنار خواہی آمد
کہ بجام چشم پرنم چو خمار خواہی آمد
بہ چمن خزاں رسیدہ چو بہار خواہی آمد
خبرم رسیدہ امشب کہ نگار خواہی آمد
سر من فدائے راہے کہ سوار خواہی آمد

کوئی جا کے ادنے ہدہد کرے اس طرف ارادہ
کہ دکھائیں عاشقوں کو عربی وقار سادہ
ہمہ بلبلانِ گلشن بہ ہزار دل کشادہ
ہمہ آہوانِ صحرا سر خود بکف نہادہ
بامید آنکہ روزے بہ شکار خواہی آمد

جو چلی ہو ہجر میں جان ہو وصل سے ہراسان
کہ دیا ہے درد جس نے وہی ہوگا خاص درمان
مجھے بس ہے نام لے لے کوئی اونکا فاتحہ خواں
کششیکہ عشق دارد نہ گذاردت بدینسان
بہ جنازہ گر نیائی بہ مزار خواہی آمد

مری یا نبی خبر لو کہ تڑپ رہا ہوں ہر دم
ہوے سب حواس رخصت نہیں پاس کوئی ہمدم
تپ و تق سے ہجر کی میں بہت ہوگیا ہوں بیدم
بہ لبم رسید جانم تو بیا کہ زندہ مانم
پس ازانکہ من نمانم بہ چہ کار خواہی آمد

شب ہجر بال کھولے مرا کر رہی ہے ماتم
مری چشم خونچکاں پر کہیں رو رہی ہے شبنم
تپ عشق مصطفے اسے یہی التجا ہے ہر دم
پئے تست خون مردم کہ تو میخوری دمادم
مخور ایں قدر کہ فردا بہ خمار خواہی آمد

بہ گروہ عاشقاں شد بہ کمال قدر خسرو
نہ شود گدائے احمد بہ ہزار جبر خسرو

چہ عجب ہلالِ طوفان بشود چو بدر خسرو | بہ یک آمدن ربودی دل و دین صبر خسرو
چہ شود اگر بدیسان دوسہ بار خواہی آمد

مثلث

اے شہنشاہِ فخر زمانہ | عرض ہے میری یہ عاجزانہ
سوزشِ دل کا سُنئیے فسانہ

جلدی پلا دو شربتِ دیدار یا رسول | فرش زمین ہے آپکا بیمار یا رسول
ابتو آنکھوں سے دم ہے روانہ

مثل اویس گرچہ میں حضرت سے دور ہوں | دکھلائیے جمال بہت ناصبور ہوں
آپ کا عشق ہے غائبانہ

باغِ مدینہ اوس میں وہ گلدستہ حرم | چاروں طرف وہ نور کے مینار محترم
سبز گنبد ہے اوس میں سہانا

اعمال نامے رونے سے میرے جو تر ہوے | رحمت کے سامنے وہی آنسو گہر ہوے
ساری بخشش کا ہے یہ بہانہ

نام و نشان چمن سے ہمارا مٹا دیا | برقِ فراقِ مصطفوی نے جلا دیا
چار تنکوں کا تہا آشیانہ

غل ہے چمن چمن میں درود و سلام کا | نقارہ بج رہا ہے محمدؐ کے نام کا
قمریوں میں ہے حق کا ترانہ

حسرت یہی ہے قرب حبیب خدا ملے | ہے دل میں آرزو کہ مدینہ میں جا ملے
آپ کے پائنتی ہو سرانا

مکے کے وہ پہاڑ ببولوں کا اور وہ بن | تھے اوس میں جلوہ گر کہیں سلطان ذوالمنن

خوشنما بکریوں کا چرانا

تسکین ہو درد دل کو کچھ ایسی دوا بھی دو ۔ بیمار آپ کا ہوں خدارا شفا بھی دو
مرے دل کی لگی کو بجھانا

کیا منہ تہا کافروں کا جو کرتے مقابلہ ۔ بہاگے وہ الٹے پاؤں بغیر از مباہلہ
پنجتن کا پڑا تازیانہ

دونوں طرف وہ دوش پہ گیسوئے پُرشکن ۔ سیدھی سی چال وہ کہ فدا جسپہ بانکپن
کالی کملی ہیں قد وہ میانہ

طوفان کے خواب میں کبھی آجائے حضور ۔ اپنی زبان پاک سے فرمائے حضور
ہے قصیدہ ترا عاشقانہ

تضمین بر قصیدہ مولوی لطف اللہ خانصاحب لطف بریلوی نور اللہ مرقدہٗ

غنچۂ دل مرا اُسوقت شگفتہ ہوگا ۔ سامنے آنکھوں کے گلزار مدینہ ہوگا
بستر مرگ پہ حوروں کا جھگڑا ہوگا ۔ مرتے دم عشق نہفتہ مرا افشا ہوگا
وسبدم نام نبیؐ منہ سے نکلتا ہوگا

آنکھ میں جس کی وہ محبوب سمایا ہوگا ۔ دھیان اوسکو نہ کبھی حور کا آیا ہوگا
ایسا آرام نہ جنت میں بھی پایا ہوگا ۔ جس نے دیکھا تری دیوار کا سایہ ہوگا
دھوپ سے بدتر اوسے سایۂ طوبیٰ ہوگا

جلوۂ نور میں سو طرح کی رنگینی ہے ۔ حسن وہ حسن کہ جس حسن میں نمکینی ہے
پھیکی مصری کی ڈلی تلخ یہاں چینی ہے ۔ احمدؐ پاک کی باتوں میں جو شیرینی ہے
بخدا قند بھی ایسا تو نہ میٹھا ہوگا

آب زمزم سے کسی نے نہ اگر نہلایا
اور نہ پھر بُردِ یمانی کا کفن پہنایا
بعد مردن نہ مرا مطلب دل بر آیا
گر مدینہ کے سوا مجھکو کہیں دفنایا

دیکھ لیجو نہ مرا گور میں لاشہ ہوگا

مجھ سے پوچھے جو مسافر تو کہونگا بہ حلف
خوب ہے شوقِ زیارت میں جو ہو جان تلف
عاشقوں کو تو یہ اللہ نے بخشا ہے شرف
سر کے بل کعبہ سے جائینگے مدینہ کیطرف

بخت واژوں جو ہمارا کبھی سیدھا ہوگا

خلد میں آتشِ فرقت سے نہ جل جاونگا
ہیں نہ رضوان کے سنبھالے سے سنبھل جاونگا
جتنا روکیگا میں اوتنا ہی مچل جاونگا
پیرہن پھاڑ کے جنت سے نکل جاونگا

یاد جس دم مجھے صحرائے مدینہ ہوگا

شاملِ حال اگر فضلِ خدا ہو اکبار
قابلِ دید ہو مداحِ محمدؐ کا وقار
رنگ و کھلائیگی باغِ دلِ طوفان کی بہار
حشر میں پیشِ خدا جب یہ پڑھونگا اشعار

لطف ہر سمت سے صلِّ علیٰ کا ہوگا

تضمین دوم بر قصیدہ مولوی لطف اللہ خان صاحب لطف بریلوی نور اللہ مرقدہٗ

بیطرح درد جگر او ٹھا دعا کے واسطے
جان جاتی ہے لقائے مصطفےٰ کیواسطے
رحم کر مجھ پر شہید کربلا کے واسطے
اے فلک لیچل مدینہ کو خدا کیواسطے

دل تڑپتا ہے حبیب کبریا کے واسطے

اے شفیع المذنبین واے خاتم پیغمبران
اے مسیحائے مدینہ واے طبیبِ مہربان
ہے سراپا عاجز و مسکین و بیتاب و توان
لائے یہ بندہ کہاں سے حق تعالیٰ کی زبان

احمدِ مرسل تری مدح و ثنا کے واسطے

ہوگئی نورِ محمد کی وہ عالم میں نمود
صبحدم ظاہر ہوئی وہ قدرتِ ربِّ ودود
جس پہ ہوتا ہے تصدق راتدن چرخ کبود
باغ میں جاکر پڑھا جب روح احمد پر درود
کھل گئے غنچوں کے منہ صلِّ علیٰ کیواسطے

نیک ہو یا بد ہو یا عابد ہو یا ہو متقی
وہ بہرصورت حبیب پاک کا ہے امتی
منہ سے نکلی ہے تو پھر واپس نہوگی وہ کبھی
ہوتی ہے مقبول درگاہِ خدا بہرِ نبی
ہاتھ جب امت اوٹھاتی ہے دعا کیواسطے

ذایقہ سکرات کا پایا جو مداحِ رسول
قبر میں زیرِ زمین آیا جو مداحِ رسول
اور گناہوں سے بھی شرمایا جو مداحِ رسول
گور کی گرمی سے گھبرایا جو مداحِ رسول
کھل گئی جنت کی کھڑکی بس ہوا کیواسطے

بندگی اللہ کی کیونکر ہو بندی سے ادا
پھر اسی سے ملگیا دنیا میں آنیکا مزا
اوسکے میرا اعمال ذاتی سے مرکب ہے خطا
لیچلے ہیں اس جہاں سے داغ عشقِ مصطفےٰ
اور اب کیا چاہیئے روزِ جزا کیواسطے

کیا کرونگا لیکے میں جاہ و حشم ہے بازگشت
ہے اسی کا دردِ دل میں اور اوسیکا رنج سخت
ہو شہنشاہانِ دنیا کو مبارک تاج و تخت
دو جہاں میں ایک بھی جیسا نہ تہا یوں تیرہ بخت
جو کیا پیدا فراقِ مصطفےٰ کیواسطے

تہا یہی زیبا یہی شایانِ محبوبِ خدا
ہاں مگر شاہ و گدا کو مل گیا اتنا پتہ
جسمِ اطہر کے مقابل ہو نہ کوئی دوسرا
اوڑ گیا حضرت کا سایہ چرخ پر بنکر ہما
کیوں نہوں مشتاق سب ظلِ ہما کیواسطے

نفسی نفسی حشر میں کہتے رہینگے انبیا
شربتِ دیدار خاص و عام کو ہوگا عطا
عاصیوں کا دم بھرینگے پر محمد مصطفےٰ
بارگاہِ احمدِ مرسل ہے وہ دار الشفا
آئیں گے عیسیٰ جہاں اپنی دوا کیواسطے

حوضِ کوثر پر رہینگے غازیانِ جنگِ بدر
دیدۂ گریاں کسی صورت سے دینگے جا کے نذر
دیکھتے ہی پھر نہ آئیگا گنہگاروں کو صبر
جامِ کوثر ساقیِ کوثر سے لینگے روزِ حشر
لاکھوں ہی دیکر جنابِ مصطفےٰ کیواسطے

ہجر میں لاکھوں اوٹھائیں ہمنے دلبر سختیاں
ابرِ رحمت نور برسانے لگا پھر ناگہاں
جب بخار اوٹھا جگر سے ہو گئے آنسو رواں
ظلمتِ شب پر ہوا ہے روزِ روشن کا گمان
روئے ہیں جس رات اوس بدرالدجیٰ کیواسطے

کیا ڈھٹائی ہے گنہگاروں کی اے سلطانِ دین
کیوں نہ ہو اپنی رہائی سے اونہیں ہر دم یقین
لاکھ ہوں عصیاں مگر ہوتے نہیں وہ غمگین
سُن لیا ہے جب سے تمکو رحمۃ للعالمین
کس قدر بیباک ہیں عاصی خطا کیواسطے

دیکھ کہلجائے نہ اوس محبوب کا پردہ کہیں
عالمِ ناسوت میں طوفان ہو برپا کہیں
دار پر چڑھ کر نہو منصور سا رُسوا کہیں
میم احمد کے نہ کرنا راز کو افشا کہیں
بند کر روے لطف منہ اپنا خدا کے واسطے

خمسۂ صوفیانہ بہ شمول زبان پوربی

سکھی یاد ہے یا گئی بھول پسر
جھولن میں جھولی آٹھ پہر
ویکنٹھ رہا میکے ہی کا گھر
کھیلن میں گجاری شام و سحر
تن من کی نہ تھی موسے کہاں کھبر

کیا دیس کی آنکھ مچولی تھی
یہ بات نہ تھی نہ یہ بولی تھی
بے رنگ رنگیلی ہولی تھی
البیلی تھی انمولی تھی
رہتی تھی اکیلی آٹھ پہر

میں تو کی نہ اک دم جنگ رہی
نہ تو جوش رہا نہ اُمنگ رہی
میں ساتھ ہی اپنے سنگ رہی
ہر حال میں میں بے رنگ رہی

کرتی رہی ہر نسبت سے ہجر

جبتک نہ کسی کی چاہت تھی
دکھ درد نہ تہا نہ مصیبت تھی
ہر طور جیا کو راحت تھی
معلوم نہ تہا یہی کسمت تھی

الفت کا چلا جادو منتر

جب نیاہ نے مجھکو پھونک دیا
بیتاب ہوا سینہ میں جیا
پھر صبر کا کچھ یارا نہ رہا
یاد آنے لگے خوش رنگ پیا

گھونگٹ سے ہوا مکھڑا باہر

ظاہر جو دوئی کے ڈہنگ ہوے
لاکھوں ہی براتی سنگ ہوے
نارنگی کے سو رنگ ہوے
سب خویش و اقارب دنگ ہوے

پردیسی کو دیدیا ہاتھ پکڑ

جو قول و قرار کئے سجنی
پھر کرنے لگے وعدہ شکنی
سب بھول گئے گھر آکے وہی
نہ وہ بگڑی ہوئی پھر بات بنی

پیا رہنے لگے سوتن کے گھر

پھر اوس پہ بلا کی ساسن ہے
جلتا ہی رہا سب تن من ہے
ہر وقت سسر سے ان بن ہے
دیور سے لگا تی سوتن ہے

لوٹے سے نند یا دن دن بھر

جب جور و ستم گئے حد سے گذر
گرو سادہ سنت سب مل ملکر
اوتار نے لی دکھیا کی کہبر
دیتے تھے تسلی آٹھ پہر

پھر آگئے جناب پیغمبر

یوں آپ نے پھر ارشاد کیا ناشاد کے دل کو شاد کیا
بیٹیا نہ کبھی گھبرائے جیا ہر حال میں رکھیو خوفِ خدا
باقی کے سوا فانی سے نہ ڈر

دو دن میں یہ دُنیا فانی ہے سہہ لے جو مصیبت آنی ہے
جس نے یہ نصیحت مانی ہے میکے میں وہی نورآنی ہے
ہے جائے ادب سسرال کا گھر

گھونگٹ نہ اوٹھے سر سے بیٹا آنکھوں میں بسی رہے شرم و حیا
سُوہا نہ ہو میلا دیکھ ذرا جلجائے نہ تیرا کھیت ہرا
من پاک رہے اور پاک جگر

یہ خانۂ عالم تیرا ہے شادی تیری غم تیرا ہے
سب جسم ترا دم تیرا ہے اور دیدۂ پُرنم تیرا ہے
سب دیکھ سمجھ پر بات نہ کر

ہے کیوں یہ پریشان حال ترا ہر جا یہ پڑا ہے مال ترا
یاقوت و زمرد لعل ترا تجھ پر ہی پڑا جنجال ترا
سونے کے ہیں سب لاکھوں زیور

بالی کو تو نتھ کہنا نہ کبھی بے زیب بہن گہنا نہ کبھی
پانی کی طرح بہنا نہ کبھی ننگی تو کبھی رہنا نہ کبھی
لے اوڑھ شریعت کی چادر

عصمت ہی بہو کی زینت ہے عصمت ہی باعثِ عزت ہے
عصمت ہی موجب الفت ہے عصمت ہی چین سے راحت ہے
کر دے عصمت سے عمر بسر

جس طرح بنے صورت کو مٹا — کعبہ کو کبھی مندر نہ بنا
دل میں نہ کبھی دُہن غیر کا لا — رہجائے اگر کچھ ہوش ذرا
اپنے سے بگڑ اللہ سے ڈر

خار و گل تر میں پانی ہے — ہر شاخ و شجر میں پانی ہے
پتّے میں ثمر میں پانی ہے — قطرے میں گہر میں پانی ہے
صورت ہے جدا ہر شے کی مگر

یہ ہوش شریعت کا ہے مکان — رکھ اس میں قرینے سے سامان
حجرہ کا نہ کر انگن پہ گمان — بن حفظ مراتب کی نگران
کہنا نہ کبھی تو خیر کو شر

کثرت میں اوسی کی وحدت ہے — پھولوں میں اوسی کی رنگت ہے
اس میں ہی ادب کی صورت ہے — اس میں ہی چمن کی زینت ہے
بڑ ہجائے جو ڈالی اوسکو کتر

پکوان پکا عمدہ ستھرا — تھوڑا سا نمک آٹے میں ملا
روٹی کو توے پر ہی نہ جلا — غفلت کو ہوش کی آگ لگا
ہر گز نہ ملا تلخی میں شکر

کہنے سے مرے تو ہو نہ خفا — رعشہ جو نہیں مت سر کو ہلا
ہو جان کے مت بیہوش ذرا — لگ جائیگی جب میکے کی ہوا
اوڑ جائیگی من موہن ہو کر

میکے میں رہی بھولی بھولی — مت کھیل سسر کے گھر ہولی
کہہ منہ سے اُفا کی مت بولی — دیدے نہ تجھے ساسن سولی
فرعون کے در پر باندھ نہ گھر

ظاہر کا ادب کیوں چھوڑ دیا — پائیگی کہاں باطن کا مزا
کہتا میٹھا پھیکا کڑوا — جب فرق کسی میں کچھ نہ رہا
تب ہوگا ترا میکے میں گذر

جبتک نہ مٹے دل سے بد خو — جبتک یہ رہی ہیں میں تو تو
میکے کی کبھی پائیگی نہ بو — سسرال میں رہتی نیک ہو
جہاں نکلے نہ کسی دن غیر کا ڈر

بیتاب ہے دل اے جان جہان — کرتا رہے کبتک آہ وفغان
نیکوں کے طرف تو ہے نگران — محروم رہے کبتک طوفان
للہ ادھر بھی ایک نظر

ترجیع بند بر مطلع خواجہ وزیر

متضمن میلاد مبارک سرور انبیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اے شہ فخر رسولان سلف پاک نبی — وائے جوان عربی ہاشمی و مطلبی
عالم علم لدنی بہ جہان بوالعجبی — بہ جمال تو فدایم مع امی و ابی
مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

باعث کن سبب ہر دو جہان ہے احمد — بخدا مظہر اسرار نہان ہے احمد
جسم گر عالم امکان ہے تو جان ہے احمد — بے نشان ذات الٰہی کا نشان ہے احمد
مرحبا احمد بے میم محمد لقبی

عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

کیوں نہ عالم میں ہو انتا کہا سو ترا پاک وجود
ہے تری ذات سے انوارِ الٰہی کی نمود
ساتھ اللہ کے پڑھتے ہیں فرشتے بھی درود
ہے لباسِ بشری میں کرمِ ربِّ ودود

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

لیکے پیغام خود اپنا ہی سکندر آیا
پاس نوشاہ کے عالم کے پیمبر آیا
تن میں جان آگئی وہ مطلبِ دل بر آیا
دل سے یہ مطلعِ پرنور زبان پر آیا

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

سیر کرتے ہوئے وہ نورِ خدا پاک گہر
بنگیا حضرتِ آدم کی جبین کا اختر
ہو کے مسجودِ ملائک جو کیا عزمِ سفر
ہاشمی باغ میں نکلا گلِ یکتا بن کر

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

مرحبا اے مہِ پرنور ربیع الاوّل
ہو مبارک ترے آغوش میں یہ نورِ ازل
کیا تری بارہوین تاریخ ہی سب سے افضل
ہے وظیفہ یہی عالم کی زبان پر ہر پل

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

جلوہ گر ہو گیا وہ نورِ خدا فخرِ بشر
بنگیا قبلۂ دین آمنہؓ خاتون کا گھر
پڑ گئی سب کی جو پیغمبرِ برحق پہ نظر
جھوم کر کہتے تھے حور و ملک و جن و بشر

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

جلوہ فرما ہوا قرآن کا لانیوالا
لامکان جاکے پھر اک آن میں آنیوالا

آنچ تلوار کی فاقوں میں بھی کھانیوالا
اپنا مداح دو عالم کو بنانیوالا

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

بت شکن ہو گیا پیدا تو ہوا پاک حرم
کانپتے رہ گئے ہیبت سے سلاطین عجم

منہ کے بل گر گئے مرطاق سے کعبہ میں صنم
یہی آتی تھی صدا چار طرف سے پیہم

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

جلد تعظیم کو اٹھو وہ پیمبر آیا
راہزن ہو گیا کافور جو رہبر آیا

جس سے پُر نور ہے عالم وہ خوش اختر آیا
یہی بیساختہ مطلع بھی زبان پر آیا

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

فرش پر دھوم ہے لو عرش نشین آپہونچا
جسکی صورت نمکین ہے وہ حسین آپہونچا

شافع روز جزا سرور دین آپہونچا
یہی لفظاً یہی معناً بہ یقین آپہونچا

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

نہ رہا والد و مادر کا جو سایہ سر پر
دودھ میں اسکے پڑی نام محمد سے شکر

کس محبت سے حلیمہ کا بنا نور نظر
صدقے ہو ہو کے وہ کہتی تھی یہی آٹھ پہر

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

سات ہی سال میں جنگل تھا گھر انگن تیرا

بکریوں کا وہ چرانا وہ لڑکپن تیرا

وہ ہبولوں میں درخشاں رخِ روشن تیرا — ذکر کرتی رہی کوئل یہی بن بن تیرا

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

وہ ترا حسن خدا داد انوکھا وہ شباب — تو رسولوں میں بھی ایسا ہے کہ پھولوں میں گلاب
تیرا ثانی کہیں دیکھا کہیں پایا نہ جواب — قلزمِ نور ہے تو سب ہیں ترے موج و حباب

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

کچھ سمجھ میں نہیں آتا ہے مرے کیا لکھوں — کس طرح نورِ الٰہی کا سراپا لکھوں
آپ کی شان میں کیا اے مرے آقا لکھوں — کیسے اس مطلعِ پُر نور سے اعلیٰ لکھوں

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

لاکھ شاعر کوئی مضمون انوکھا لکھے — وہ بھی ادنیٰ ہے جو اعلیٰ سی بھی اعلیٰ لکھے
جسکا سایہ بھی نہو اوسکو بشر کیا لکھے — کیا کوئی نورِ الٰہی کا سراپا لکھے

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

نہ سخندان نہ سخن گو نہ سخنور ہوں میں — نہ تو سحبان ہوں نہ حسان کا ہمسر ہوں میں
عشق کہتا ہے کہ شیدائے پیمبر ہوں میں — ہے یہی وردِ زبان اسکا ہی خوگر ہوں میں

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

نہ مجھے صدق کی عادت نہ مرا اکل حلال — کس طرح آئے سراپائے پیمبر کا خیال
عشق گیسوئے مبارک سے پریشان ہے حال — آپ کے ہجر میں مجھ پر مرا جینا ہے وبال

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

اے مدثر کے وہی رخ سے اولٹ دے گھونگٹ
مان لے بہرِ خدا اس دلِ بیتاب کی ہٹ
درِ پُر نور کا طالب کے لئے کھول دے پٹ
چومتا ہوں بہ لجاجت ترے در کی چوکھٹ

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

اپنے عشاق کو مستانہ بنا دے ساقی
رنجِ عصیان کا جو دل میں ہے بھلا دے ساقی
جلوۂ حسنِ خداوا د دکھا دے ساقی
آج ہی شربتِ دیدار پلا دے ساقی

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

چشمِ مشتاق کو لِلّٰہ بتا دے صورت
خاک میں شیشہ و ساغر کی ملا دے صورت
جس پہ شیدا ہے مصوّر وہ دکھا دے صورت
اپنے بگڑے ہوئے مستوں کی بنا دے صورت

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

ساقیا در پہ ترے خلق پڑی رہتی ہے
شوق میں چشم سے ساون کی جھڑی رہتی ہے
حسنِ نمکین سے ہر اک آنکھ لڑی رہتی ہے
دل نشین حسرتِ دیدار بڑی رہتی ہے

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

ساقیا جھوم کے مغرب سے اوٹھا ہے بادل
دل جو سینہ میں سراپا کیلئے ہے بیکل
جام کیا بادۂ کوثر کی عطا کر بوتل
ہو کسی طرح سے حل عقدۂ مالاینحل

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی

عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

حلیۂ پاکِ مبارک کا ہے جلوہ دل میں
غیب سے آئیں مضامیں سراپا دل میں

جوشش پر الفتِ احمد کا ہے دریا دل میں
ہے یہی جلوہ نما صورتِ زیبا دل میں

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

(آغاز سراپائے مبارک)

سرِ اقدس پہ وہ گیسوئے مبارک پُر خم
والضحیٰ نورِ جبیں کا ہے وظیفہ ہر دم

بقعۂ نور پہ جا اللیل کی سطریں ہیں رقم
مدح میں جسکی عطارد کا ہے گلریز قلم

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

مو بہ مو موئے مبارک یہی کرتے ہیں بیان
قول یہ نورِ جبیں کا ہے عیاں آج بیان

ہم شبِ قدر کے ہیں قدر کے باعث بہ جہان
شعلۂ طور سے موسیٰ یہی نکلا ہے دھوان

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

ہر دو ابرو وہ خمیدہ ہیں دوبا تیغ دو دم
انکے دم خم سے تھا بوجہل کا بھی ناک میں دم

ہو گیا جن کے اشاروں سے سرِ کفر قلم
سجدۂ شکر کے قابل ہے یہ محرابِ حرم

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

کیا جمالی نے دکھایا ہے جلالِ ازلی
کھنچ گئیں جب وہ بھویں بدر میں تلوار چلی

کشتِ کفار کی خورشید جلالت سے جلی — دیکھکر ابروے خمدار یہ کہتے تھے علیؑ

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

سرمگین چشم کے اطراف وہ مژگاں کی قطار — یا ملک دیکھتے ہیں چشمۂ کوثر کی بہار
چشم حق بیں میں ہوے جمع عجب لیل و نہار — دیکھکر کہتے تھے جبریل امین بھی ہر بار

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

اللہ اللہ وہ عینینِ رسول الثقلین — نامِ شرم و حیا ہیں وہ بصیر الطرفین
ہر دو رخسارِ مبارک پہ فدا تھے حسنینؑ — یہی دو پھول رہے باغ و بہارِ کونین

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

نورِ بینی نظر آجائے تو غش کھائیں کلیم — گلِ توحید کی پائی اسی غنچہ میں شمیم
ہر دو گوش شنوا حکم خداوندِ کریم — حاملِ صوتِ خدا قابلِ اسرارِ علیم

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

اللہ اللہ وہ خط و خالِ رسولِ مدنی — واہ کس شان کی صورت ہے کہ اللہ غنی
ہے خموشی سببِ زینتِ غنچہ دہنی — کہہ رہی ہے یہی خود شہرتِ شیریں سخنی

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

لب و دندانِ مبارک پہ فدا لعل و گہر — تہ دامانِ شفق پائے ہیں بتیس[۳۲] اختر
روز و شب رہتے ہیں شانوں پہ فدا شمس و قمر — اور گلو کی بھی ضیا کہتی ہے خود آٹھ پہر

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

پشت پر مہر نبوت وہ مثور گردن
دست بازو ہیں وہ پر زور در کفر شکن
حامل بار امانت سبب فخر زمن
عمر بھر فاقہ کشی قوت روحی ہمہ تن

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

وہ کلائی ہیں ہے قوت کہ نہیں جسکا بیان
اونگلیان نور کی ہاتو نہیں وہ ہیں فیض رسان
جس سے ہے پنجۂ خورشید قیامت لرزان
پانچ نہرین ہوئیں اک چشمۂ کوثر سے روان

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

جسکی تیزی سے قمر ٹکڑے ہوا وہ ناخن
ہم غریبوں کا جو ہے عقدہ کشا وہ ناخن
جس نے بوجہل کو شرمندہ کیا وہ ناخن
چشم مشتاق کو دکھلاوے ذرا وہ ناخن

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

آئے وہ سینہ پہ لپیٹے ہوی چادر والے
شکم پاک پہ باندھے ہوی پتھر والے
معدن جود و سخا صبر کے خوگر والے
میرے ایمان کی جاں۔ جانئے جوہر والے

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

تو وہ محبوب ہے اللہ کا اے فخر بشر
صدقے ہو ہو گیا پنکہ بھی کئی بار مگر
نہ چھپا جسم مطہر کی نزاکت کا اثر
کیا لطافت ہے نہ آئی کبھی قابو میں کمر

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی

عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

تھے جو افلاک و بر عرش برین پر وہ قدم
جن پہ گر جانیکو جھکتا ہے مرا سر وہ قدم
لامکاں میں بھی جو پہونچے ہیں برابر وہ قدم
چشم مشتاق کو دکھلا دے پیمبر وہ قدم

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

دل سے ارمان کوئی نکلا ہی نہیں کیا لکھا
جو خیال اس دل بیتاب میں آیا لکھا
جسقدر چاہیئے ویسا نہ سراپا لکھا
مری قسمت میں جو لکھا تھا وہ لکھا لکھا

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

حسن ہے سارے حسینوں سے انوکھا تیرا
قدسیون نے بھی نہ دیکھا کبھی سایہ تیرا
نہ کھنچا مانی و بہزاد سے نقشہ تیرا
اللہ اللہ عجب جلوہ یکتا تیرا

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

نور ایمان کی جان جان کے جوہر والے
اے شفاعت کے وہی چشمہ کوثر والے
عطر اخلاق الٰہی سے معطر والے
کلمہ پڑھتے ہیں ترا ہیں جو مقدر والے

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

مہ و خورشید کی کیونکر نہ پڑے تجھ پہ نظر
دل منور ہوا ایمان سے روشن ہے جگر
تیرا احسان ہے اے نور الٰہی سب پر
ہے تری شمع رسالت کا اجالا گھر گھر

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

زینت التاج ہے شاہونکا تو آے دُرِ یتیم
بارِ خاطر نہوئی جسمِ مبارک پہ گلیم
تیری انگشتِ شہادت سے ہوا ماہ دو نیم
شاکر و صابر و محبوبِ خداوندِ کریم

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

تونے جاکر کسی مکتب میں نہ اک حرف پڑہا
علم کا عالمِ اسباب میں پایا نہ پتہ
کسی اوستاد کا شاگرد کسی دن نہوا
اس سے معلوم ہوا سب کو یقیناً بخدا

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

کیا پڑہا تونے یہ قرآنِ خداوندِ جلیل
پشت پر مہرِ نبوت ہے رسالت کی دلیل
کالعدم ہوگئے توریت و زبور و انجیل
جسکے ہر دم متمنی رہے عیسیٰ و خلیل

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

تہا فصیحانِ عرب کو جو فصاحت پہ غرور
ظلمتِ شرک پہ جب چہاگیا توحید کا نور
اونکا وہم ہوگیا اُمّی لقبی سے کافور
ذرہ ذرہ سے ہوا طور کے جلوے کا ظہور

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

دینِ اللہ کا کس شان سے لایا تونے
کب کے سوتے ہوی لاکہوں کو جگایا تونے
شب دیجور میں کیا نور دکہایا تونے
حق سے بچہڑے ہوی بندونکو ملایا تونے

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

ہاں توی روزِ ازل سے ہے محبت کا دہنی
دولتِ عشق سے تیری ہے یہ مفلس بہی غنی

دل میں گھر کر گیا ایسا اثر پیر نجی
کہتے اوٹھینگے یہ محشر میں اویس قرنی

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

ابتو لرزاں ہے قلم مدح میں قاصر ہے زباں
جلوہ گاہ لا متناہی سے ہے عالم حیران
ہے جو محبوب کا مداح خدا وند جہان
کیا کرے پھر کوئی اوصاف حمیدؐ کا بیان

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

لے مسیحائے مدینہ مرض دل کی خبر
دمبدم جھوم کے اوٹھتے ہیں بخارات جگر
لاحق حال ہے پیرانہ سری ضعف بصر
چشم رحمت لئے تا سوئے حسن انداز نظر

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

موجب راحت جان قبلۂ حاجات کی بات
بخدا ذات مقدس ہے مکمل بہ صفات
اے طبیب قلبی دے مرض غم سے نجات
ما ہمہ تشنہ لبانیم توئی آب حیات

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

آپ کا والہ و شیدا و فدائی ہمہ تن
میر عثمان علیخان وہ شہ ملک دکن
و نفس نفس کا عامل سر طاغوت شکن
جلد مطلب ہو برار اوسکا شہنشاہ زمن

مرحبا احمد بے میم محمد لقبی
عین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

سایۂ شاہ دکن تا صد و سی سال رہے
شہریاروں میں یہی شاہ خوش اقبال رہے
خسروی شان سے اولاد رہے آل رہے
حشر تک شوکت شاہانہ بہر حال رہے

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
علین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

التجا ہے یہی مدّاح کی اے نورِ احمد
جانِ کونین کی ہو جائے جو تائید و مدد
ہوں وہ پامال جو رکھتے ہوں اولی الامر سے کد
مردے از غیب بروں آید و کاری بکند

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
علین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

المدد اے شہ لولاک پریشان ہوں میں
لاکھ مجرم ہوں خطاوار ہوں طوفان ہوں میں
لے خبر جلد غریق یم عصیان ہوں میں
پر نگاہِ کرم و مہر کا خواہاں ہوں میں

مرحبا احمدِ بے میم محمد لقبی
علین ربی بہ حقیقت و مجازاً عربی

صوفیا ہولی

سکھیری من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

رات اندھیری جاگ سکھری گا کوئل کی گیت
تن من اپنا ہار کے سارا من موہن کو جیت

سکھیری من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

عشق کی رنگین رنگ لے چندریا عشق کی لے پچکاری
رنگ رنگ کے رنگ اڑتا تجھکو ملے گردھاری

سکھیری من میں رہکر اکیلی

یار بے رنگ سے کھیل ہولی

ہولی کھیلن ہار آیا کرمیں توُ سے جنگ — اس پی پن کو توُ سے بڑایا توکا اوڑالی رنگ

سکھی من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

عشق کا رنگ پیا کو بہائے عشق کی ہولی کھیل — دیکھ سکھی معراج میں منڈوی چڑ لگی عشق کی بیل

سکھی من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

ناؤ پرانی پار ہو کیون کر سامنے ہے منجدھار — عشق جو ہو کھیوّیا اپنا جلد ہو بیڑا پار

سکھی من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

درد ہی درمان ہوگا اک دن رنج نہ کر دکھیاری — کرتے ہی رہیو اِن نینن سے گنگا جمنا جاری

سکھی من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

ہنسنا کم کر روتے ہی رہیو ڈال ہنسی پر دھول — دیکھیو سکھی رونے میں مزا ہے کہہ گئے پاک رسول

سکھی من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

حق نے خود محبوب کو دی چالیس برس کی ڈھیل — عشق جو چمکا غارِ حرا میں آئے وہیں جبریل

سکھی من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

جاہل علم سے کامل ہو پر ابھی ہے وہ تو دور — عشق سے کامل جاہل ہو تو واصل ہو بن سور

سکھی من میں رہکر اکیلی

یار بے رنگ سے کھیل ہولی

عشق کی آگ لگی جب من میں جل گئی تن کی ہولی — رہ گیا اب کیا خاک سکھی ست بول انا کی بولی

سکیری من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

تورا کنّیا بنسری بجائے کان لگا کر سُن — ڈھونڈا وسی گوکل نہ رادہا کھوئیں پی کی دھن

سکیری من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیلی ہولی

کبر و کینہ بغض و حسد کو چھوڑ کے کو سوہاگ — جب تو سنیگی راگ سکیری دل میں لگے گی آگ

سکیری من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

جن کے نینن ہر وقت پیا کی درشن کو ترسیں — جلتے دل کا دھواں جب اٹھے ساون بھادوں برسیں

سکیری من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

عشق کی ہولی کھیل پیا سے عشق کو رکھ دے سنگ — نارنگی میں مل جائیگا فا جبتا کا رنگ

سکیری من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

عشق حقیقت میں ہے محبت سے وہ عمل کی جان — عشق ہونے سے ہی بنا ابلیس بھی نا فرمان

سکیری من میں رہکر اکیلی
یار بے رنگ سے کھیل ہولی

لاکھوں پردوں میں بھی سکیری چھپ سکا دلدار — محرم سے بے پردہ ہے وہ نا محرم سے عار

سکیری من میں رہکر اکیلی

یاربے رنگ سے کھیل ہولی

بیغیرت بن بکے سکیری حاصل کریکتا لیٔ ۔۔۔ وہ ہے اکیلا تو بھی اکیلی ہو تو ملے ہرجائی

سکیری من میں رہکر اکیلی
یاربے رنگ سے کھیل ہولی

جدم تک غیر و نہیں پہنچی ہے یار احد ہے بول ۔۔۔ وہ بیان اوسی کا رکھہ لے من میں مت ہو ڈانواڈول

سکیری من میں رہکر اکیلی
یاربے رنگ سے کھیل ہولی

جب تو ہے خود ہی غیر سکھی کیونکر وہ ملے ہریالا ۔۔۔ یار بڑا غیرت والا ہے یار بڑا مت والا

سکیری من میں رہکر اکیلی
یاربے رنگ سے کھیل ہولی

سوتن کیا و لیور ہے لگائے بند ہے بولی ٹھولی ۔۔۔ ساس ننند کیوں روکیں ٹوکیں جب تو پیا کی ہولی

سکیری من میں رہکر اکیلی
یاربے رنگ سے کھیل ہولی

بہولے ہوسے اقرار کو اپنے کر لے آج ہی یاد ۔۔۔ ورنہ یہ تیرا کیا کرایا ہوگا سب برباد

سکیری من میں رہکر اکیلی
یاربے رنگ سے کھیل ہولی

رکھہ سر پر اک ہاتھہ سکھی اور پڑھ اللہ کا نام ۔۔۔ صورت سجدہ اسم محمدؐ دیکھ یہ ہے اسلام

سکیری من میں رہکر اکیلی
یاربے رنگ سے کھیل ہولی

طوفان چل اوس دیس ہی کو پیا بسیں جس دیس ۔۔۔ سوتے میں سب عمر گذاری رو پا ہو گئی کیس

سکیری من میں رہکر اکیلی

یار بے رنگ سے کھیل ہولی

شاطر نمبر ہولی

سکھری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

ہند میں ہم تم کھیلے ہولی مل جل کر ہر سال
کچھ بھی تجھے معلوم ہوا صحرائے عرب کا حال

سکھری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

تو ہے پڑوسن میرا تیرا برسوں کا ہے سنگ
دیکھ سکھی دکھلاؤں تجھے خونی ہولی کا رنگ

سکھری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

تجھ سے میں انصاف طلب ہوں نہیں تو ربلہاری
تو بھی گرو کی چیلی ہے اور ہر کی پوجن ہاری

سکھری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

ایک بہادر ارجن نے لاکھوں پہ چلائے تیر
ایک شقی کے ناوک سے یاں تڑپ گیا بے تیر

سکھری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

کیا کہوں دکھڑا تجھ سی سکھری ہے وہ غم کی کہانی
چیلوں نے سانچے گرو کو مارا تھے جو بڑے گرگیانی

سکھری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

حسن حسینؑ وہ راج دلارے جو نبیؐ جی کے پیارے — بڑے پوت کو بس دیکر چھوٹے کو بن میں مارے

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

ہیں یہ نواسے اوس نانا کے کرن کا ہی جو بانی — پوت علیؑ کے سور بہادر مان جنکی سیدانی

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

یہ وہ جوانانِ جنت ہیں عالم میں لاثانی — گلشن دین کو دینے والے خون کا اپنے پانی

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

کس کو خبر تھی مہمانوں سے لوگ کرینگے جنگ — اس ہولی کا روی شفق پر پڑ جائیگا رنگ

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

بھیج کے پتیاں دعوت دیکر خوب کری مہمانی — بھوکا پیاسا سب کو مارا بنگئے دشمن جانی

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

قافلہ لیکر ظلم کے بن میں پہونچا سبط رسول — تلنے لگے کانٹوں میں سارے باغِ علیؑ کے پھول

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

شام کے ڈاکو لوٹ کی خاطر آئیں ٹولی ٹولی — خیمہ کے اطراف جلائی آگ حفاظت ہولی

سکیری کیسی دہوم کی ہولی
کربلا میں مچوری تھی

پیاس کی ہوا کہ آگ جگر میں اور جلائیں آگ
صبر کی ہولی کھیلن ہارے کھیلتے ہیں یوں پھاگ

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

چاند کے ٹکڑے کرنیوالے پانی کو ترسیں
حکم اگر دیں بادل کو تو سات سمندر برسیں

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

غم کا غم شادی کی نہ شادی لیں نہ کوئی خواہش
عاشق رب علیٰ کے حق میں کیا پانی کیا آتش

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

تحتہا الانہار اجری کے معنی کھل جائیں
دہوپ میں پتھر برف بنائیں اور پھر سب گل گل جائیں

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

روز ازل کے صابر ہیں اور صبر ہے انکی جان
سید ہی تسلیم و رضا پر ہوتے ہیں قربان

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

ابراہیم خلیل اللہ پر آگ ہوی گلزار
دشت بلا میں سبط نبی پر صبر تہا باغ و بہار

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

فاسق کی بیعت پہ پہینکیں کیا تاج شفاعت والے
مارتے ہیں ٹہوکر دولت پر مہر نبوت والے

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

ظالم اوس سے بیعت چاہے دین کے جو ہوں بانی
راہِ خدا میں کرنے والے بچوں کی قربانی

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

فوجِ امیرِ شام کی ساری رات ہی رن میں آئی
دن کو رن میں خاک اُڑا کر ہولی خوب رچائی

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

حُرِّ دلاور عاشقِ سرور نکلا ابر سے تارہ
ماہِ مدینہ کے پاؤں پہ گر کر رن کھیلنے سر مارا

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

روکے کہا شبیرؑ نے ہے ہے ہو نہ سکی مہمانی
ہے یہی توشہ ساتھ ترے حُر اشک ہے دانا پانی

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

تھے جو بہتر تن کے دلاور ساتھ حسینؑ کے آئے
تن پر زخم ہزاروں کھا کر پاک لہو میں نہائے

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

پیاس کی شدت دھوپ کی حدت تیغوں کے پھل کھاتے
اس پر بھی بانکے ترورلے لاکھوں میں گھس جاتے

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

شوقِ شہادت رنگ یہ لایا زخم سینے پچکاری
رن کی زمین نیکوں کے لہو سے جل تھل ہوگئی ساری

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

زرد زرد چہرون پہ چہایا جبکہ بسنتی رنگ | خشک لہو زخموں سے نہ ٹپکا چہڑ گئی پیاس ہی جنگ

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

عون و محمد کہا گئے رن میں تیر دار پہ وار | دہار کو تلوار کی سمجھے گویا دودھ کی دہار

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

ڈہالوں کی بدلی سر پر چہائی ظلم کا برسا تیر | جہوم جہوم ساون برسے ہیں ایسے ہی برسے تیر

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

سر پہ ستم کی گہٹائیں اٹہیں چہا گئی دن پر رات | ہونے لگی سقائے حرم پر تیرون کی برسات

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

چہد گئی جب دم مشک سکینہ بہگیا سارا پانی | رو رو کر عباس دلاور ہو گئے پانی پانی

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

شور بہادر رنگ وہ کہیلے بنگئے ہیرے لال | رن کی دہول عبیر بنی تھی ہو گیا خون گلال

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

برچہی کسی نے تان کے ماری خون اڑے پچکاری | زخم لگے جب کاری کاری ندیا ہو گئی جاری

سکھی ری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

پیارا اصغر بال جہنڈولے مکھ پر برست نور خشک گلے پر تیر جو کہایا ہوگیا دم کافور

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مجوری

اس ناوان کا ہاتھ پہونچتا منہ تک جو اکباری نہر لبن اسکے ہی انگوٹھے سے ہوجاتی جاری

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مجوری

قاسم نوشہ رنگ رنگیلا جسکا گلابی رنگ ازرق شامی کے بیٹوں کو کرہی دیا جو رنگ

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مجوری

قتل ہوے فرزند جو اوسکے وہ بھی ہوا فی النار ابن حسنؑ پر ہونے لگی پھر تیروں کی بوچہار

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مجوری

قاسم سبز عباکے تن پر پڑگئے لاکہوں سنگ برگ حنا سے پہوٹکے نکلا خون حسن کا رنگ

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مجوری

میدان میں ہم شکل پیمبر رخش اوڑاتا آیا فوج کے رخ سے رنگ اوڑایا نور سے اوڑگیا سایہ

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مجوری

اکبر نے جب صفیں اولٹ دین فوجوں کی پیہم پچہم پورب ہوگیا تہا پورب ہوگیا پچہم

سکیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مجوری

ہاتف نے اکبر کو ندا دی دیکھی خوب لڑائی … ماں کو بھی دیدار دکھا دے ای مر زخمی سپاہی

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

قاسم و اکبر عون و محمد سب کے سب لاثانی … اونکے لئے بھی عید شہادت رن میں ہوئی قربانی

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

عرش کے تارے راج دلارے سب تھے پیارے پیارے … لہو کے پیاسے تیغ بہادر لاکھوں نیں نیزے مارے

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

فاطمہ بی بی کے گودی کے پالے سب تھے اللہ والے … بادہ کوثر کے متوالے کھا گئے منہ پر بھالے

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

رنج و الم کے سبطِ نبیؐ پر پڑ گئے لاکھوں رنگ … نارنگی کے رنگ میں کھیلا ہولی عدو کے سنگ

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

عاشقِ وا و سبطِ پیمبر خون سے کھیلا ہولی … صلی اللہ علیہ وسلم کویل بن بن بولی

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

راہِ خدا میں کٹ گئے جسم خویش و اقارب سارے … ایک تنِ شبیر پہ لاکھوں کوفی نیزے مارے

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

دشتِ بلا میں قتل ہوئے سب ٹوٹا رشتہ ناتا
اپنے ہی دم کے چرخے سے توحید کا رشتہ کاتا

سکھی ری کیسی دھوم کی ہو رہی
کربلا میں مچوری

اللہ اللہ سبطِ نبی کو تھی جو عبادت پیاری
شوق سے سجدہ میں تہِ خنجر جھک گیا عاشق باری

سکھی ری کیسی دھوم کی ہو رہی
کربلا میں مچوری

شمر کے خنجر کا جو گلے تک پیاس میں پہنچا پانی
پھوٹ پھوٹ کر حباب روئے نہر میں تڑپا پانی

سکھی ری کیسی دھوم کی ہو رہی
کربلا میں مچوری

لفظاً معناً قولاً فعلاً حق پہ ہوا قربان
لا الٰہ الا اللہ کی سب کو دکھائی شان

سکھی ری کیسی دھوم کی ہو رہی
کربلا میں مچوری

دھجیاں تن کی اڑا کر پایا حق کو علی کا لال
ماضی و مستقبل ہوئے فانی رہ گیا باقی حال

سکھی ری کیسی دھوم کی ہو رہی
کربلا میں مچوری

کلمہ طیب پڑھتے پڑھتے دم جو بھرا احمد کا
کر کے نفی اپنے کو دکھایا جلوہ الا اللہ کا

سکھی ری کیسی دھوم کی ہو رہی
کربلا میں مچوری

خون یہاں ایوب کا بھی ہو جائے غم سے پانی
کس بندے نے دی ہے اپنے بچوں کی قربانی

سکھی ری کیسی دھوم کی ہو رہی
کربلا میں مچوری

اسمٰعیل ذبیح اللہ کے بدلے فدیہ آیا | خون بہا کر خون بہا شبیرؑ نے حق سے پایا

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

پڑھتا ہے انکے نانا پر اللہ پاک درود | کیوں نہ بنے پھر سبطِ پیمبر عاشقِ ربِّ ودود

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

ہوگیا یوں بازارِ ستم میں سودا جبر کی جان کا | آتشِ غم میں سبطِ نبیؐ کو حق نے تپا کر آنکا

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

کیونکر سو گئے دشتِ بلا میں ان کو جگانیوالے | روتے ہیں جبرئیلِ امین جھولے کے جھلانیوالے

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

فاطمہؑ بی بی کے دودھ کو بیکر رکھ لی لاج ہماری | سر کو دیکر دین کو جیتا پیاری جان ہی ہاری

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

دین کی ڈوبتی کشتی کو تھاما دیکے گلا سہارا | بحرِ شہادت میں غوطہ لگا کر نکلا علی کا تارا

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

کہتی تھی بلبل آ کے گلِ احمدؐ میں تو ز بلہاری | سر تو دیا پر بانہہ نہ دی فاقوں سے نہ ہمت ہاری

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

حضرتِ عابدؑ بعد شہادت غم کے بنے تصویر ۔ طوق گلے کا ہار ہوا اور پاؤں پڑی زنجیر

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مجبوری

ظلم کی ہولی میں نظر آیا رنگ گلال کا پھیکا ۔ شمر کے ماتھے پہ ہی رہا سید کے لہو کا ٹیکا

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مجبوری

نیزے پہ چڑھ کر سبطِ پیمبر پایا شہادت کا تاج ۔ راکبِ دوشِ نبیؐ کو سکیری دن میں یہی معراج

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مجبوری

حافظِ دینِ الٰہی نکلا سبطِ نبیؐ ہر آن ۔ تن سے سر ہوتے ہی جدا برچھی پہ پڑھا قرآن

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مجبوری

اے گلِ احمد شاہِ شہیدان دین کی باغ کے مالی ۔ مدح تری باغوں میں بلبل کرتی ہے ڈالی ڈالی

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مجبوری

شام کے چوروں نے دھوم مچائی کچھ بھی شرم نہ آئی ۔ حسنؑ حسینؑ کی ساری کمائی لوٹ لی آن میں بھائی

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مجبوری

لٹ گیا سب گھر کٹ گئے سب رات ہوئی جب طاری ۔ پھر نہ ملا چڑیوں کو بسیرا بے گھر ہو گئیں ساری

سکیری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مجبوری

غربت زینب کہتی تھی رن میں ساتھ وطن سے آئی ۔ تجھکو میں کس دیس میں ڈھونڈوں آمرے پیارے بھائی

سکھری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مجبوری

بعد شہادت کیا کوئی لکھے اونکے سفر کا حال ۔ فاطمہؑ بی بی کے کُنبہ پہ گذری ایک گھڑی سو سال

سکھری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مجبوری

شہرِ عدو میں ابنِ حسن کی پہونچی جسدم برات ۔ دن کو دن کہتا تہا نہ کوئی چھا گئی دن پر رات

سکھری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مجبوری

گھی کے چراغ جلے محلوں میں دشمنِ دین کے آئی ۔ کوفہ کی تو دیکھی ہولی شام کی دیکھ دیوالی

سکھری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مجبوری

زر کے بندے کرنی لگے پھر دین کا پوجا پاٹ ۔ ہار کے بازی آلِ نبی سو ہو گئے بارہ باٹ

سکھری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مجبوری

ٹوٹتے ہی ٹہوالی ڈالی سے سرپہ بچھے پہول ۔ سر کو کٹا کر آلِ محمدؐ حق کے ہوے مقبول

سکھری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مجبوری

مٹ گیا وہ دربار یزیدی خاک میں ملگیا راج ۔ بعد شہادت سال کے اندر ہو گئے سب تاراج

سکھری کیسی دھوم کی ہوری
کربلا میں مجبوری

صدقے ترے اے سبطِ پیمبر بھو کا پیاسا رہ کر | خلدِ بریں پر کر لیا قبضہ بن گیا ساقیِ کوثر

سکھیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

یاد سے تری یا واﷲ کی آتی ہے دن رین | نامِ خدا کیا نام ہے ترا اے میرے پاک حسین

سکھیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

نام کے اب ہم رہ گئے مسلم بگڑا سارا کام | لیکن ذکرِ سبطِ نبیؐ سے زندہ ہے اسلام

سکھیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

شاہِ شہیدان قبلۂ ایمان مظلوم و بیکس امام | لاکھوں کروڑوں درود دہو تجھپر لاکھوں کروڑوں سلام

سکھیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

عرض مری کیا ہے میرے مولا بات نہ جائے خالی | جلد بر آئیں اوسکے مقاصد ہے جو دکن کا والی

سکھیری کیسی دہوم کی ہوری
کربلا میں مچوری

دنیا و دین میں ساقیِ کوثر تیرا ہے سب کو سہارا
بحرِ الم سے طوفان کا بیڑا پار لگا دے خدارا

نظم در حقیقت توبہ

دل سے سنیے دوستانِ باوفا | آپ سے عاجز کی ہے یہ التجا

ہیں بھی فانی تم بھی فانی لاکلام ہو رہا ہے عمر کا لبریز جام
ہے یقین اک دن فنا ہو جائینگے خاک کے پتلے ہوا ہو جائینگے
بعد مردن کوئی کام آتا نہیں وان کوئی رشتہ نہیں ناتا نہیں
سچ یہ ہے کوئی نہیں اپنا عزیز جا رہے ہیں ذہن سے ہوش و تمیز
عقل و دانش ہو رہے ہیں دور دور اپنے اعضا کو ہے خود ہم سے نفور
ہم کو تھا ہر وقت جس قوت پہ ناز جسم سے ہے دست کش وہ حیلہ ساز
دمبدم اب ہے ضعیفی زور پر ہو رہی ہے زندگی زیر و زبر
اے مسافر وہ سفر در پیش ہے راہ میں خوف و خطر در پیش ہے
ہے سفر لیکن نہ توشہ پاس ہے ہر گھڑی دل میں یہی وسواس ہے
کچھ فراہم کر ابھی سے زادِ راہ تاکہ منزل پر نہ ہو حالت تباہ
سُن مرا کہنا ابھی سے بھائی جان ورنہ پھر میں کل کہاں اور تو کہاں
دل سے توبہ کر بُرے کاموں سے آج ہے یہی عمدہ گناہوں کا علاج
معنیِ توبہ سے تو واقف نہیں دیکھ فرماتے ہیں یہ سلطانِ دیں
منفعل ہو کر گناہوں سے بشر سوزشِ دل سے اگر ہو چشم تر
اشک سے دُھل جائے عصیاں کا ورق یاد کر لے جلد توبہ کا سبق
عاصیوں کے حق میں ہے توبہ سپر رہتا ہے تائب سے شیطان دور تر
کیا کہوں توبہ کے میں تم سے صفات غم سے ملجاتی ہے عاصی کو نجات
یہ نہ لا دل میں کبھی اپنے خیال معصیت میں تو کٹے چالیس سال
کیا کروں توبہ کہ اب ہوتا ہے کیا مجھ سے راضی میرا رب ہوتا ہے کیا
ہے یہ دھوکا بالیقین شیطان کا دُشمنِ جانی ہے وہ انسان کا
جس پہ ہو جاتا ہے جب فضلِ خدا اوسکو لگ جاتی ہے توبہ کی ہوا

تو نہ ہو مایوس اوسکی ذات سے ۔ یوں نہ تو منہ پھیر میری بات سے
اوس نے ہر بندے کو دی اپنی صفت ۔ دیکھ یہ نکتہ کبھی تو بھول مت

(مثال اوّل)

دشمن جانی ہو تجھ سے عذر خواہ ۔ کیا نہ بخشے گا تو پھر اوسکے گناہ
بلکہ راضی ہوگا اوس سے اسقدر ۔ دل سے مل جائیگا تو دل کھول کر
ہو نہ پھر پچھلی خطاؤں پر نظر ۔ ہے یہی دراصل توبہ کا ثمر
دوسری دیتا ہوں میں تجھکو مثال ۔ تاکہ ہو جائے ترا عمدہ خیال

(مثال دوم)

تھا کسی بستی میں کوئی مالدار ۔ خوبصورت نیک سیرت باوقار
ذی مروت ذی وجاہت ہوشمند ۔ ہر ادا تھی سب کو اوسکی دل پسند
نام نامی جس کا عبد اللہ تھا ۔ اور مقام اوس کا فنا فی اللہ تھا
جس طرح تھا وہ جوان عالی صفات ۔ اوس کو بی بی بھی ملی تھی نیک ذات
خوش ادا و خوش لقا و پارسا ۔ رہتی تھی دن رات شوہر پر فدا
کہتے تھے اوسکو بھی سب جان جہان ۔ رہتا تھا گھر بار جس کا مدح خوان
تھی میاں کی ایسی وہ خدمتگذار ۔ جز اطاعت کے نہ تھا دل کو قرار
اور پکاتی اپنے ہاتوں سے طعام ۔ سامنے رکھتی تھی اوس کے صبح و شام
وقت پر ہر کام کرتی تھی سدا ۔ تا نہو تکلیف شوہر کو ذرا
جاگتی یہ جبکہ سو جاتا تھا وہ ۔ اس کے پنکھے کی ہوا کھاتا تھا وہ
راحت و آرام اوسکو صبح و شام ۔ اس کے حق میں ہو گیا سونا حرام
یہ فدا اوس پر تو وہ اس پر نثار ۔ بڑھ گئی الفت جو بیحد و شمار
نفس بد کے اقتضا سے وہ جوان ۔ پڑ گیا جا کر بدوں کے درمیان

اون کی صحبت کا ہوا ایسا اثر
وہ بھی دُنیا کی طرح سے پیر زال
چھوڑ کر بی بی کو اپنی بے حیا
گھر میں آنا اوسے یہ دو بھر ہو گیا
بات تک کرتا نہ تھا بی بی سے وہ
کھل گیا بی بی پہ اوسکا حال جب
کوستی رہتی تھی ہر دم ہر گھڑی
بھرتی تھی الفت کا جسکی روز دم
الغرض اسطرح گذرے تیس سال
صبر سے بی بی کے پھر وہ بیسوا
وہ ہوئی شیدا کسی پر نا گہان
اس کے شوہر کو ہوا بیحد الم
ہائے سب کچھ لٹ گیا وہ مال و زر
ہے کمینوں میں وفاداری کہاں
اب نہ دیکھونگا کبھی میں اوسکو
چھوڑ کر بی بی کو ناحق بے قصور
جا کے گھر بی بی کو کس منہ سے دکھاؤں
منفعل ہو کر بہت وہ نیم جان
دیکھتا کیا ہے کہ بی بی بیدرنگ
کر رہی ہے حق سے رو رو کر دعا
یا مرے شوہر کو جلدی دے اجل

آنکھ اوس کی پڑ گئی اک غیر پر
عشق اوس کا ہو گیا اس پر حلال
بیسوا پر ہو گیا اک دم فدا
اوس کے حق میں اثر دہا گھر ہو گیا
کھانا کھاتا بھی تو بیتا بی سے وہ
کاٹتی آہ و فغاں میں روز و شب
اوسکو اب شوہر کے مرنیکی پڑی
اب اوسیدکا ہے اسے رنج و الم
اس کے شوہر کو نہ کچھ آیا خیال
ہو گئی اس کے میاں سے یوں جدا
دشمنی دونوں کے آئی درمیاں
دل سے یوں کہنے لگا با درد و غم
ہائے بیبی تجھ سے نظر
کھو گئی تھی میری ہشیاری کہاں
پھول کے بدلے نہ چاہوں خار کو
ہو گیا تھا رحمت باری سے دور
بازشد اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون
آ گیا گھر میں جھجکتا ناگہان
ہو گئی ہے زندگی سے اپنی تنگ
یا الٰہی مجھکو دنیا سے اوٹھا
سامنے آئے نہ میرے پر دغل

تحریر کی شرکت مجھے بھاتی نہیں
زندگی اب مجھکو خوش آتی نہیں

سن کے سب شوہر نے چپکے سے کہا
کیوں ہوئی جاتی ہو مجھ سے یوں خفا

جس کا دکھڑا رو رہی ہو صبح و شام
اوسکی صحبت ہو گئی مجھ پر حرام

سنتے ہی شوہر کے منہ سے یہ کلام
طے ہوا توبہ کا قصہ ہی تمام

وہ امنگ دل میں نہ وہ زورِ شباب
گو نمک سے ہو گئی سرکہ شراب

پر محبت میں نہ آیا کچھ قصور
دو ستاروں میں وہی تھا ایک نور

دُھل گئے سب دل سے اوسکے رنج و غم
بیٹھ کر ہنسنے لگے دونوں بہم

اب نہ شوہر کی برائی کا خیال
اور نہ برسوں کی جدائی کا ملال

اب یہی شوہر کے حق میں ہے دعا
بخشدے اسکی خطائیں ربنا

بخشدے بندے کا بندہ جب قصور
کیا نہ بخشیگا بھلا ربِ غفور

بھائی جان توبہ کی صورت ہے یہی
ہے مجازاً در حقیقت ہے یہی

کیوں نہ ہو توبہ سے انسان پاک و صاف
اس سے ہوتی ہیں خطائیں سب معاف

نفسِ بد کو چھوڑا اے نورِ نظر
دمبدم خالق کو اپنے یاد کر

ایک دم بھی اپنے محسن کو نہ بھول
ڈالدے غفلت پہ اپنی خاک دھول

یاد بھی کچھ کم نہیں ہے وصل سے
نقل ہوتی ہے مطابق اصل سے

کیا کہوں توبہ کا تجھ سے مرتبہ
جسکے عامل تھے جنابِ مصطفےٰ

گرچہ تھے معصوم وہ عالی وقار
دن میں توبہ کرتے تھے ہفتاد بار

تو ہے عاصی تجھ پہ توبہ فرض ہے
جلد ادا کر دے کہ بھاری قرض ہے

ورنہ پھر دیکھنا پچھتائے گا
سامنے خالق کے جس دم جائیگا

موت سے پہلے ہی توبہ کر ضرور
کر تو اپنی جلد غفلت سے نفور

کرکے توبہ پھر نہ تو دانستہ توڑ
ایک ہی پیوند کا بہتر ہے جوڑ

اونکی خاطر سے ہے توبہ کا وجود — جن پہ پڑھتا ہے خدا بھی خود درود

دیکھ لے اوس آیتِ حق کو میاں — جو منور ہے دکن کے درمیان

کون ہے وہ دل سے پیدا کر تمیز — ہے وہ ہمرنگِ بنِ عبدالعزیز

کون ہے قطب الزمان پہچان لے — اوسکے اوصافِ حمیدہ جان لے

دیکھنے والے ہزاروں ہیں مگر — کچھ نہیں رکھتے بصیرت کی نظر

دیکھنا یہ ہے کہ دیکھیں بالیقین — کس میں ہے شانِ امیرالمومنین

آنکھ پر عینک شریعت کی لگا — تا نظر آئے تجھے مردِ خدا

نفس سے اپنے جو کرتا ہو خلاف — بالیقین اوسکا ہی دل ہے پاک و صاف

بایزیدِ وقت ہے وہ یا نہیں — اوسکا ثانی بھی ہے لاکھوں میں کہیں

ہر صفت سے متصف وہ شاہ ہے — جس طرح تاروں میں روشن ماہ ہے

یعنے وہ ذی شان سلطانِ دکن — میر عثمان علیخان پاک من

پاک صورت پاک سیرت پاک جان — عالم و عادل عصائے ناتواں

نعمتیں لاکھوں ہیں لیکن صبح و شام — نوش فرماتا ہے معمولی طعام

راحتِ مخلوق ہے مدِ نظر — ہے نگہباں ملک کا شام و سحر

اوسکا دل ہر قوم و ملت پر فدا — ایک ہی کشتی کا ہے وہ ناخدا

کیا مسلمان کیا نصارا کیا یہود — کیا برہمن کیا مجوسی کیا جہود

سب سے اوسکو ہے محبت ایکساں — دیکھتی ہے جس طرح بچوں کو ماں

جسکا کھانا اوس کا گانا چاہیئے — اوس کے در پر سر جھکانا چاہیئے

مان لے کہنا مرا بے شبہ و شک — پھوٹ نکلے نہ رگ رگ سے نمک

شاہ کی سب پر اطاعت فرض ہے — اپنے آقا کی محبت فرض ہے

اس صدی میں ایسی ہستی ہے کہاں — خواہشوں پر اپنی جو ہو حکمران

نعمتوں پر اوسکا دل آتا نہیں — کچھ تو بہایا ہے کہ کچھ بہاتا نہیں

قاقم و کمخواب و دیبا و حریر — اطلس و مخمل مشجر بے نظیر

گرچہ ہے موجود لاکھوں کا لباس — جطرح ہوتا ہے شاہونکا لباس

ہیچ ہے اوس کی نظر میں کر و فر — آنکھ میں رکھتا ہے فاروقی نظر

اسقدر ہے پاک دل میں احتیاط — بوریے سے کم ہے کسرا کی بساط

ہے مزین تن پہ معمولی لباس — درحقیقت ہے یہ انسانی اساس

جو جناب مصطفےٰ کو تہا پسند — لے لیا دل سے یہی یہ ہوشمند

فاتّبعونی پہ ہے شہ کا عمل — کیا کوئی دیکھے نگاہ پر دغل

ہاں یہی بیشک رسول اللہ ہے — بادشاہونکا یہ شاہنشاہ ہے

ایسے آقا کے زمانے میں غلام — منفعل ہو جا گنا ہوں سے تمام

عرش پر ہو گی تری توبہ کی دھوم — سایۂ رحمت ہے سلطان العلوم

یا الٰہی از طفیل مصطفےٰ — واز بحق چار یار با صفا

یا الٰہی بہر سبطین رسول — واز برائے باغ دلبستان بتول

ہو دعا میری الٰہی مستجاب — سب کو دے توفیق توبہ کی شتاب

سب رہیں قایم رہ اسلام پر — سب فدا ہو جائیں تیرے نام پر

ہو مسلمانوں میں یارب اتفاق — دور ہو جائے ہر ایک دل سے نفاق

ہر گلی کوچہ میں ہو توبہ کی دھوم — پاک ہوں بغض و حسد سے بالعموم

یا الٰہی یا الٰہ العالمین — پھیر دے دل کو سوئے حق الیقین

شاد کر دے سب کو اپنی یاد سے — ہر مسلمان کو بچا الحاد سے

شرع کے احکام کا عامل بنا — قلب کو ایمان کے قابل بنا

توبہ نامہ ہو پسند خاص و عام — ہو ہر اک تائب کا توبہ پر قیام

بلکہ ہو ہر قوم کو توبہ نصیب
گر چلے کثرت سے توبہ کی ہوا

دُور جو دل ہوں وہ ہو جائیں قریب
کیا عجب طاعون ہو جائے فنا

موت کے پہلے ہی اے ربِّ غفور
ہو عطا طوفانؔ کو بھی توبہ کا نور

نظم در آدابِ عرفانِ حق

تھا کسی اقلیم کا اک تاجدار
خوبصورت نیک سیرت ہوشیار

عدل گستر پارسا و متقی
تھا وہ دریا دل سخی ابنِ سخی

سیکڑوں باغوں میں تھا وہ ایک پھول
جس سے خوش اللہ اور اوس کا رسول

تاج شاہی تھا اگرچہ زیب سر
دل میں رکھتا تھا مگر خالق کا ڈر

رات میں بھی اوسکو سونا تھا حرام
تھا رعیت کا نگہبان صبح و شام

دیدۂ بیدار تھا شب زندہ دار
عارفِ کامل ازل سے ہوشیار

رات بھر پھرتا بہ تبدیلِ لباس
شہر کے کوچوں میں وہ مردم شناس

تاکہ ہو معلوم ہر شہری کا حال
اوسکی عادت میں بسی تھی دیکھ بھال

اتفاقاً ایک شب زیرِ محل
چار شخص آئے نظر یوں پُر دغل

ڈالتے ہیں قصرِ شاہی پر کمند
منہمک ہیں اپنے فن میں خود پسند

جب گیا نزدیک اونکے شہریار
یہ چوروں پر ہوئی راہِ فرار

اون سے آہستہ یہ اس نے کہدیا
چار ہو تم ایک میں ہوں بینوا

پانچواں مجھکو بھی سمجھو چار میں
میں بھی ہوں ہوشیار اپنے کار میں

بس سُن کے چوروں نے کہا اے اجنبی — کیا ہنر رکھتا ہے چوری میں غبی
شاہ نے اونکو دیا پھر یہ جواب — دشمنِ جانی کے حق میں ہوں عذاب
اسمِ اعظم ہے مجھے وردِ زبان — عاملوں میں ہوں شہنشاہِ جہان
موت سے کرتا ہوں خونی کو رہا — ہے مرا تابع ہر اک فرماں روا
لیکن اب تم بھی بتاؤ اپنا حال — کون کس کس فن میں رکھتا ہی کمال
سُن کے اون چاروں نے یہ سب ماجرا — ایک نے اونمیں سے یوں اوٹھکر کہا
جانتا ہوں میں پرندوں کا کلام — وہ سحر کیا بولتے کیا وقتِ شام
دوسرے نے کی خوشی سے گفتگو — مالِ مدفونہ کی میں پاتا ہوں بو
تیسرے کے ہاتھ میں تھا وہ ہنر — جو بلا کنجی کے کھولے قفلِ در
پھر یہ چوتھے نے کہا اے خوشخصال — فنِ دزدی میں یہ ہے میرا کمال
دیکھ لوں جس کو شبِ دیجور میں — اوسکو پہچانوں سحر کے نور میں
عارفِ کامل یہی چوروں میں تھا — تھا تو آئینہ مگر کوروں میں تھا
شاہ نے سنکر کہا پھر ایک بار — پانچ ہیں ہم ایک دل اور جاں نثار
یہ تو بتلاؤ کہ رہتے ہو کہاں — کس محلہ میں ہے کس کس کا مکان
تاکہ ہم سب روز و شب ملتے رہیں — غنچۂ خاطر سدا کھلتے رہیں
سب نے اپنا کہدیا نام و نشان — پانچ تن پھر ہو گئے سب ایک جان
الغرض مل جل کے پانچوں پُر دغل — چڑھ گئے سرعت سے بالائے محل
مخزنِ شاہی تھا جس حجرہ میں بند — بو یہ پہچانے اوسکی پانچوں ہوشمند
قفل کھولا در کا اوس نے بے کلید — دزدِ سوم تھا جو شیطان کا مرید
اپنا اپنا حصہ پانچوں نے لیا — حجرۂ دولت کو خالی کردیا
جب چلے واں سے یہ پانچوں خودپسند — اتفاقاً بول اوٹھا اک پرند

شہ نے پہلے چور سے اوس دم کہا | طائر خوش رنگ یہ کہتا ہے کیا

چور نے سنکر کہا اے مہربان | وہ یہ کہتا ہم میں ہے شاہِ جہان

شہ نے پھر اوس سے کہا اے ہوشیار | پوچھ لے وہ کونسا ہے شہریار

اوس نے بولا یہ مجھے آتا نہیں | جانتا ہوں راگ پر گاتا نہیں

الغرض پانچوں اُتر کر زیرِ بام | اپنا اپنا سب کو پھر سوجھا مقام

دور جبدم ہو گیا شب کا نقاب | پھر اک ذرہ پہ چمکا آفتاب

تخت پر بیٹھا وہ شاہِ نیک نام | لے لیا اعیانِ دولت کا سلام

عدل کا پھر ہو گیا دربار گرم | حسنِ یوسف سے ہوا بازار گرم

کوتوالِ شہر کو کرکے طلب | کہدیا چپکے سے سارا حالِ شب

پھر یہ کی تاکید اوسکو بار بار | رازِ شب ہونے نہ پائے آشکار

جلد جا چوروں کا مسکن ہے جہاں | باندہ لے جلدی سے سب کی مشکیاں

جسقدر ہو پاس اونکے مال و زر | کر لے سب ہمدست جا کر زود تر

اونکو پھر لیجا کے سولی پر چڑھا | تاکہ وہ پا جائیں چوری کا مزا

یہ بھی ہے اک شرط اسمیں کوتوال | جو کہیں وہ رد نہ کر اون کا سوال

حکم شہ کا سنتے ہی با کر و فر | حسبِ تعمیل پر باندھی کمر

الغرض شحنہ نے دامن بھر لیا | مال سب چوری کا حاصل کر لیا

لیکے چوروں کو چلا جب سوئے دار | کہتے تھے آپسمیں با صد اضطرار

ایک بولا پانچواں وہ کون تھا | دوسرا بولا کہ چپ رہ بے حیا

تیسرا بولا جو ہوتا شہریار | رات ہی میں ہم پہ ہوتی مار مار

پھر یہ چوتھے نے کہا دل کھول کر | دیکھ لوں صورت تو جانوں خوب تر

بڑھ کے شحنہ سے کیا سب نے سوال | شاہ سے کرتے ہیں کچھ ہم عرضِ حال

ہم کو پہلے لیکے چل پیشِ حضور
بخشدے شاید ہمارا وہ قصور

مژدۂ لاتقنطو ہم کو ہے یاد
کیا عجب ملجائے واں دلکی مراد

لیگیا شحنہ اونہیں دربار میں
ہو گئے حاضر جو وہ دربار میں

عارفِ کامل نے جب ڈالی نظر
عرض کی یوں شاہ کو پہچان کر

ہم نے کام اپنا جو کرنا تھا کیا
اب کہاں ہے اسم اعظم آپ کا

ہنس کے فرمایا کہ سب کو چھوڑ دو
بیڑیاں جو پاؤں میں ہیں توڑ دو

تھی نہ جبتک معرفت وہ چور تھے
آئینہ رکھتے تھے لیکن کور تھے

آنکھ میں عرفان ہوا جب جلوہ گر
قطرہ قطرہ بنگیا پل میں گہر

بھائی جان دنیا بھی کالی رات ہے
معرفت کی بات ہی میں بات ہے

دیکھ لے جبتک ہے تیری زندگی
ورنہ بعد مرگ ہے شرمندگی

اور یہ بھی یاد رکھ اے ذی شعور
آنکھ میں چمکے اگر عرفان کا نور

کچھ بھی حاصل ہو تجھے عرفانِ رب
کر زیادہ دل سے خالق کا ادب

جسطرح چوروں نے چوری چھوڑ دی
بام پر چڑھنے کی رسی توڑ دی

ہو گئے وہ پاک دل اور خوشخصال
پھر کبھی آیا نہ چوری کا خیال

عارفِ کامل ہی کرتا ہے ادب
روبرو ہے اوسکے گویا اوسکا رب

شاہ کا جب تو مصاحب ہو گیا
تجھکو پھر اوسکا ادب کرنا پڑا

بے ادب ٹھہرے نہ اوس کے روبرو
بے ادب کیونکر رہے گا سرخرو

نام کے عارف ہی رہتے ہیں خراب
جان کر بے خوف پیتے ہیں شراب

پھر یہ کہتے عارفِ کامل ہیں ہم
کیا کسی کی طرح سے جاہل ہیں ہم

ایک ہیں سب موج دریا و حباب
کب جدا پانی سے رہتی ہے حباب

حلوۂ شیریں نگل جاتے ہیں سب
پر نہیں کرتے وہ حنظل کی طلب

خام عارف ہے سراپا خود پرست — وہ خیالِ خام میں رہتا ہے ست
عارفِ کامل کے ہیں عمدہ صفات — وہ کبھی کہتا نہیں ہے دن کو رات
دیر کو کعبہ نہ وہ بولے کبھی — بے ادب ہو کر نہ منھ کھولے کبھی
رکھتا ہے ہر دم شریعت کا خیال — اوسکی رہتی ہے ادب کی بول چال
رکھتا ہے حفظِ مراتب پر نظر — بھاگتا ہے ملحدوں سے دُور تر
گرچہ موتی کی بضاعت آب ہے — آبرو ہی سے دُرِ نایاب ہے
خانہ زادِ بحر ہے قطرہ مگر — بنگیا گوہر تو پہنچا تاج پر
گر ہو حفظِ مراتب کا خیال — بڑھ نہیں سکتا کبھی پتھر سے لال
گرچہ اوس صانع کی صنعت خیر ہے — زہر بھی اکثر مفیدِ غیر ہے
پاک ہے وہ اوسکی حکمت پاک ہے — خاک میں سونے کا ریزہ خاک ہے
ہو گیا مٹی سے جب سونا جدا — دیکھ لے دونوں کا کیا ہے مرتبا
کر شریعت کا ادب اے خوشخصال — نیک ہے حفظِ مراتب کا خیال
لاکھ لفظوں میں سیاہی کا ہے نور — مدح و ذم میں بھی سیاہی ہے ضرور
مدح کے الفاظ پر دل ہے فدا — ذم کے لفظوں سے زمانہ ہے خفا
جب سیاہی پر تو شیدا ہو گیا — مدح ذم میں ہے وہی جلوہ نما
بید مڑک پیتا ہے خوش ہو کر شراب — ایلوے کو بھی تو کہا خانہ خراب
تلخ و شیریں کا ہو جبتک امتیاز — پینچگا نہ پڑھ تہ دل سے نماز
شکل و صورت سے غم و شادی عیاں — ہے الگ بادِ بہاری اور خزاں
مرغیاں جیرکین پہ ہوتی ہیں فدا — اون کی صورت کو وہی موزوں غذا
ہے دماغ و دل ترا خوشبو سے تر — خاک روبوں کو ہے اوس سے دردِ سر
تیری صورت ہے میاں انسان کی — ایسی صورت کو ہے نسبت نان کی

صانع صنعت کی حکمت خوب ہے | اور ہر اک شئی کی حقیقت خوب ہے
پر بہر صورت سے ظاہر کا ادب | سے ہے شریعت در حقیقت حکم رب
جو ہے فانی اوس کو فانی جان لے | جو ہے باقی اوسکو باقی جان لے
ہے یہی حسن ادب اے بھائی جان | اپنے خالق کا ادب کر ہر زمان
عارف کامل کہونگا اوسکو جب | جو کہ رہتا ہو ادب سے پیش رب
شاہ کو تو جانتا ہے ہر کوئی | کیا رعایا کیا ضعیف وکیا قوی
پر رعیت کو ادب حاصل نہیں | اسلئے دربار کے قابل نہیں
قرب علمی جسکو ہو مدِ نظر | نحن اقرب وہ سمجھتا خوب تر
قرب کی جسکو حلاوت ہو نصیب | با ادب رہتا ہے وہ پیش حبیب
یہ مصاحب شاہ کا ہے ہر زمان | اور ادب کو جانتا ایمان جان
یہ ادب سے لائق دربار ہے | بے ادب جو ہے وہ ناہنجار ہے
ہر گھڑی عارف کو ہے خالق کا ڈر | جسطرح روباہ پیش شیر نر
با ادب تھے کیا بزرگان سلف | وہ یہی عرفان کے دھنی تھے ذی شرف
جس قدر عرفان او نہیں حاصل ہوا | اسقدر اون پر ادب مائل ہوا
عارف کامل جنید و بایزید | جن کے لاکھوں تھے زمانے میں مرید
تھے شریعت کے ادب سے سرفراز | پنجگانہ وقت پر پڑھتے نماز
اونکا دل بغض و حسد سے پاک تھا | کبر و کینہ اونکے حق میں خاک تھا
اور فرماتے ہیں یوں پیران پیرؒ | آسمان علم کے بدر منیر
جس طریقت سے شریعت کا ہو رد | راہ وہ زندیق کی ہے مستند
جان لے جبتک ہے تجھ میں عقل و ہوش | کر نہ دیوانوں کی باتیں خود فروش
ہوش ہے تو کر شریعت کا ادب | کچھ نہیں ہے دل لگی عرفان رب

کہتے ہیں کیا خوب مولانائے رومؒ
ہے یہی اونکی نصیحت بالعموم

بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

مرتعش کی طرح مت سر کو ہلا
کیوں بنا نقال اوس کا بیحیا

مرتعش رعشہ سے خود مجبور ہے
ہوش رکھکر ناچنا مقہور ہے

بن شریعت کی نہ تو لکڑی کا گھن
خام عارف کے یہی ہوتے ہیں گن

خام عارف کی حکایت دل سے سن
ٹن کی کرتا ہوں صراحت دل سے سن

حکایت

تھا کسی بستی میں مرد خوش خصال
دل کو تھا مرغوب اوسکے حال وقال

ہو گیا وہ پیر کامل کا مرید
معرفت میں تھے جو مثل بایزید

ملگیا عرفان کا جب اوسکو سبق
ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا دل کا ورق

پر نہ سمجھا اوس نے اونچی بات کو
دیر جانا قبلۂ حاجات کو

اپنے گھر آکر کیا دل میں خیال
چھوڑتا ہوں آج ہی سے قیل وقال

گھر کے گوشہ میں مراقب ہو گیا
اسطرح تن سے مخاطب ہو گیا

اے تن خاکی تو شیشہ بن تمام
تا سنوں آواز ٹن ٹن کی مدام

اپنے ذہن میں پھر تو وہ ٹن ہو گیا
اپنی ہی لکڑی کا خود گھن ہو گیا

تین دن تک یوں ہی بیٹھا وہ جوان
کچھ نہ نکلا منہ سے اوسکے ہوں نہ ہاں

ایک نے کنکر جو مارا برملا
اوس کے منہ سے نکلی ٹن ٹن کی صدا

پھر تو ہر کنکر پہ ٹن کہنے لگا
اس طرح ٹن بن کے سن رہنے لگا

یہ خبر پہنچی جو مرشد کو کہیں
بنگیا ہے ٹن مرید خوش یقین

یعنے وہ شیشہ سراپا ہو گیا
لے رہا ہے منہ سے ٹن ٹن کا مزا

سنتے ہی مرشد نے سب کے روبرو
آکے گھر اوسکے یہ چھیڑی گفتگو

گر ترا سب جسم شیشہ بن گیا
جسم ہی ٹن ٹن کہے تو ہے بجا

منہ سے ہر کنکر پہ ٹن کہتا ہے کیوں
اوبُھ خیالِ خام میں رہتا ہے کیوں

عارفوں سے ایسے بچنا چاہیئے
ایسا ٹن ہو کر نہ رہنا چاہیئے

ہے ادب لازم تجھے ہر حال میں
پڑ نہ ہرگز جاہلوں کے جال میں

یوں سمجھ گردیدۂ عرفاں نہیں
دیکھتا ہے مجھکو رب العالمین

یا اگر چشمِ بصیرت ہے کھلی
چل شریعت پر کہ ہو جائے ولی

پڑھ نمازِ پنجگانہ اور درود
دیکھ لے پھر قدرتِ ربِّ ودود

دُعا

یا الٰہی میں ہوں اک عبدِ ذلیل
پر مرے ہر کام کا ہے تو کفیل

مجھکو وہ عرفان عطا کر اے غفور
شرع کے پردے میں دیکھوں تیرا نور

اے خدا مجھکو بچا الحاد سے
مست کر دے مجھکو اپنی یاد سے

وہ رہِ عرفاں بتا اے کبریا
دخل ہو جس میں نہ رہزن کا ذرا

کر عطا توفیق نیکی کی مدام
اور بدی سے دور ہو میرا مقام

یوں تو گذرے عمر کے ستر برس
ہو گئی نزدیک آوازِ جرس

جا رہا ہے قافلے پر قافلہ
خوابِ غفلت سے جگا دے اے الٰہ

یاد کی توفیق دے اے محترم
میں نہ بھولوں تجھکو یا ربّ ایکدم

آخری منزل میں پچھتاؤں نہیں
قہر کی دلدل میں پھنس جاؤں نہیں

ہے شکستہ ناؤ اور منجدھار ہے
تو اگر چاہے تو بیڑا پار ہے۔

شکر کس منہ سے کروں تیرا ادا
دینِ احمد میں مجھے پیدا کیا

اور کھلایا تو نے اوس شہ کا نمک
جسکا احسان ہے مرے پر آجتک

یعنی وہ عثمان علیخان شہریار
جو کہ ہے ملکِ دکن کا تاجدار

زاہد و ابرار و عادل نیک خو ۔ ثانیِ محمود غازی ہو بہو
بت شکن وہ تہا تو یہ ہے خود شکن ۔ حیدری انداز فاروقی چلن
اس صدی میں آیت حق ہے یہی ۔ آشکارا رایت حق ہے یہی
نفس کو ہے نان جو سے اتفاق ۔ نعمتیں سب رہ گئیں بالائے طاق
بہوک کی لذت سے جو واقف نہیں ۔ کیا خوش آئے اوسکو پہر نانِ جویں
اسطرح کا ہے کہیں کوئی بشر ۔ جسکو شاہی میں ہو نعمت سے حذر
سلطنت ہے ہاتھ میں پر دل میں حق ۔ یاد ہے فاروق اعظم کا سبق
گرچہ دنیا میں ہیں لاکھوں شیخ و شاب ۔ ایک بہی نکلا نہیں اسکا جواب
یاالٰہی سب یہ تیری شان ہے ۔ تیری حکمت پہ دل قربان ہے
جسکو جو چاہا مناسب وہ دیا ۔ ہر وقت پر تری صد مرحبا
طرۂ دستار او خورشید وش ۔ فخر تاج شمس دین التمش
دوں دعا کیونکر نہ اسکو صبح و شام ۔ شاد ہیں جسکی بدولت خاص و عام
یا الٰہ العالمیں بہر رسول ۔ یہ دعا عاجز کی ہو جائے قبول
تا صد و سی سال سلطانِ دکن ۔ ہم غریبوں پر رہے سایہ فگن
ہر گہڑی اوسکا رہے دل شادمان ۔ عافیت سے ملک پر ہو حکمران
جو عدو اوسکے ہوں وہ مقہور ہوں ۔ خار جتنے ہوں چمن سے دور ہوں
اسے خدا دے اوسکی منہ مانگی مراد ۔ ثمر کو جسنے کر دیا ہے خیر باد
شادماں ہر دم رہے اولاد و آل ۔ ہر شجر اوسکے چمن کا ہو نہال
غنچہ و گل پر ہو شیدا صد بہار ۔ ابر رحمت اوسپہ ہو لیل و نہار
التجا عاجز کی یہ بہی ہے مدام ۔ نعت اقدس میں گذاروں صبح و شام

ہے اسی پر ختم طوفاں کی دعا ۔ شوق ہے دیکہوں جمالِ مصطفےٰ

رباعیات

جو مدحِ رسول و ذکر ہو کرتے ہیں — میں تو کی نہ پھر وہ گفتگو کرتے ہیں
دنیا سے جو ہاتھ دھو کے بیٹھے طوفان — کوثر سے وہی لوگ وضو کرتے ہیں

آئینہ میں دیکھی ہے جلا کی صورت — پر اوس سے جدا ہے حق نما کی صورت
دیکھا تو کہیں نظر کا سایہ نہ ملا — آنکھوں میں ہے محبوبِ خدا کی صورت

ہمنے تو یہی جنابِ عالی دیکھا — دنیا کا یہ سب خواب خیالی دیکھا
ہاتھ آیا زر و مال بہت کچھ طوفان — جب آنکھ کھلی تو ہاتھ خالی دیکھا

بھوکوں کے لئے خشکہ غذا اچھی ہے — مانا کہ مریضوں کو شفا اچھی ہے
ہر حال میں یہ یاد رہے اے طوفان — بندہ کے لئے یادِ خدا اچھی ہے

روشن ہوئی جب شمع تو کیا کرتا ہوں — پروانے کے مانند جلا کرتا ہوں
گل ہو گیا جس دم شبِ ہجراں میں چراغ — بلبل کی طرح آہ و فغاں کرتا ہوں

فانی کو ہے باقی کی زبردست پناہ — اللہ پہ ہر دم رہے بندہ کی نگاہ
فانی فانی سے کیا تمنا رکھتے — لاحول و لا قوۃ الا باللہ

لیتا ہوں میں کیا کسی سے کیا دیتا ہوں — جو کچھ مجھے خالق نے دیا دیتا ہوں
لیتا ہوں فقط نام محمد ہر دم — اللہ کے بندوں کو دعا دیتا ہوں

مداحِ رسولِ مدنی ہوں میں بھی — شیدائے اویسِ قرنی ہوں میں بھی
ہاتھ آئی ہے وہ عشق کی دولت مجھکو — عثمان کے زمانہ میں غنی ہوں میں بھی

اعداد محمد کی نہ کیوں لاج رہے — عثمان کے سکے پہ وہ سرتاج رہے
کیونکر نہ خدا اوسی کا دکھلائے عروج — جو شیفتۂ صاحبِ معراج رہے

پیری ہے نہ اچھی نہ شباب اچھا ہے — دنیا میں نہ مستی مئے ناب اچھا ہے

جس دل میں نہو آتش الفت کی جلن — اوس پارہ لحمی سے کباب اچھا ہے

یارب کبھی اک دم نہ تجھے یاد کیا — پر رنج سے تو نے مجھے آزاد کیا
کس منہ سے کرے شکر یہ بندہ تیرا — غمگین ہوا تھا کہ وہیں شاد کیا

گر عشق الٰہی کا اثر دلپر ہے — لب خشک ہے اور آنکھ بھی تیری تر ہے
رونے پہ تو اپنے رو ہمیشہ طوفان — سب رونے سے رونا یہی افضل تر ہے

جز نعت محمد مجھے آتا ہی نہیں — دل کو مرے مضمون کوئی بھاتا ہی نہیں
گلزار مدینہ کی وہ دُھن ہے مجھکو — آنکھوں میں کوئی رنگ سماتا ہی نہیں

کیونکر نہ طبیعت رہے شادان میری — صد شکر کہ مشکل ہوئی آسان میری
طاعون کا اب ڈر نہیں دلمیں طوفان — خود موت ہے ہر آن نگہبان میری

حضرت کی حیات درحقیقت باقی — اللہ کو ہے آپ سے الفت باقی
کیونکر نہ پڑھے درود خلاق جہان — خود یار ہی باقی ہے تو صحبت باقی

میں خود ہمہ تن گوش ہوں آواز ہوں میں — اور نَے کیطرح نائی کا دمساز ہوں میں
سنتا ہوں تو آتی ہے اوسی کی آواز — ناچیز ہوں پر شیفتۂ ناز ہوں میں

غفلت میں رہی ہے ہوشیاری تیری — برباد ہوئی ہے عمر ساری تیری
کیوں مرنے سے پہلے نہیں مرتا طوفان — بیشک ہے یہ موت اختیاری تیری

ٹوٹی نہ کبھی یہ فاقہ مستی تیری — تصویر بڑے بت کی ہے ہستی تیری
محمود کیطرح بت شکن بن طوفان — کبتک یہ رہیگی خود پرستی تیری

اے شیخ تری سب کو حقیقت معلوم — اور جبہ و دستار فضیلت معلوم
خادم سے کہیں لیتا ہے مخدوم رقم — بیعت معلوم و دست بیعت معلوم

بیدرد جو دل ہوا وسے کیا ملتا ہے — ملتی ہے نہ الفت نہ خدا ملتا ہے
دراصل نہیں غم بھی خوشی سے خالی — رونے میں بھی اک خاص مزا ملتا ہے

تکلیف میں صابر جو ہو ذی جاہ وہ ہے — اور خلد بریں کا خضر راہ وہ ہے
مخلوق پہ جو نفس کو ایثار کرے — وہ شاہ نہیں بلکہ شہنشاہ وہ ہے

اوس شمع رسالت پہ جو پروانہ ہے — اپنے سے وہ ہر حال میں بیگانہ ہے
ہوشیار کو ہے رنج و مصیبت طوفان — گہوارۂ آرام میں دیوانہ ہے

آ ہوش میں اے حرص و ہوا کے بندے — لعل و گہر و سیم و طلا کے بندے
پیدا کیا کون کس سے رکھتا ہے امید — کچھ تو شرما ذرا خدا کے بندے

جز غم کے غریبوں کو نہ کھانا ملتا — پھر خوب حریصوں کو بہانہ ملتا
گر مال کے ساتھ ہی غذا بھی بڑھتی — مفلس کو نہ ایک جَو کا دانہ ملتا

توحید کا رنگ ڈھنگ اک بات میں ہے — جو کچھ ہے وہ اسقاطِ اضافات میں ہے
جبتک کہ رہے تو وہ نہیں مل سکتا — الجھا ہوا میں توٗ کے حجابات میں ہے

کثرت میں وہ ہمنے آکے وحدت دیکھی — ہر رنگ میں اللہ کی قدرت دیکھی
بتخانۂ عالم کا تماشہ ہے عجب — بے مثل نظر آئی جو صورت دیکھی

اللہ کی توفیق سے کیا کام ہوا — صائم کو عطا خلد کا انعام ہوا
سختی جو اوٹھائی تو ملا عید کا دن — روزوں کا وہ آغاز یہ انجام ہوا

اے یار وفادار پیمبر صدیق — واے فخر سلاطین و خوش اختر صدیق
اوس معدنِ نور کو اوٹھایا تو نے — ہیں کون و مکان جس سے منور صدیق

کیا نام ہے فاروق معظم تیرا — بھرتے ہیں شجاعانِ جہان دم تیرا
اسلام نے قوت ترے دم سے پائی — لہراتا ہے ہر ملک میں پرچم تیرا

لب سرخ و لعلِ یمنی کی صورت — پھر اوس پہ حیا کم سخنی کی صورت
آئینہ محبوب خدا تھے گویا — وہ پاک تھی عثمانِ غنی کی صورت

اللہ محمد کے ہیں منظور علی — ہیں بادہ توحید سے مسرور علی

دیدار علی کا ہے عبادت طوفان
واللہ کہ ہیں نور سے علی نور علی
توحید رہی شاہ زمن کے گھر میں
تہا نور سدا اکا پنجتن کے گھر میں
دنیا کی کسی نے بھی نہ صورت دیکھی
ٹھہرا کوئی بت نہ بت شکن کے گھر میں

ہے نور خدا نور رسول الثقلین
حسنین ہیں اوس نور کے گویا عینین
دانش ہے جو فاطمہ تو بینش حیدر
[illegible] پاک سے روشن کونین

ہستی تری کیا شرک سے آمیز نہیں
توحید کی تلوار ہے پر تیز نہیں
کہنا نہ انا نہ قم باذنی ہرگز
منصور نہیں تو شمس تبریز نہیں

موہوم ہے قوت ارادی میری
بیکار ہے خواہش فسادی میری
وہ دل نہیں جسمیں ہو تمنائے مراد
ہے عین مراد نامرادی میری

دولت بھی ملی پہ تنگدستی نہ گئی
دل سیر ہوا پہ فاقہ مستی نہ گئی
عابد ہوئے مشہور نمازی بھی ہوئے
افسوس یہ ہے کہ خود پرستی نہ گئی

تمام نہ اخلاص کا پابند ہوا
دل روزۂ رمضان سے نہ خورسند ہوا
پانی نہ پیا غذا نہ کھائی تو کیا
چغلی کھانے سے پر نہ منہ بند ہوا

ہر چند کہ ہر بت کی نفی کی تو نے
پر شرک میں کوئی نہ کمی کی تو نے
خواہش کو تو معبود بنا رکھا ہے
توحید کی کیا خوب ہنسی کی تو نے

نے حمد سے مطلب نہ خدا سے ہے غرض
نے مدح و ثنائے مصطفےٰ سے ہے غرض
کیسے یہ غزل گو ہیں کہ جنکو دن رات
معشوق خیالی کی ادا سے ہے غرض

پانی کی نہ خواہش نہ غذا سے ہے غرض
مطلب نہ دوا سے نہ شفا سے ہے غرض
سودا زدہ زلف محمد ہوں میں
مجھکو تو مدینہ کی ہوا سے ہے غرض

حاصل ہے تجھے گر نظر تحقیقی
کیوں شیر سے ہے قدر زیادہ گھی کی
در اصل ہیں الماس و زمرد پتھر
گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

عاقل نہیں حاشا وہ خردمند نہیں
احکام شریعت کا جو پابند نہیں
صوفی ہے نہ عارف ہے نہ درویش ہے وہ
دل جس کا تکالیف سے خورسند نہیں

دنیا میں وہی عارف کامل ہوگا
جو خوف الٰہی سے نہ غافل ہوگا
جو شاہ کے آداب سے کرتا ہو گریز
کسطرح وہ دربار کے قابل ہوگا

جلد اپنے گناہوں پہ تو نادم ہوجا
توبہ کرلے پھر اوسپہ قائم ہوجا
باغی کو کبھی نہیں عقوبت سے نجات
بہتر ہے کہ مخدوم کا خادم ہوجا

رنگریز تو رنگ بیدرنگ دیتا ہے
لوہے کی تو خاصیت ہے زنگ دیتا ہے
سب سے بہتر ہے رنگ نارنگی کا
گیرو سے تو بقال بھی رنگ دیتا ہے

مانع نہیں فقرا کو امیری تیری
کام آئیگی سب کو دستگیری تیری
اخلاق محمدی جو ہو جائیں نصیب
سبحان اللہ پھر فقیری تیری

کیسی تھی شہنشاہ زمن کی صورت
بے مثل تھی پاک پنجتن کی صورت
مانا کہ تو سیرت میں مسلماں ہے ضرور
پھر کیوں یہ بنائی ہے کشن کی صورت

جس قوم کی جسکے دل میں الفت ہوگی
اوسکی بھی وہی شکل و شباہت ہوگی
باطن کا اثر شکل پہ ہوجاتا ہے
صورت بھی وہی ہوگی جو سیرت ہوگی

صحرا کبھی ہوگا نہ گلستاں کیطرح
آہو نہ بنا شیر نیستاں کیطرح
ہر قوم ہے اپنی ہی فشن پہ شیدا
کوئی نظر آیا نہ مسلماں کیطرح

کیا چال ہے کیا حسن بھی لاثانی ہے
منہ میں ہے طرز بھی نصرانی ہے
پیچھے سے پھٹا ہوا ہے دامن دیکھو
یہ بھی تو دلیل پاکدامانی ہے



ختم شد

اطلاع



نعتیہ دیوان سلطان سخن یہ دیوان طوفان رحمت کے جملہ حقوق محفوظ ہیں اس کا رجسٹرڈ نمبر (   ) ہے براہ کرم کوئی صاحب اسکے طبع کرنیکا قصد نہ فرمائیں ورنہ بجائے نفع کے نقصان اٹھانا پڑیگا

اس دیوان کے ملنے کا پتہ درج ذیل ہے اس پتہ پر آرڈر کی تعمیل بعجلت ممکنہ ہو سکیگی تاکہ خریداروں کو سہولت ہو۔

حیدرآباد دکن محلہ باغ مسلم جنگ حال موسوم شدہ اعظم پورہ نمبر مکان (۱۱) آرائش بلدہ بی کلاس

خط و کتابت سید حبیب شاہ خاں خلف طوفان سے ہونا چاہیے۔

نوٹ:- اس دیوان کی قیمت ۲ روپیہ سکہ عثمانیہ اور اخراجات ٹپہ وی پی وغیرہ بذمہ خریدار رہیں گے۔